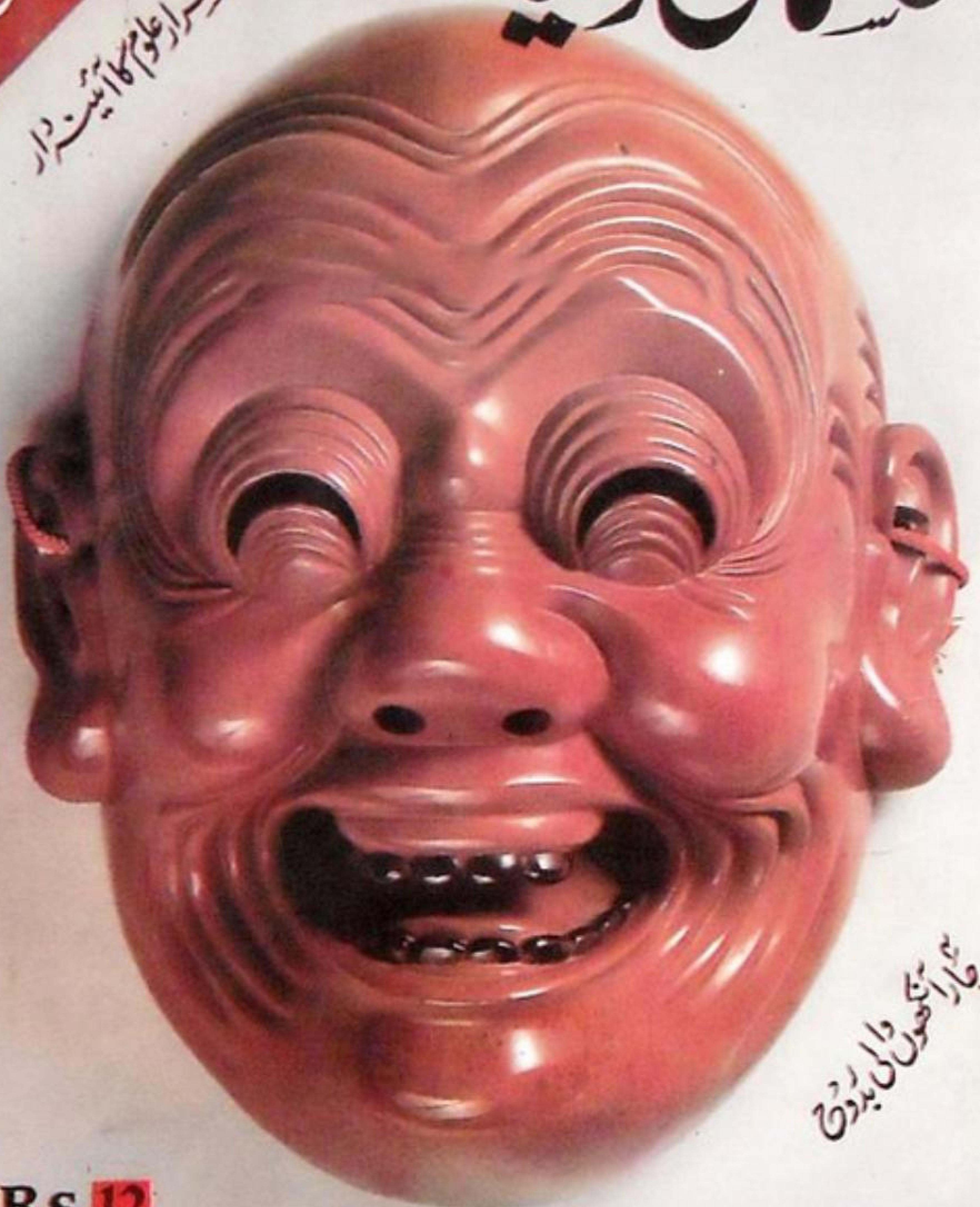
ماہنامہ دیوبند

طلسماتی دُنیا

پُراسرار علوم کا آئینہ دار

مئی ۱۹۹۵ء



چار آنکھوں والی بدروح

Rs.12

ماہنامہ
دیوبند

طلسماتی دنیا

مئی ۱۹۹۵ء

پراسرار علوم کا آئینہ دار



چار آنکھوں والی بدروح

Rs.12

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلسماتی دنیا

جلد نمبر: ۲ ——— شمارہ نمبر: ۵
مئی ——— ۱۹۹۵ء
فی شمارہ: ——— ۱۲ روپے
سالانہ ——— ایک سو بیس روپے (سادی ڈاک سے)
دو سو روپے ——— (رجسٹرڈ ڈاک سے)
پاکستان سے سالانہ ——— پانچ سو روپے
غیر ممالک سے ——— ۲۵ ڈالر (امریکن)
لائف ممبری ——— تین ہزار روپے
معاونین سے سالانہ ——— ایک ہزار روپے
محسنین سے سالانہ ——— پانچ ہزار روپے

ایڈیٹر: حسن الہاشمی
سرپرست: حضرت الحاج مولانا سید جلیل حسین میاں صاحب مدظلہ
ڈ ہما: زینب ناہید عثمانی
نگراں: ——— عمر فاروق عاصم عثمانی
فون نمبر ایڈیٹر: ——— ۲۲۶۸۲
سرکولیشن منیجر و ڈیزائنر: ——— دانش عامری
فون نمبر دفتر: ۲۲۶۸۳ صبح ۱۰ بجے سے ۱ بجے تک شام ۳ بجے سے ۵ بجے تک
ایڈورٹائزمنٹ منیجرس: ——— خالد مظہر، راحت عثمانی

انتباہ

"طلسماتی دنیا" سے متعلق تمام تنازعات صورتوں میں مقدمہ کی سماعت کا حق صرف دیوبند ہی کی عدالت کو حاصل ہوگا۔ (منیجر)

اس دائرہ میں ○ سُرخ نشان اس بات کی یاددہانی کرتا ہے کہ اس شمارے کے ساتھ آپکا زرتعاون ختم ہو رہا ہے اس شمارے کے موصول ہوتے ہی آپ زرتعاون روانہ کریں اور اگر خریداری منسوخ کرنی ہو تو بذریعہ خط اطلاع دیں۔ خاموشی کی صورت میں اگلا شمارہ وی، پی سے ایک سال کی قیمت کے ساتھ روانہ کیا جائے گا اور وی، پی چھڑانا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا ——— منی آرڈر سے رقم روانہ کرکے آپ وی، پی خرچ سے بچ جائیں گے۔ (منیجر)

اطلاع عام

اس رسالہ میں جو کچھ بھی شائع ہوتا ہے وہ "روحانی مرکز" کی ملک ہے اس کے کسی کُلی یا جزوی مضمون کو شائع کرنے سے پہلے "روحانی مرکز" سے رابطہ قائم کرنا ضروری ہے۔ (منیجر)

"طلسماتی دنیا" روحانی مرکز کے ذریعہ لاچاروں، غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتا ہے۔ جو صاحب آخرت کے اجر و ثواب کے لئے کوئی پیشکش کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر سے رابطہ قائم کریں۔ یا "روحانی مرکز" کے نام اپنی رقم بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تعاون علی البر والی رقومات کیلئے پوری پوری وضاحت کر دینا ضروری ہے ——— تاکہ رقومات صحیح مصرف میں خرچ کی جا سکیں۔
——— (منیجر) ———

روحانی مرکز محلہ ابوالمعالی دیوبند ۲۴۷۵۵۴
ROOHANI MARKAZ
ABULMALI, DEOBAND – 247554

پرنٹر پبلشر حسن احمد صدیقی نے جے کے آفسیٹ دہلی سے چھپوا کر روحانی مرکز محلہ ابوالمعالی دیوبند سے شائع کیا

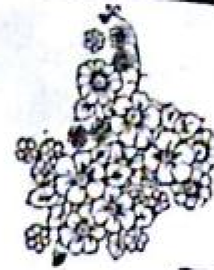
کیا اور کہاں

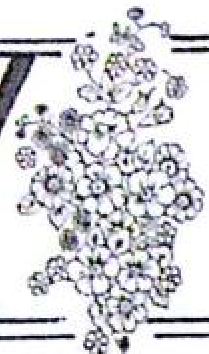
نورِ ہدایت

دین کے معاملے میں زور زبردستی نہیں ہے۔
بلاشبہ جدا ہو چکی ہدایت گمراہی سے۔
اب اگر کوئی شخص نہ مانے گمراہ کرنے والوں کی بات۔
اور ایمان لے آئے اللہ پر۔
تو اس نے پکڑ لیا مضبوط حلقہ جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔
اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔
اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا۔
نکالتا ہے ایمان والوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف
اور جو لوگ کافر ہو گئے ان کے رفقاء ہیں شیاطین۔
اور شیاطین انہیں نکالتے ہیں روشنی سے اندھیرے کی طرف
یہی وہ لوگ ہیں جو دوزخ میں جانے کے مستحق ہیں۔
اور یہی لوگ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

(القرآن، سورۂ بقرہ)

مختلف باغوں کے پھول





معمول

شادی کے بعد پہلا بچہ ـــــ اور وہ بھی لڑکا۔ وہ بے حد خوش تھا۔ حالانکہ بے کار تھا۔ لیکن اس نے بیوی کا زیور بیچ کر رشتے داروں اور دوستوں اور پڑوسیوں کی شاندار دعوت کی اور دیسی گھی کے لڈو تقسیم کیے۔

دوسرے بچے کی پیدائش پر بناسپتی گھی کے لڈو بانٹے گئے، اور تیسرے بچے کے جنم پر صرف جلیبیاں ـ اور ساتویں بچے کی پیدائش پر جب میں اس کے گھر مبارکباد دینے گیا تو وہ پھیکی پھیکی ہنسی کے ساتھ بولا اس میں مبارکباد دینے کی کیا بات ہے، بچے تو ہونے ہی رہتے ہیں۔

ہوشیاری

اکثر لوگ اپنے آپ کو ہوشیار اور دوسروں کو بیوقوف، عموماً اپنی ہی کم عقلی کی وجہ سے سمجھتے ہیں۔ ایک ایسے علاقے میں جہاں شراب پینے پر پابندی تھی۔ ایک پولیس کانسٹیبل نے جب ایک نشے میں دھت شرابی کو پکڑ لیا تو شرابی بولا صرف اس لئے کہ میری آنکھیں سرخ ہیں۔ آپ مجھ پر نشے میں ہونے کا الزام نہیں لگا سکتے۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ میں انسان نہیں کوئی خرگوش ہوں۔!

دودھ کا قرض

پھانسی کے پھندے پر لٹکنے والے ایک شخص نے مرنے سے ایک منٹ پہلے اپنی ماں کے نام ایک خط میں لکھا۔

ماں! آج موت کی سزا پاتے ہوئے میرا ضمیر مطمئن ہے کہ میں نے تمہارے دودھ کا قرض چکا دیا اور تمہارے گناہ کی سزا میں نے بھگت لی۔ کیونکہ تم بھی یہ بات اچھی طرح جانتی ہو کہ بہو کو میں نے نہیں تم نے ہی جلایا تھا۔

امّید

بیٹی نے کہا ـــ میں اُس سے ہرگز ہرگز شادی نہیں کر سکتی۔ وہ تو بدعقیدہ ہے وہ تو جہنم پر بھی یقین نہیں رکھتا۔

باپ بولا۔

بیٹی۔ ہم اسی لئے تمہاری شادی اس سے کرنا چاہتے ہیں۔ تم سے شادی کے بعد انشاء اللہ وہ جہنم پر ایمان لے آئے گا۔

مشورہ

کم علمی اس وقت زیادہ بُری لگتی ہے جب اس کے ساتھ ہٹ دھرمی بھی شامل ہو۔ ایک ماں نے اپنے لڑکے کو کچھ نازیبا الفاظ بولنے پر ڈانٹا تو لڑکے نے صفائی پیش کی۔ لیکن امی ان الفاظ کو تو غالبؔ نے استعمال کیا ہے۔

ماں نے مشورہ دیا۔ تو آئندہ تم غالب کے ساتھ ہرگز نہ کھیلنا۔

زہر

امّاں جی نے مجھ سے روتے ہوئے کہا۔

باقر! میں نے زبیدہ کی ماں کو مرتے وقت زبان دی تھی۔ قیامت کے روز میں مرحومہ کو کیا منہ دکھاؤں گی؟ تمہاری شادی ہوگی تو اسی کے ساتھ ورنہ میں زہر کھا کر مر جاؤں گی۔ ان کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی۔ چنانچہ زندگی بھر کے لئے زہر مجھے ہی پینا پڑا۔

دور اندیشی

سارا محلہ حیرت میں ڈوب گیا تھا۔ ہر گھر میں اسی بات کا چرچا تھا کہ نانی شبراتن نے اپنی چودہ سالہ نواسی کا نکاح نوّے برس کے ٹھیکیدار رمضو سے کر دیا تھا۔

جتنے منہ اتنی باتیں۔ محلے کی عورتوں کو تو جیسے ایک نیا موضوع مل گیا تھا۔ ہر عورت کی زبان پر بس یہی تھا۔

نانی شبراتن نے یہ کیسا بے جوڑ رشتہ کر دیا۔ نانی شبراتن تو بیاہ شادی کیلئے دوسروں کو قیمتی مشورے دیا کرتی تھی۔

نانی شبراتن تو بڑی عقل مند بنتی تھی ـــ اس نے یہ کیا کیا۔؟

ایسی عقل مندی کس کام کی جو اپنے کام نہ آئی۔

ایسی عقل پہ تو پتھر۔

ہر عورت کچھ نہ کچھ کہہ رہی تھی ـ [illegible] دھنائی

شبراتن آنگن میں چارپائی پر بیٹھی بڑبڑا [illegible] رمضو کتنا جی لے گا۔ نوّے برس کا تو ہو گیا۔ اتنی سا[illegible]ئداد کا مالک ہے۔ کوئی وارث نہیں ہے۔ بس لے دیکے میری جمیلہ ہی تو وارث بنے گی۔ ساری جائداد جمیلہ کی ہوگی۔ اور رمضو کے مرتے ہی میں اپنی جمیلہ کی شادی کسی کڑیل نوجوان سے خوب دھوم سے کروں گی ـ جب جمیلہ کے پاس پیسہ ہوگا تو کڑیل نوجوان خرید لینا کیا مشکل ہوگا۔؟

وٹامن

باپ (بیٹی سے)...... بیٹی مرچوں میں کونسا وٹامن پایا جاتا ہے؟ بیٹی...... نے جواب دیا۔

ابا جان! مرچوں میں وٹامن "سی" پایا جاتا ہے۔

باپ بولا۔ وہ کیسے؟

بیٹی نے کہا۔

جب ہم مرچیں کھاتے ہیں تو "سی سی" کرتے ہیں۔

سنہرے موتی

- ہم جتنا مطالعہ کرتے ہیں اپنی لاعلمی کا ہمیں اتنا ہی پتہ چلتا ہے۔
- انسان خود عظیم نہیں ہوتا بلکہ اس کا کردار اسے عظیم بناتا ہے۔
- آدمی کی قابلیت اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔
- والدین کی تمناؤں کے سامنے اپنی تمناؤں کو کچل دو۔
- عزت کا ہر کوئی طالب ہے لیکن عزت حاصل کرنے کیلئے بہت کم لوگ جدوجہد کرتے ہیں۔
- انسان کی پہچان عقل سے ہوتی ہے۔ شکل سے نہیں۔ خوبصورت مغرور کو لوگ بیشک پسند کرتے ہیں، لیکن وہ قابل عزت و احترام نہیں ہوتا۔
- کنجوس کا دروازہ صرف ایک مہمان کے لئے کھلتا ہے اور وہ ہے "موت"۔
- خامیوں کا احساس کامیابی کی کنجی ہے۔
- کوئی ایک بار ہم سے بدسلوکی کرے تو ہم اس سے ہمیشہ کیلئے بغض رکھ لیتے ہیں۔ لیکن دنیا ہمیں مسلسل ایذائیں دیئے جا رہی ہے پھر بھی ہم اسے پیار کیے جاتے ہیں۔
- جو انسان قوت برداشت رکھتا ہے وہ کبھی کوئی جنگ نہیں ہارتا۔ وہ ہار کر بھی جیت جاتا ہے۔ اور اپنی ہار سے بھی کوئی نہ کوئی فائدہ اٹھا لیتا ہے۔

منتخب اشعار

- ہمارے دل میں رہتا ہے بچھڑنے کا الم تازہ۔
  ہوا اُن سے یہی کہنا وہ اکثر یاد آتے ہیں۔
- کرچیاں کون سمیٹے گا شکستہ دل کی؟ ـــ
  اب تو سوچا ہے کہ چپ چاپ بکھر جاؤں گا
- ہمارے نام سے باقی ہے آج نام وفا
  ہمارے بعد زمانہ بدل چکا ہوگا ـــــ
- بہت عجیب ہے یہ قربتوں کی دوری بھی
  وہ میرے ساتھ رہا اور مجھے کبھی نہ ملا۔
- تمہارا نام کسی اجنبی کے لب پر تھا۔
  ذرا سی بات تھی دل کو مگر لگی ہے بہت
- شیشۂ دل ہو، ستارا ہو کوئی وعدہ ہو
  ٹوٹنے والی کسی شئے پہ بھروسہ نہ کرو
- تم خود سے باندھ لو کوئی پیمانِ دوستی
  ڈھونڈو گے اس سفر میں کوئی ہمسفر کہاں
- کچھ روز اور کر لو گوارہ کہ دوستو ـــ!
  ہم جیسے لوگ پھر کہاں دنیا میں آئیں گے
- وقت کے پاس نہ آنکھیں ہیں نہ احساسِ دل
  اپنے چہرے پہ کوئی وردہ نہ تحریر کرو۔



امید پرست

مختصر افسانہ چند سطروں میں مکمل

شوہر کے مرنے کے بعد اس نے اپنے چار دوست بیٹوں کو محنت مزدوری کر کے پالا۔ دن بھر لوگوں کے جھوٹے برتن دھوتی اور بچا ہوا کھانا لیکر فاتحانہ انداز میں اپنے گھر واپس آتی۔ اسے یقین تھا کہ ایک دن اسکے بیٹے اسے گھر بٹھا دیں گے اور ان کی دلہنیں گھر کا کام کاج بھی اسے نہیں کرنے دیں گے۔

رفتہ رفتہ لڑکے اپنے پیروں پر کھڑے ہوتے رہے اور ایک ایک کر کے تین بیٹوں کی شادی اس نے کر دی۔ جس لڑکے کی شادی ہوتی گئی۔ وہی اپنی بیوی کو لیکر الگ ہو گیا۔ چوتھے اور آخری بیٹے نے بھی اس کے ساتھ وہی کیا تھا جو اس کے تین بھائی کر چکے تھے۔ لیکن جب چھوٹے لڑکے کے بیٹا ہوا تو اس نے برتن دھوتے ہوئے گھر کی مالکن سے کہا۔ مجھے امید ہے کہ میرا پوتا بڑا ہو کر مجھے مالا مال کر دے گا اور ایکدن میں اپنے سارے دکھ بھول جاؤں گی۔

مالکن بولی۔ حنیفہ! دنیا میں آندھیاں آئیں اور بڑے بڑے درختوں کو گرا کر گزر گئیں۔ لیکن تیری امیدوں کا یہ ننھا پودا آج بھی ہرا بھرا ہے اور تو ایک دن پوتے کے بخشے ہوئے غموں کو نظر انداز کر کے پرپوتے سے امیدیں وابستہ کر کے بیٹھ جائے گی۔ کیوں کہ تو امید پرست ہے۔ اور تو پرانے چراغ کے بھڑک جانے پر پھر نیا چراغ جلا کر بیٹھ جاتی ہے۔

مریم صدیقی

صنم خانۂ عملیات

تالیف
حسن الہاشمی
فاضل دارالعلوم دیوبند

صنم خانۂ عملیات ناچیز حسن الہاشمی کی زیر ترتیب ایک کتاب ہے۔ یہ کتاب جو تقریباً آٹھ سو صفحات پر مکمل ہوگی۔ اس کتاب کو ناچیز ۴ سالوں سے مرتب کر رہا ہے۔ یہ کتاب طلسماتی دنیا کے قارئین کیلئے طلسماتی دنیا میں قسط وار شائع کی جا رہی ہے۔ انشاءاللہ جب یہ کتاب مکمل ہو جائے گی تو اپنے موضوع پر یہ ایک قیمتی دستاویز ہوگی۔ اور انشاءاللہ اس فن کے شائقین کو یہ کتاب دیکھنے کے بعد پھر کسی کتاب کی حاجت باقی نہیں رہے گی۔

اب تک اس کتاب کی دس قسطیں پیش کی جا چکی ہے ــــــــ رزق و روزگار سے متعلق عملیات ونقوش کا سلسلہ چل رہا تھا کہ جنات نمبر کا اعلان کر دیا گیا۔

جنات نمبر میں اس کتاب کا وہ حصہ نقل کیا گیا جو جنات و آسیب سے متعلق تھا۔ جنات و آسیب سے متعلق ابھی کچھ مواد روک لیا گیا ہے انشاءاللہ اسے آئندہ پیش کیا جائے گا۔

فروری ۱۹۹۵ء کے شمارے میں رزق و روزگار اور خیر و برکت سے متعلق ۷۷ طریقے نقل کئے گئے تھے۔ اس شمارے میں پھر اسی موضوع کی طرف ہم پلٹ رہے ہیں۔ اور طریقہ ۷۸ سے پچھلا موضوع پھر شروع کیا جا رہا ہے۔ انشاءاللہ اس موضوع کے مکمل ہونے کے بعد "دست غیب" کے نادر طریقے نقل کئے جائیں گے۔ جو موجودہ بے روزگاری کے دور میں "تحفۂ گرانقدر" ثابت ہوں گے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ روحانی طریقوں کو بچوں کا کھیل نہ سمجھیں۔ قارئین جب بھی طریقے کو استعمال کریں پوری طرح سمجھ کر اور مکمل شرائط اور ایمان و یقین کے ساتھ انہیں استعمال کریں اور اپنے پروردگار کی رحمتوں اور قدرتوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے ہمیشہ جد و جہد کا آغاز کریں۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جس نے بھی دورانِ جد و جہد اپنے خالق و رزاق پر یقین کامل رکھا ــــ وہ کبھی نامراد نہیں ہوا۔ ناکامی اور نامرادی اپنی ہی کسی کوتاہی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ ورنہ رب العلمین کا فضل و کرم سب کیلئے عام ہے اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق سب ان کی بارانِ رحمت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آپ بھی اپنے دامن کو پھیلایئے اور ان کی رحمتوں اور نعمتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیجئے۔ یاد رکھیئے کہ ہمارا کام صرف راستہ دکھانا ہے۔ قدم اٹھا کر منزل تک پہنچنا آپ کا اپنا کام ہے۔

خادم حسن الہاشمی

طریقہ ۷۸ اگر دکان میں فروخت کم ہو تو عامل کو چاہیئے کہ نیک ساعت میں یہ نقش لکھ کر طلب گار کو دے اور اس نقش کو دکان میں چسپاں کرنے کی تاکید کرے۔ انشاءاللہ کچھ ہی دنوں کے بعد دکان پر گاہکوں کا ہجوم ہوگا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۸۱	۸۴	۵۷	۷۴
۸۶	۷۵	۸۰	۸۵
۷۶	۸۹	۸۲	۷۹
۸۳	۷۸	۷۷	۸۸

طریقہ ۷۹ پنجاب کے ایک قادری بزرگ سے ترقی رزق اور فتوحات کا ایک نادر نقش منقول ہے۔ اس کو بے شمار مرتبہ تجربے میں لایا گیا تو اسے مفید اور موثر پایا۔ شائقین کیلئے اسے بھی نقل کیا جاتا ہے۔ اس عمل کو ۱۲ روز تک ہر نماز کے بعد ایک سو مرتبہ پڑھے اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھے۔ انشاءاللہ تکمیلِ عمل کے بعد رزق کی فراوانی ہوگی۔

عمل یہ ہے۔ بالکل اسی طرح پڑھے۔

اللہ   میرے دم   دچ
محمد   میرے دم   دچ
اللہ کرم کرے گا ایک گھڑی   دے دم دچ

طریقہ ۸۰ قادری بزرگوں سے رزق کی ترقی کیلئے ایک یہ عمل بھی منقول ہے۔ ہر نماز کے بعد اسے گیارہ مرتبہ مستقلاً پڑھتا ہے اور اول و آخر تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھتا رہے۔ انشاءاللہ ہر طرف سے رزق کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔

عمل یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم المحیط الرب السعید الحسیب الفعال الخالق البارئ المصور۔

طریقہ ۸۱ اگر کوئی شخص رات کو سوتے وقت روزانہ سورۂ بقرہ کا پہلا رکوع، آیت الکرسی اور آخری رکوع پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ عنقریب اس کو غنی کر دے گا اور اس کے افلاس اور غربت کو مالداری سے بدل دے گا۔

طریقہ ۸۲ نمازِ ظہر کے بعد سورۂ مریم (سپارہ ۱۶) ایک بار روزانہ پڑھنے سے مفلسی دور ہو جاتی ہے۔

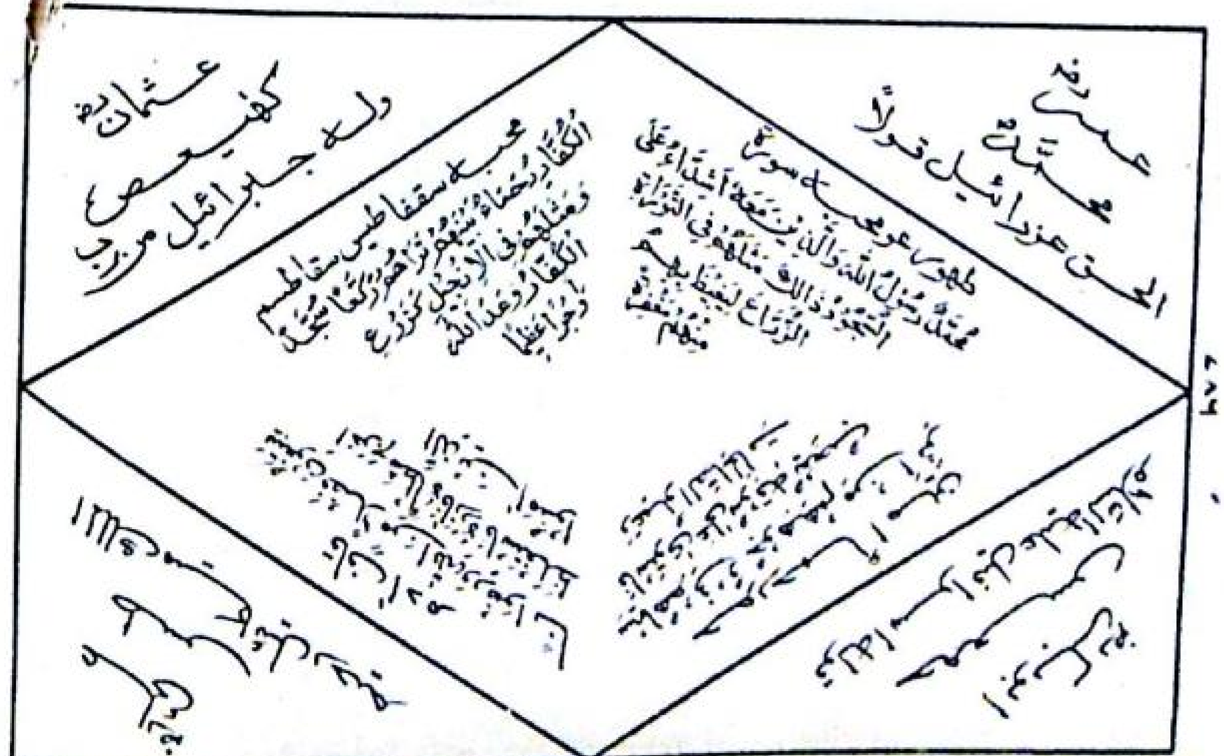
طریقہ ۸۳ نوچندی اتوار سے یہ عمل شروع کرے۔ بعد نمازِ مغرب یا بعد نمازِ عشاء سورۂ فاتحہ ۴۹ مرتبہ اس طرح پڑھے کہ جب اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ پر پہنچے تو اس کی تکرار سات مرتبہ کرے، سورۂ فاتحہ کے بعد اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھے۔ انشاءاللہ اس قدر فتوحات ہوں گی کہ عقل حیران ہوگی۔

طریقہ ۸۴ نوچندی بدھ کو سورج نکلنے سے پہلے انار کے سات پھول توڑ کر ہر ایک پر ۷ مرتبہ سورۂ قدر (اِنَّا اَنْزَلْنَا پارہ ۳۰) پڑھ کر دم کر دے اور اس کے بعد ان پھولوں کو اسی وقت دریا میں ڈال دے اور جب واپس آئے تو پلٹ کر نہ دیکھے پھر لگاتار ۷ دن تک اس عمل کو جاری رکھے۔ انشاءاللہ غیب سے رزق کے دروازے کھلیں گے۔

طریقہ ۸۵ نوچندی جمعرات کو نمازِ عصر کے بعد چنبیلی کے تین پھول توڑے اور پھر ان پھولوں پر (ہر ایک پھول پر) وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ سات سو تین مرتبہ پڑھ کر دم کرے کل ۲۱۰۹ مرتبہ پڑھا جائے گا۔ لگاتار ۲۱ روز یہ عمل کرتا رہے انشاء اللہ اس درجہ رزق کی فراوانی ہوگی کہ عنقریب تمام قرضوں سے نجات مل جائے گی اور تمام مسائل حل ہوتے چلے جائیں گے اور پھر بھی دولت بچی رہے گی۔ بہت ہی مجرب عمل ہے اور قادری بزرگوں کا بتایا ہوا عمل ہے۔ راقم الحروف نے جسے بھی بتایا ہے ـــ اسے بفضلِ ربّ العٰلمین کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

طریقہ ۸۶ رزق کی فراوانی اور لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت اور مقبولیت پیدا کرنے کیلئے یہ عمل کرے۔ ہر روز عشاء کی نماز کے بعد حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ چار سو پچاس مرتبہ پڑھے اور آخر میں ۷ مرتبہ یہ آیت پڑھے۔ اَلَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ آخر میں ایک بار یہ پڑھے۔ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ۔ انشاء اللہ اس عمل کی مداومت سے رزق کے دروازے کھل جائیں گے۔ موسلادھار بارش کی طرح روزی برسے گی۔ اور خلقِ خدا کی نظروں میں مقبولیت اور محبوبیت بھی پیدا ہوگی۔

طریقہ ۸۷ حضرت امام یافعیؒ نے ایک تعویذ اپنی بیاض میں نقل کر کے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص اس تعویذ کو اپنے گھر میں یا دُکان میں آویزاں کرے گا۔ حق تعالیٰ اس کی تمام مشکلات دور کر دیں گے اور اس پر رزق کے دروازوں کو کھول دینگے اور اسے مالی مشکلات اور افلاس و غربت سے رفتہ رفتہ نجات عطا فرما دیں گے اور کچھ ہی دنوں کے بعد اس کا شمار مالداروں میں ہونے لگے گا۔ بشرطیکہ اس نے روزگار کے سلسلے میں یا دُکان چلانے کے سلسلے میں اپنی جدوجہد کو بھی برقرار رکھا اور وہ ہاتھ پہ ہاتھ باندھ کر نہ بیٹھا۔ نقش یہ ہے۔



طریقہ ۸۸ اگر کوئی شخص محتاج ہو تو مندرجہ ذیل آیت کو پانچوں وقت کی نماز کے بعد (فرض نماز کے بعد) گیارہ مرتبہ پڑھے اور اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھے۔ انشاء اللہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد غربت اور تنگدستی دور ہو جائے گی۔ اور کشائش رزق کا دور شروع ہوگا۔

اس عمل کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عروجِ ماہ میں اتوار کے دن صبح ہی صبح اٹھ کر نمازِ فجر کے بعد کسی پاک لنگی کو پہن کر غسل کرے پھر اسی لنگی کو پہن کر سورج کی طرف رُخ کر کے ۲۱ مرتبہ پڑھے۔ اور ہر بار آیت کے اختتام پر یہ کلمات بڑھالیں ـــ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۔ انشاء اللہ چند ہی دنوں کے بعد مالدار ہو جائے گا۔ اور اگر اس عمل کو وقتاً فوقتاً کرتا رہا تو مال بڑھتا ہی رہیگا۔

آیت یہ ہے ـــ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ (سپارہ ۲۸)

طریقہ ۸۹ دُکان کی ترقی کیلئے اور خرید و فروخت میں اضافہ کرنے کیلئے ساعتِ شمس، ساعتِ قمر، ساعتِ زہرہ میں اس نقش کو لکھ کر دُکان میں لٹکا دیں۔ انشاء اللہ خرید و فروخت میں زبردست اضافہ ہوگا۔ نقش یہ ہے۔

٧٨٦

١٢٧	١٣٠	١٣٤	١٢٠
١٣٣	١٢١	١٢٦	١٣١
١٢٢	١٣٦	١٢٨	١٢٥
١٢٩	١٢٤	١٢٣	١٣٥

طریقہ ۹۰ اگر کسی کی دُکان نہ چلتی ہو یا کسی نے بندش کرادی ہو جس کی وجہ سے گاہک نہ آتے ہوں تو مندرجہ ذیل اسم کو کاغذ کے دو پرزوں پر لکھے۔ ایک کاغذ دُکان میں چھپا کر دے اور ایک مالِ تجارت یا گلے میں رکھے انشاء اللہ کچھ ہی عرصے کے بعد خریدار آنے شروع ہو جائیں گے اور خوب خیر و برکت ہوگی۔ اسم یہ ہے۔ یَا مُجِیبُ۔

طریقہ ۹۱ پانچوں وقت فرض نماز پڑھ کر سلام پھیرنے کے فوراً بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی ایک مرتبہ وہ آیت جو طریقہ ۸۸ میں بیان کی گئی ہے ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ سورۂ اخلاص اور تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر آسمان کی طرف منہ کر کے پھونک مارے۔ انشاء اللہ اس عمل کی برکت سے حق تعالیٰ بلا توسطِ ملک الموت روح قبض کرے گا اور جان کنی کے وقت بہت ہی سہولت کا معاملہ کرے گا۔ اور مرتے ہی جنت میں داخل کر دے گا۔ قبر میں راحت ملے گی اور دنیا میں رزق کی فراوانی ہوگی اور کاروبار میں وسعت پیدا ہوگی، پورے یقین کے ساتھ اس عمل کو کرنے والا کھلی آنکھوں سے قدم قدم پر قدرتِ خداوندی کے کرشمے ملاحظہ کرتا ہے۔

طریقہ ۹۲ "یا کریمُ" کو اپنے نام کے مجموعی اعداد کے مطابق بعد نمازِ عشاء پڑھے اور مندرجہ ذیل نقش نیک ساعت میں کسی باصلاحیت اور متقی عامل سے بنوا کر چاندی میں پیک کر کے اپنے دائیں بازو پر باندھ لے تو رزق کے دروازے ایسی ایسی جگہوں سے کھل جائیں کہ جہاں کو سوں گمان بھی نہ ہوگا۔

۷۸۶

			ک			
		ی	۸۷	س		
	م	۹۲	م	۹۴	ی	
س	۹۱	ی	ض	ک	۸۹	م
	ک	۷۶	س	۸۸	س	
		م	۹۲	ک		
			ی			

طریقہ ۹۳ برائے ترقی دُکان مندرجہ ذیل آیتِ کریمہ کو کاغذ کے ۳ پرزوں پر باوضو لکھ کر تین تعویذ بنالے، اور پھر انہیں سبز رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے ایک تعویذ اپنے گھر میں لٹکالے ایک دُکان میں لٹکادے اور ایک اپنے سیدھے بازو پر باندھ لے یا پھر بٹوے میں رکھ لے۔ انشاء اللہ دُکان خوب چلے گی۔

آیت یہ ہے ـــــــ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ (پارہ ۲۸)

طریقہ ۹۴ اگر کسی کی دُکان نہ چلتی ہو اور فائدہ کم ہوتا ہو تو مندرجہ ذیل آیت کو باوضو لکھ کر یا کسی نیک آدمی سے یا عامل سے لکھوا کر کسی گتے پر چپکا کر یا فریم بنوا کر ایسی جگہ لگادیں کہ گاہک کی نظر پڑتی رہے۔ انشاء اللہ دُکان خوب چلے گی اور خوب نفع ہوگا۔

آیت یہ ہے ـــــــ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْيَةٍ وَّهِیَ خَاوِيَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا بحقِ الٓمّٓ وبحقِ حٰمٓ وبحقِ كٓهٰيٰعٓصٓ وبحقِ حٰمٓ عٓسٓقٓ وبحقِ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

طریقہ ۹۵ کسی نیک آدمی کے کُرتے کا ٹکڑا لے کر جو صاحبِ تقویٰ ہو۔ جمعرات کے دن باوضو لکھ کر دُکان یا مکان میں تعویذ بنا کر لٹکادے، اوپر سے سبز رنگ کا کپڑا لپیٹ لے ـــــــ انشاء اللہ حد سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ اور ہر طرف سے لوگ کھنچے چلے آئیں گے۔

آیت یہ ہے۔
قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (سپارہ ۳)

طریقہ ۹۶ دُکان کی ترقی اور کاروبار کی خیر و برکت کیلئے مندرجہ ذیل نقش کو کسی فریم میں لگا کر دُکان میں آویزاں کرادیں۔ انشاء اللہ دُکان خوب چلے گی۔ اور کبھی نقصان نہیں ہوگا۔

نقش یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ

۳۰۷۳	۳۰۸۷	۳۰۸۳	۳۰۸۰
۳۰۸۴	۳۰۷۹	۳۰۷۴	۳۰۸۶
۳۰۷۸	۳۰۸۱	۳۰۸۹	۳۰۷۵
۳۰۸۸	۳۰۷۶	۳۰۷۷	۳۰۸۲

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

[illegible]

طریقہ ۹۷ غیر مسلم کو برائے ترقی دُکان یہ نقش لکھ کر دے۔ انشاء اللہ دُکان خوب چلے گی۔ اس نقش کو فریم میں بھی لگا سکتے ہیں اور تعویذ کی صورت میں پیک کر کے ہرے رنگ کے کپڑے میں کر کے دکان میں لٹکا سکتے ہیں۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

[illegible]

طریقہ ۹۸ غیر مسلم کو گلے میں رکھنے کیلئے یہ نقش دے۔ انشاء اللہ کاروبار خوب چلے گا۔

[illegible]

طریقہ ۹۹ دُکان کی ترقی کیلئے مندرجہ ذیل نقش فریم کر کے لگائیے یا حسبِ قاعدہ اسے دُکان میں لٹکائیے۔ انشاء اللہ دُکان خوب چلے گی اور خوب منافع ہوگا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

فَاسْتَبْشِرُوْا	بِبَيْعِكُمُ	الَّذِیْ	بَايَعْتُمْ بِهٖ
۱۵۰	۷۴۴	۷۴۱	۵۳۰
۷۴۲	۵۲۹	۱۵۱	۷۴۳
۵۲۸	۷۳۹	۷۴۶	۱۵۲
۷۴۵	۱۵۳	۵۲۷	۷۴۰

طریقہ نمبر ۱۰۰

اگر کسی کی دُکان نہ چلتی ہو یا نفع کم ہوتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ مندرجہ ذیل نقش کو مشتری کی ساعت میں لکھ کر فریم کرا کر دُکان یا گھر میں آویزاں کر دے۔ انشاء اللہ دُکان خوب چلے گی۔ منافع بہت ہوگا۔ اور اگر گھر یا دُکان کو کسی نے باندھ دیا ہوگا تو وہ کھل جائے گا۔ اور اگر جادو کرایا ہوگا تو اس کا اثر باطل ہو جائے گا۔ جو لوگ اس گھر میں رہتے ہیں وہ بھی ہر قسم کی مصیبتوں، بندش اور جادو وغیرہ سے بالکل محفوظ رہیں گے اور دُکان کو اگر کسی نے باندھ دیا ہے تو وہ بھی اس نقش کو لٹکانے سے بندش کھل جائے گی، خواہ دکان سفلی عمل کے ذریعہ کیوں نہ باندھی گئی ہو۔ اور گھر والوں یا دُکان والوں کے بدخواہ دشمن زیر ہوں گے۔ اور مالی اعتبار سے بے پناہ خوش حالی آئے گی۔ یہ نقش باوضو اور پاک صاف لباس میں ساعتِ مشتری میں لکھنا ہے، اور نکڑی کے قلم سے ذرا موٹے حروف میں کالی روشنائی سے لکھے، اس کے بعد اس نقش کی برکتیں دیکھیں کہ کس طرح حالات بدلتے ہیں اور کس طرح ہر طرف سے رحمتوں اور نصرتوں کی ہوائیں چلتی ہیں۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

یااللہ	یارحمٰن	یارحیم
یامالک	یارزاق	یاقادر
یارازق	قل ھواللہ احد	یارزاق
الحمدللہ	یارزاق	الحمدللہ
یارزاق	اللہ الصمد	یارزاق

طریقہ نمبر ۱۰۱

اس نقش کو مشتری کی ساعت میں چاندی کی انگوٹھی پر کندہ کرا کر سیدھے ہاتھ میں پہنے اور [illegible] ال رزق کی بہار [illegible] دیکھے، انشاء اللہ ہر طرف سے پیسہ برسنا شروع ہوگا، ناپاکی کی حالت میں اس انگوٹھی کو اتار دے [illegible] بیت الخلاء میں پہنکر نہ جائے، اگر کبھی بھول سے کوئی بداحتیاطی ہو جائے تو جو آیت اس پر کندہ ہوگی اسکو ۳۰۰ مرتبہ پڑھ کر اول [illegible] ۳۰ مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس پر دم کر دے، انشاء اللہ یہ انگوٹھی پھر مؤثر ہو جائے گی ــــــ نقش اس طرح بنائے۔

طریقہ نمبر ۱۰۲

جو شخص بیکار ہو یا نوکری سے برخواست کر دیا گیا ہو تو مندرجہ ذیل تین اسموں کا یہ نقش استعمال میں لائے۔ سب سے پہلے اس کی زکوٰۃ ادا کر دے۔ زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے، ترکِ حیوانات کے ساتھ دائیں طرف سے پہلے اسم کو ۱۹۱ مرتبہ دوسرے اسم کو ۱۴۸ مرتبہ تیسرے کو ۳۱۹ مرتبہ الگ الگ ایک ہی مجلس میں پڑھے اور اس وقت لوبان کی دھونی دیتا رہے۔ اس طرح چالیس دن تک پڑھے، چلّہ پورا ہونے پر بچّوں کو شیرینی تقسیم کر دے، اس طرح ان تینوں اسموں کا عامل ہو جائے گا۔

پھر بوقت ضرورت اپنے لئے یا کسی ضرورت مند کیلئے تین روز یا، روز اسی تعداد میں پڑھے گا تو فوراً ملازمت ملے گی۔ جب دوسرے کیلئے پڑھے تو اس کے لئے عمل کے اختتام پر یہ کلمات کم سے کم تین مرتبہ ہاتھ اُٹھا کر زبان سے ادا کرے۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ فلاں ابن فلاں ــــــ فلاں ابن فلاں کی جگہ ضرورت مند کا اور اس کی ماں کا نام لے، انشاء اللہ، روز کے اندر اندر ملازمت مل جائے گی۔ یا کسی روزگار کا بندوبست ہو جائے گا۔

وہ تینوں اسم یہ ہیں۔

یاسَمِیْعُ	یاوَاسِعُ	یارَزَّاقُ
۱۹۱	۱۴۸	۳۱۹

طریقہ نمبر ۱۰۳

جو شخص نوکری کی تلاش میں ہو یا نوکری سے برخواست کر دیا گیا ہو اور پریشان حال ہو، تو اسے چاہیئے کہ تین روزے رکھے اور ہر روز بعد نمازِ فجر دس ہزار مرتبہ یَا رَزَّاقُ پڑھے اور اوّل و آخر سات مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ انشاء اللہ بہت جلد ملازمت کی سبیل نکل آئیگی۔

طریقہ نمبر ۱۰۴

یہ عمل ملازمت کیلئے بے نظیر ہے۔ اگر کوئی شخص کام کرنا چاہتا ہے اور بیکاری پیچھا نہیں چھوڑتی اس وقت وہ یہ عمل کرے۔ انشاء اللہ ملازمت ضرور ملے گی اور اچھی ملازمت ملے گی۔ یا پھر غیب سے کاروبار کیلئے رقم کا بندوبست ہوگا۔ [illegible] پریشانیاں حد سے زیادہ بڑھ جائیں اور جستجو کے بعد بھی کہیں ملازمت نہ ملے تو مندرجہ ذیل نقش کے ذریعہ اللہ کی مدد حاصل کریں۔

اس نقش کے لکھنے میں کسی پرہیز کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ کسی دن نہ کسی ساعت نہ مہینہ نہ تاریخ اور نہ ہی نیک ساعت کی قید ہے، البتہ یہ طے ہے کہ اس نقش کے وسیلے سے ملازمت یا روزگار کی جستجو کرنے والا پنج وقتہ نمازی ہو۔ اور جب بھی اس نقش کو لکھے باوضو لکھے۔ جب لکھنا شروع کریں تو پہلے دن ایک نقش لکھیں۔ دوسرے دن دو نقش لکھیں۔ تیسرے دن تین اور چوتھے دن چار نقش لکھیں اسی طرح روزانہ تعداد بڑھاتے چلے جائیں اور بیسویں دن ۲۰ نقش لکھیں۔ اور ۲۰ دے دن ان نقوش کو آٹے کی گولیاں بنا کر ان میں انہیں رکھ کر کسی تالاب یا دریا میں ڈالدیں۔ انشاء اللہ اس عرصے میں ملازمت مل جائے گی۔ اور روزگار کا بندوبست ہو جائے گا۔

خدا نہ کرے اگر ۲۰ دن میں کوئی صورت ملازمت کی نظر نہ آئے تو اگلے دن پھر ۲۰ نقش لکھیں اس کے بعد اگلے دن ۱۹ نقش لکھیں۔ پھر اگلے دن اٹھارہ لکھیں اور اس طرح ہر روز تعداد گھٹاتے چلے جائیں اور اس طرح آخری ایک نقش لکھیں۔ پھر ان سب کو آٹے کی گولیوں میں رکھ کر کسی تالاب یا دریا میں پھینک دیں۔ انشاء اللہ اب ضرور ملازمت ملے گی، یا کاروبار کیلئے رقم کا

بند وبست ہوگا۔ یہ عمل بے حد مجرب ہے اور جب بھی اس پر تجربہ کیا گیا ہے کبھی اس نے خطا نہ کی۔ اس عمل کو کرنے والے شخص کو پروردگارِ عالم قابلِ قدر ملازمت عطا کرتے ہیں۔ یا پھر روزگار کا ایسا ذریعہ پیدا کرتے ہیں کہ جس کا دور دور تک پہلے سے کوئی گمان نہیں ہوتا۔

نقش یہ ہے۔

۷۸۶

۱

۶	۴	۱۰
۱۱		۲
۳		۸

۴ ۳

۲

طریقہ ۱۰۵

بے روزگاری دور کرنے کیلئے یہ نقش بھی تیر بہدف ہے اور بارہا کا آزمودہ ہے۔ اسکا طریقہ یہ ہیکہ نوچندی جمعرات سے لکھنا شروع کریں اور روزانہ ۹ نقش لکھیں اور روز کے روز آٹے میں گولیاں بنا کر دریا یا تالاب میں ڈالیں اور ۱۰۰ مرتبہ روزانہ ایک وقت مقرر کر کے "یا مسبب الاسباب" پڑھا کریں۔ ۲۱ روز تک ایسا کریں اور ۲۱ روز ہی تک نقش لکھ کر دریا میں ڈالیں۔ پھر کرشمۂ قدرت دیکھیں کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔

نقش یہ ہے۔

یااللہ کافی ۷۸۶ یامغنی

یاقائم / یادائم	یاوہاب / یاحیی
یارزاق / یامغنی	یاخالص / یامخلص

طریقہ ۱۰۶

مندرجہ ذیل نقش نوچندی جمعرات یا جمعہ یا پیر یا بدھ کو بعد طلوعِ آفتاب باوضو مشک و زعفران و گلاب [illegible] نئے قلم سے لکھ کر عطر میں معطر کر کے لوبان کی دھونی دے کر پاک وصاف موم جامے میں لپیٹ کر پھر ہرے رنگ کے کپڑے میں پیک کر کے پھر اپنی دکان میں یا مالِ تجارت میں رکھے۔ انشاء اللہ بہت برکت ہوگی، خریدار غیب سے پیدا ہوں گے، اس قدر نفع ہوگا کہ عقل حیران ہوگی۔ نقش لکھتے وقت اگربتی جلائیں۔ اور سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر عطر لگائیں۔

نقش یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومن اوفیٰ بعہدہ من اللہ

فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذٰلک ہو الفوز العظیم

۴۲۲۱ / ۱۹۵۹	۴۲۲۵ / ۱۹۶۳	۴۲۲۸ / ۱۹۶۶	۴۲۱۴ / ۱۹۵۲
۴۲۲۷ / ۱۹۶۵	۴۲۱۵ / ۱۹۵۳	۴۲۲۰ / ۱۹۵۸	۴۲۲۶ / ۱۹۶۴
۴۲۱۶ / ۱۹۵۴	۴۲۲۰ / ۱۹۲۹ [illegible]	۴۲۲۳ / ۱۹۶۱	۴۲۱۹ / ۱۹۵۷
۴۲۲۴ / ۱۹۶۲	۴۲۴۸ / ۱۹۵۶	۴۲۱۷ / ۱۹۵۵	۴۲۱۹ / ۱۹۶۷

واللہ ذو الفضل العظیم

یافتاح من فضل اللہ وان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء

مستقل عنوان

حسن الہاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند



نام کے اعداد

سوال از: محمد سعادت الرحمٰن، منچریال۔

میرا نام محمد سعادت الرحمٰن ہے۔ میرا عدد کیا ہے اور میرے لئے کونسی تاریخیں زیادہ اور مبارک ثابت ہوں گی، ازراہِ کرم میرے سوال کا جواب دینے کی زحمت گوارہ کریں۔ میں شکر گزار رہوں گا۔

جواب آپ کا عددِ شخصی ۹ ہے۔ آپ کیلئے ہر وہ ہندسہ مبارک ثابت ہوگا جس کا عدد مفرد ۹ بنتا ہو۔ مثلاً ۳۶، ۴۵، ۵۴، ۶۳، ۱۸ اور ۲۷ وغیرہ۔

آپ کیلئے ہر انگریزی ماہ کی ۹، ۱۸، اور ۲۷ تاریخیں اہم ہیں۔ اور یہ تاریخیں انشاء اللہ زندگی کے اہم معاملات میں کارآمد رہیں گی۔ اگر آپ اپنی زندگی کے اہم کاموں کی شروعات مذکورہ تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ میں کریں گے تو بفضلِ رب العٰلمین آپ کو کامیابی نصیب ہوگی۔ اپنی ذاتی خصوصیات جاننے کیلئے 'طلسماتی دنیا' کا دسمبر ۱۹۹۴ء کا شمارہ دیکھیں اس میں نمبر ۹ سے متعلق تفصیلات دی گئی تھیں۔

نام کے اعداد

سوال از: محبوب عالم، مرادآباد۔

میرے نام کے اعداد کیا ہیں اور میرے لئے کونسی تاریخیں اہم ثابت ہوسکتی ہیں مجھے اپنی تاریخِ پیدائش معلوم نہیں۔ آپ میرے نام سے اعداد نکال کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

جواب آپ کے نام کے اعداد ۱۹۹ ہیں اور اس کا عددِ مفرد ایک بنتا ہے۔ آپ کیلئے ہر وہ ہندسہ یا ہندسے انشاء اللہ اہم ثابت ہوسکتے ہیں جن کا عدد مفرد ایک بن جائے۔ مثلاً ۴۶، ۵۵، ۶۴، ۳۷، ۸۲، اور ۹۱ وغیرہ۔

آپ کیلئے انگریزی ماہ کی یکم، ۱۰، ۱۹ اور ۲۸ تاریخیں اہم ثابت ہوں گی۔ اپنے عدد کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کیلئے فروری ۱۹۹۵ء کا شمارہ دیکھ لیں۔

دائمی نزلہ کا علاج

سوال ـــــ (ایضاً)

ہر شخص خواہ وہ طلسماتی دنیا کا خریدار ہو یا نہ ہو۔ ایک وقت میں تین سوالات کر سکتا ہے۔ جوابات حاصل کرنے کیلئے جوابی لفافہ ضرور ساتھ بھیجا جائے۔ اگر اس کالم میں جگہ نہ مل سکی تو ڈاک کے جوابات دیدیئے جائیں گے۔ (ایڈیٹر)

میری عمر اندازاً ۲۵ سال ہے مجھے اکثر نزلے کی شکایت رہتی ہے جس کی وجہ سے میرے بال گرنے بھی لگے ہیں اور سفید بھی ہونے لگے ہیں۔ اس مرض کا کوئی علاج بتائیں یا کوئی تیل تجویز کریں۔ عنایت ہوگی۔

جواب ایک بوتل پانی پر چالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر پانی پر دم کر کے رکھ لیں اور روزانہ نہار منہ اس پانی کے تین گھونٹ پی لیا کریں۔ انشاء اللہ ۲۱ روز میں دائمی نزلے سے آپ کو نجات مل جائے گی۔

جو بال سفید ہوگئے ہوں ان کا دوبارہ کالا ہونا بہت مشکل ہوتا ہے اس کیلئے تو بس خضاب یا مہندی ہی مناسب ہے البتہ مسلسل بال جھڑنے کی وجہ سے بال سر پر بہت کم رہ جاتے ہیں اس لئے ایک نسخہ نقل کیا جارہا ہے ـــــ گڑھل کے تازہ پھول لیکر ان کی پتیوں کا رس نکال لیں۔ اور ان میں ہموزن روغنِ زیتون شامل کر لیں پھر ان دونوں کو خوب پھینٹ لیں اور آگ پر رکھ کر انہیں گرم کر لیں جب دونوں چیز باہم رل مل جائیں تو اسے کسی ڈبے میں بند کر کے رکھ لیں اور روزانہ رات کو اس کا سر پر لیپ کریں اور صبح کو سر دھو ڈالیں۔ انشاء اللہ بال بڑھیں گے بھی خوب اور گھنے بھی خوب ہو جائیں گے اور جھڑنے کا سلسلہ انشاء اللہ بند ہو جائے گا۔

روحانی مرکز کا تیار کردہ روحانی آملہ تیل بھی بفضلِ رب العٰلمین بالوں کی جملہ بیماریوں کیلئے مفید اور موثر ثابت ہو چکا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اسے استعمال کریں۔ انشاء اللہ اس کے مسلسل استعمال سے بالوں کا جھڑنا بھی موقوف ہوگا۔ اور بال کالے گھنے ہو جائیں گے۔

مالی پریشانی دور کرنے کیلئے چھوٹا سا عمل

سوال از: فضل الرحمٰن، بھوپال۔

جناب آپنے پریشانی دور کرنے کیلئے سورۂ واقعہ اور سورۂ یٰسین فجر اور مغرب میں الگ الگ پڑھنے کیلئے لکھا تھا۔ وہ میں نے شروع کر دیا تھا۔ کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔ اگر آپ مالی پریشانی کو رفع کرنے کیلئے کوئی چھوٹا سا عمل تجویز کریں۔

تو عنایت ہوگی۔

جواب: سورۂ واقعہ اور سورۂ یٰسین اتنی بڑی سورتیں نہیں ہیں کہ ان کی تلاوت کرنے میں کوئی زیادہ وقت درکار ہو۔ حافظ قرآن ان میں سے ہر ایک سورۃ کو پانچ منٹ میں اور ناظرہ خواں (دیکھ کر پڑھنے والا) ان میں سے ہر ایک سورۃ کو زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں پڑھ سکتا ہے۔ لیکن آپ اس عمل کو بھی بڑا عمل سمجھ کر چونکہ چھوٹے سے عمل کی فرمائش کر رہے ہیں تو لیجئے آپ کیلئے چھوٹا سا عمل نقل کر رہے ہیں۔ آپ مغرب کی نماز کے بعد ۳ مرتبہ سورۂ قدر (انا انزلناہ پارہ ۳۰) پڑھ لیا کریں۔ درود شریف کی بھی اس میں قید نہیں۔ انشاء اللہ کچھ عرصے کے بعد خیر و برکت کے دروازے کھل جائیں گے۔

دکان کیلئے کوئی عمل

سوال از، ایضاً۔

میری دُکان بالکل ٹھپ ہو چکی ہے۔ نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ سوچتا ہوں اس کو فروخت کر دوں۔ آپ یا تو دُکان چلنے کا کوئی عمل بتا دیں یا ایسا کوئی عمل بتا دیں کہ میری دکان اچھی قیمت میں فروخت ہو جائے۔ میرے اوپر قرض بہت ہو گیا ہے۔ اُتارنے کی بھی کوئی صورت نہیں ہے۔ اسی لئے چاہتا ہوں کہ دُکان فروخت کر کے قرض اُتار دوں۔ اس سلسلے میں اگر آپ کوئی مشورہ دیں تو بہت بہتر ہوگا۔

جواب: دُکان فروخت کر کے قرض ادا کرنا دانش مندی کی بات نہیں ہے۔ دکان داری اگر آپ کا سائڈ بزنس ہے تو دُکان فروخت کرنے سے آپ کے کچھ مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ خلافِ حکمت تو اس صورت میں بھی ہوگا اور اگر دُکان آپ کا واحد ذریعۂ روزگار ہے تو پھر دُکان کو فروخت کرنے کا ارادہ بھی کرنا بہت بڑی نادانی ہے۔ آپ نے اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ دُکان ہے کس چیز کی؟ اگر آپ اس بات کی وضاحت کر دیتے تو آپ کو مشورہ دینا آسان ہوتا۔ تاہم اصولی طور پر یہ عرض ہے کہ دُکان کو صاف رکھنا اس میں خوشبو جلانا اور اسے کھولتے وقت آیت الکرسی پڑھنا اس میں وقتاً فوقتاً سورۂ بقرہ اور سورۂ یٰسین پڑھنا وغیرہ۔ جیسے عمل آپ کو کرتے رہنے چاہئیں یہ اعمال انشاء اللہ آپ کیلئے باعثِ رحمت ثابت ہوں گے اور آپ کی دُکان پھر قابلِ رشک انداز میں چلے گی۔ عموی طور پر مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے روزگار کے ذرائع کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ اگر خدانخواستہ آپ کی روش بھی یہی ہے تو اس سے گریز کریں۔ اور صبر و ضبط سے کام لیں۔ خشکی، تری، خزاں اور بہار کے دور انسان کی زندگی میں آتے ہی رہتے ہیں۔ ہر رات کے بعد صبح ہے اور ہر عسر کے بعد یسر ہے۔ حالات کی گردشوں سے پریشان ہو کر اپنی جائدادیں فروخت کرنا مناسب نہیں ہے۔ اور نہ ہی چیزیں فروخت کرنے سے پریشانیاں ختم ہوتی ہیں بلکہ بسا اوقات اور بڑھ جاتی ہیں۔ دُکان کو اگر ترقی دیں گے تو انشاء اللہ قرض بھی ادا ہوگا۔ اور زندگی میں خوشحالی بھی آئے گی اور جب دُکان ہی کو بیچ ڈالیں گے تو اس وقت اگر قرض نمٹ گیا تو پھر قرض لینا پڑے گا اور پھر کیا بیچ کر قرض ادا کریں گے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ دُکان کو فروخت نہ کریں۔ البتہ اپنی روش بدلیں اور دُکان کو چلانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ تجارت بدلنے میں کوئی حرج نہیں ہے اب جس چیز کی خرید و فروخت ہے اگر اسمیں منافع نہیں ہے تو کسی دوسری چیز کی خرید و فروخت کریں۔ اور مایوسی اور بد دلی کو اپنی زندگی سے نکال پھینکیں یہ چیزیں شیطان کے تسلط سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لئے میں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ وقتاً فوقتاً دکان میں سورۂ بقرہ اور سورۂ یٰسین خود پڑھیئے اور دوسروں سے پڑھوایئے۔ تاکہ شیطانی اثرات دکان سے ختم ہوں۔

اسی شمارے میں صنم خانۂ عملیات کے تحت دُکان کی ترقی و بقا کے لئے کچھ روحانی فارمولے پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی فارمولہ منتخب کر کے اس کو بیان کردہ شرائط کے تحت ایمان و یقین کے ساتھ انجام دیجئے، انشاء اللہ اسی دُکان سے قرض ادا ہوگا اور انشاء اللہ اسی دُکان کے ذریعہ روزگار کی راہیں کھلیں گی۔ آگے آپ کی مرضی ہے۔

مانئے نہ مانئے یہ اختیار ہے۔
ہم نیک و بد کو حضور کو سمجھائے جائیں گے

مرضِ عام

سوال از، ایضاً۔

میرا نام فضل الرحمٰن ہے کچھ لوگ فضل الرحمٰن ہی کہتے ہیں کچھ فضل میاں کہتے ہیں کچھ منا کہہ کر پکارتے ہیں اور کچھ لوگ بڑا بھائی کہا کرتے ہیں۔ اب آپ یہ بتائیں کہ ان میں کوئی ٹکراؤ تو نہیں۔ اور اگر ہے تو اس ٹکراؤ سے کیسے بچا جائے۔؟

جواب: عجمی مسلمانوں میں یہ مرض وبا کی طرح پھیل چکا ہے کہ وہ اچھے خاصے نام کو بگاڑ دیتے ہیں۔ یہ بیماری اپنے ہی گھر سے چلتی ہے۔ نام ہوتا ہے فضل لیکن یار دوست کہا کرتے ہیں فضلو۔ نام ہوتا ہے جمیل لوگ پیار سے کہتے ہیں جمّی نام ہوتا ہے کچھ اور لیکن نانی اماں اپنے نواسے کو فرطِ محبت میں گڈو کہہ کر پکارتی ہیں۔ یہ باتیں اور یہ وطیرے جہالت کے قبیل سے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ نام مختصر ہونا چاہئے۔ تاکہ بگڑنے کی نوبت نہ آئے، جو نام دو جزوں یا تین جزوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان میں بالعموم بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے اور یہ بگاڑ انسان کی شخصیت پر بُرا اثر ڈالتا ہے۔ عربوں میں آج بھی مختصر مختصر ناموں کا رواج ہے اور اصولاً یہی ہونا بھی چاہئے۔ جب انسان گھر اور گھر سے باہر ایک ہی نام سے پکارا جاتا ہے تو اس کی تمام زندگی پر ایک ہی نام کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لیکن جب اس کا نام بچوں کا کھلونا بن جاتا ہے تو پھر شخصیت کا بھی حلیہ بگڑ جاتا ہے اور وہ بھی ربڑ کی گیند بن کر رہ جاتی ہے۔ مسلم گھرانوں کے چونچلے خود اپنی تباہی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ آج بھی یہ جہالت عام ہے کہ بچے کا نام نانی کچھ اور رکھیں گی اور دادی کچھ اور والد صاحب کوئی نام تجویز کریں گے۔ اور والدہ کچھ اور، اور ستم بالائے ستم کہ اگر کوئی بچے کی خالہ کنواری ہوں گی تو وہ اپنے ارمان نکالنے کیلئے نام کا بیڑہ ہی غرق کر دیں گی، اپنے بھانجے کو چھوٹو، گڈے میاں، اور ببلو جیسے بے معنی ناموں سے پکار کر اس بچے سے اپنی محبت کا اظہار کریں گی۔ اور اس بچے کا نام اور

اس کی شخصیت چوں چوں کا مربہ بن کر رہ جائے گی۔

میرے خیال میں آپ کے نام میں بگاڑ کم آیا ہے۔ فضل الرحمٰن کا فضل میاں بنا دینا تو قابلِ ذکر بات نہیں۔ ہمارے معاشرے میں تو لئیق کو لکو، خلیل کو کلو اور شباب کو شبو کہہ کر پکارا جا رہا ہے۔ اور سب جہالتیں محبت اور خلوص کے رجسٹروں میں درج ہو رہی ہیں یعنی جو وطیرہ قابلِ ملامت تھا وہ قابلِ فخر ہو گیا ہے۔ حدیث میں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ تم اپنے بھائی کو اچھے نام سے پکارو اور اس نام سے پکارو جو اسے خود سب سے زیادہ پسند ہو لیکن مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے بھائیوں اور دوستوں کو بگڑے ہوئے ناموں سے پکار کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔

اگر غور و فکر کیا جائے تو یہ بات کتنی عجیب ہے کہ جسے مُنّا کہا جاتا ہے اسی کو بڑا بھائی بھی کہا جا رہا ہے۔ لفظ مُنّا کی مناسبت سے اگر آپ کو چھوٹا بھائی کہا جاتا تب غنیمت تھا۔ لیکن واہ ری جہالت تو نے کیا کیا حماقتیں سرزد کرا رکھی ہیں کہ جو صاحب مُنّا ہیں وہی بڑے بھائی بھی ہیں ——— آپ اس بات کی کوشش کریں کہ منا اور بڑے بھائی جیسے خواہ مخواہ کے ناموں کو از خود ترک کر دیں۔ اور اگر کوئی آپ کو ان ناموں سے پکارے تو ہرگز اس کی بات کا جواب نہ دیں۔ بلکہ اظہارِ ناراضگی کریں اور یہ یقین رکھیں کہ اس دنیا میں جب کوئی انسان مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے تو اس کے حالات میں استقلال پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ مد و جزر کا شکار رہتا ہے اس لئے کہ یہ نظامِ خداوندی ہے کہ ایک انسان کا ایک ہی نام ہونا چاہئے یہ بات صرف خدا اور خدا کے رسول ﷺ کو زیبا ہے کہ ان کے ذاتی اور صفاتی مختلف نام ہوں۔ اور خدا اور خدا کا رسول ہر حال میں اور ہر رنگ میں اپنا نمایاں مقام رکھتے ہیں ان کی ذات کی خصوصیات کی وجہ سے ناموں میں اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ جب کہ عام انسانوں کا حال یہ ہے کہ ان کے ناموں کے اثرات کی بنا پر ان کی ذات میں خصوصیات پیدا ہوتی ہیں جس نے اس فرق کو محسوس نہیں کیا اس نے اس دنیا میں ہمیشہ نقصان اٹھایا ہے۔

اچھے گھرانے میں شادی

سوال از: محمد پرویز عالم ایوبی

میں چاہتا ہوں کہ میری شادی کسی اچھے گھرانے میں خوبصورت لڑکی سے ہو۔ برائے مہربانی کوئی وظیفہ بتائیں۔

جواب: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ خود کسی اچھے گھرانے کے فرد ہیں اور خود خوبصورت بھی ہیں تو پھر آپ کی شادی کسی اچھے گھرانے میں خوبصورت لڑکی سے ہو جانی قرینِ عقل ہے اور اس میں آپ کو کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ لیکن خدانخواستہ اگر معاملہ دگرگوں ہے، آپ بذاتِ خود اچھے انسان نہیں ہیں یا آپ کا تعلق کسی اچھے گھرانے سے نہیں ہے اور آپ شکل و صورت کے اعتبار سے بھی خوبصورت یا قبول صورت کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ تو پھر آپ کا اچھے گھرانے کی خوبصورت لڑکی سے شادی کی خواہش بے معنی ہے۔ ہمارے دور کا المیہ یہ ہے کہ ہم سب معیاری بیوی کی تلاش میں رہتے ہیں اور خود معیاری شوہر بننے کا کوئی جذبہ ہمارے اندر پیدا نہیں ہوتا۔ اگر دنیا کی تمام عورتیں بھی مردوں کی طرح معیاری شوہروں کی تلاش شروع کر دیں تو پھر سب کنوارے کے کنوارے رہ جائیں گے اس لئے کہ جو لوگ معیاری شریکِ حیات کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔ بالعموم وہ خود غیر معیاری ہوتے ہیں۔

بُرا نہ مانیں اس ساری گفتگو کا نشانہ آپ نہیں ہیں۔ بلکہ اس ملت کے وہ عام انسان اس گفتگو کا نشانہ ہیں جو خود لائقِ التفات نہیں ہوتے لیکن قابلِ التفات بیوی کی جستجو میں ایک عمر گزار دیتے ہیں۔ اس پر مجھے ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے۔

ایک صاحب نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ میں آج ۶۰ سال کا ہو کر بھی کنوارہ اور بے شادی شدہ ہوں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں ایک معیاری بیوی کی تلاش میں تھا۔ ان کے دوست نے تعجب سے پوچھا تو کیا تمہیں اس دنیا میں کوئی ایسی لڑکی نہیں مل سکی جو معیاری بیوی بننے کی حقدار ہو ان صاحب نے جواب دیا۔ بڑی کوششوں کے بعد ایک لڑکی مجھے ایسی ملی تھی جس میں معیاری بیوی بننے کی خوبیاں موجود تھیں۔ ان کے دوست نے پھر تعجب سے دریافت کیا تو پھر تم نے اس سے شادی کیوں نہیں کی۔؟

وہ صاحب بولے اس میں ایک پرابلم تھی اور وہ یہ کہ وہ خود ایک معیاری شوہر کی تلاش میں تھی۔ اس لئے اس کی شادی مجھ سے ممکن نہیں تھی۔

خیر یہ باتیں تو خرابیٔ عام کی اصلاح کے لئے نوکِ قلم پر آ گئی آپ کیلئے یہ عرض ہے کہ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد "یَا نُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" ایک سو پندرہ مرتبہ اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھا کریں اور دورانِ تلاوت نیت یہی رکھیں کہ اللہ آپ کو بھی حُسنِ ظاہری اور حُسنِ باطنی کی دولت سے سرفراز کرتے ہوئے خوبصورت اور صاحبِ اخلاق بیوی عطا کرے۔ انشاء اللہ اس عمل کی برکت سے ایسی لڑکی سے شادی ہوگی جو آپ کے لئے روحانی سکون و عافیت کا باعث بنے گی۔ اور یہ بات یاد رکھیں کہ اصل چیز روحانی سکون ہی ہے جو حُسنِ سیرت سے پیدا ہوتا ہے حُسنِ صورت سے نہیں کسی شاعر نے کہا تھا۔

حُسنِ صورت چند روزہ حُسنِ سیرت مستقل
اس سے خوش ہوتی ہیں نظریں اس سے خوش ہوتا ہے دل

ناکامیوں کا تسلسل

سوال از عبد الحکیم خاں۔

جب سے میں نے ہوش سنبھالا تب سے آج تک مجھے سوائے ناکامی، پریشانی، دُکھ درد، مفلسی اور تنگدستی کے سوا اور کچھ نہیں ملا۔ کئی عاملوں سے رجوع کیا سبھوں نے بتایا کہ سفلی اثرات کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ علاج بھی کروایا لیکن نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا سوائے مالی الجھن اور تنگدستی کے، اب طلسماتی دنیا کے ذریعہ آپ سے رجوع کر رہا ہوں۔ برائے مہربانی میری پریشانی کا مناسب حل تجویز فرمائیں۔

جواب: سکھ دُکھ، خوشی، غم، راحت و کلفت، خوشحالی، بدحالی وغیرہ آنی جانی حقیقتیں ہیں ان میں سے کسی بھی چیز کو دوام نہیں ہے۔ دوام نہ اندھیرے کو اور نہ روشنی کو اگر اندھیرے کی قیمت میں دوام لکھ دیا گیا ہوتا تو رات آنے کے

بعد صبح دم ہوتی اور اگر روشنی کو دوام میسر آجاتا تو دن نکلنے کے بعد پھر کبھی رات نہ آتی۔ لیکن اس فانی دنیا کا نظام فانی حقیقتوں پر مشتمل ہے کسی بھی حقیقت کو استقلال اور ہمیشگی نظامِ قدرت کے قطعاً منافی ہے۔

ان ثابت شدہ حقائق کے باوجود آپ کا یہ فرمانا کہ جب سے ہوش سنبھالا ہے آج تک سوائے ناکامی، پریشانی، دکھ، درد، مفلسی اور تنگدستی کے سوا کچھ ملا ہی نہیں کہے کم میرے نزدیک ایک عجیب سی بات ہے۔ سال میں تین موسم آتے ہیں۔ کوئی بھی ایک موسم ٹھہرنے کیلئے نہیں آتا۔ اسی طرح تقدیر کے موسم بھی ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ خوشی کا دور آتا ہے سو وہ بھی گزر جاتا ہے۔ غموں کا زمانہ آتا ہے تو وہ بھی باقی نہیں رہتا راحتوں کی ساعتیں بھی فنا ہوجاتی ہیں اور مصیبتوں کی گھڑیاں بھی دم توڑ دیتی ہیں جب یہ ساری باتیں ہر روز ہم اس فانی دنیا میں کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہیکہ آپکی تقدیر کا موسم فانی نہ ہو اور عمرِ دوام لکھوا کر آپ پر طاری ہوا ہو۔ یہ ممکن ہیکہ ایک طویل مدت سے آپ مختلف الجھنوں، کلفتوں اور دشواریوں کا شکار ہوں۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہیکہ یہ الجھنیں، کلفتیں اور دشواریاں تادم آخر آپ پر مسلط کردی گئی ہوں۔ تقدیر کا موسم فی الیقین بدلیگا حالانیا موڑ انشاء اللہ ضرور اختیار کریگے، گردشِ زمانہ آج الٹی کروٹ پڑے تو سیدھی کروٹ پر بھی ضرور آئے گی۔ کبھی کے دن بڑے ہوتے ہیں، کبھی راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ لیکن یہ طے ہے کہ اللہ کی ذات کے ماسوا جو کچھ بھی ہے اسے بقا اور دوام میسر نہیں۔

ایک مختصر سا عمل تحریر کر رہا ہوں اسے پابندی کے ساتھ پڑھیں۔ انشاء اللہ چالیس دن کے بعد حالات میں آپ سدھار اور تبدیلی محسوس کریں گے۔ روزانہ عشاء کی نماز کے بعد "یا کریم بیٹھو" ایک سو پچاس مرتبہ پڑھا کریں اور اول و آخر تین تین مرتبہ درود شریف بھی پڑھ لیا کریں۔ انشاء اللہ حالات کروٹ لیں گے اور پریشانیاں دم توڑ دیں گی اور رحیم و کریم کے فضل و کرم سے آپ کا سفینۂ تقدیر مصائب کے بھنور سے نکل کر امن و آسودگی کے کنارے تک پہنچے گا۔

قوتِ حافظہ متاثر

سوال از: (ایضاً)

میری بچی جس کا نام عطیہ خاتون ہے اس کی والدہ کا نام مسرور النساء بیگم ہے۔ اور اس کی تاریخ پیدائش ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۸ء ہے یہ انٹر میں زیرِ تعلیم ہے۔ اس کا حافظہ پہلے بہت بہتر تھا۔ اب حافظہ کمزور ہوگیا ہے۔ پہلے کبھی رات کو نہیں پڑھتی تھی تب بھی سبق اسے یاد ہوجاتا تھا اور اب وہ راتوں کو یاد کرتی ہے تب بھی اسے کچھ بھی یاد نہیں ہوتا۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس کے حافظے کیلئے کوئی عمل تجویز کریں۔ اور کوئی ایسا عمل بھی بتائیں کہ وہ امتحان میں کامیاب ہوجائے۔

جواب ایک بوتل پانی پر تین سو مرتبہ سورۂ الم نشرح پڑھ کر دم کردیں۔ اور پھر اس پانی کو روزانہ سوتے وقت ایک چمچہ پلا دیا کریں۔ اور صبح کو نہار منھ سوئے بھی چند پابندی سے کھلائیں۔ انشاء اللہ قوتِ حافظہ درست ہوجائے گی۔

امتحان کے زمانہ میں امتحان کی تیاری کے ساتھ ساتھ بلا تعداد عطیہ سے کہدیں کہ "یا حسیبُ" کا ورد رکھے۔ بالخصوص اس وقت جب گھر سے امتحان کیلئے نکل رہی ہو جب امتحان گاہ میں داخل ہورہی ہو اور جب پرچہ حل کرنے کیلئے قلم و کاغذ سنبھال رہی ہو انشاء اللہ اس عمل کی برکت سے وہ ممتاز نمبروں سے پاس ہوگی۔

اوپری اثرات کا چکر

سوال از: (ایضاً)

میں جس مکان میں رہتا ہوں وہ سرکاری مکان ہے اور اس میں ہم دو آدمی یعنی میں اور بچی رہتے ہیں۔ بیوی اور ایک بچی کا انتقال آج سے ۱۹ سال قبل ہوگیا تھا ہم لوگ مکان کی پہلی منزل پر رہتے ہیں۔ ایک دن دو بجے ایک پستہ قد عورت جس کا سر نظر نہیں آرہا تھا۔ دکھائی دی۔ مجھ سے پہلے لوگ جو اس مکان میں رہا کرتے تھے میں نے جب ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے بتایا کہ اس مکان میں کوئی بلا ہے اور وہ کسی طرح اس مکان سے جانے کو تیار نہیں ہوتی۔ بندش وغیرہ بھی کرائی۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ رات کو اس مکان میں ایک طرح ہیبت طاری رہتی ہے۔ برائے مہربانی اس کا کوئی حل تجویز کریں۔

جواب آپ کے مکان میں جنات عرصۂ دراز سے مقیم ہیں اور یہ سب غیر مسلم جنات ہیں۔ اس لئے یہ آسانی سے مکان خالی نہیں کریں گے۔ تاہم آپ مقامی کسی اچھے عامل سے رجوع کریں۔ دنیا میں ہر چیز کا مداوا موجود ہے، مرض ہے تو علاج بھی ہے۔ جہاں قوتِ حملہ ہے وہاں قوتِ دفاع بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر کسی پرہیزگار عامل نے آپکے مکان کو کیل دیا تو جنات کو آپ کا مکان خالی کرنا پڑے گا۔ اگر آپ چالیس روز تک سورۂ بقرہ اپنے مکان میں روزانہ ایک مرتبہ ختم کرالیں تب بھی وہ لوگ رفو چکر ہوجائیں گے۔ ورنہ پھر ایسا کرلیں کہ ایک ہی مجلس میں چالیس حافظوں سے ایک ایک مرتبہ سورۂ بقرہ ختم کراکر ایک بالٹی پانی پر دم کرلیں۔ پھر اس پانی کو مکان کے تمام گوشوں میں چھڑک دیں۔ بیت الخلا اور نالیوں سے اس پانی کی حفاظت کریں۔ اور دروازے کے قریب بھی نہ چھڑکیں۔ انشاء اللہ جس دن آپ یہ عمل کرلیں گے اسی دن خدا کی یہ نظر نہ آنے والی مخلوق اپنا بوریہ بستر باندھ لے گی۔

نام کے اعداد اور مبارک تاریخ

سوال از: محمد صابر، کانپور۔

میرا نام محمد صابر ہے میری والدہ کا نام فیروز آرا بیگم ہے۔ میری پیدائش مؤرخہ ۱۹ مارچ ۱۹۶۰ء کو منگل کے دن ہوئی۔ اس وقت شام کے ۷ بجے تھے۔

براہ کرم میرے نام کے اعداد اور میرے لئے مبارک تاریخیں وغیرہ بتائیں کہ کونسی تاریخیں مبارک ہوں گی۔ کونسا نگینہ اور کونسا کاروبار میرے لئے بہتر رہیگا اس پر روشنی ڈالیں۔

جواب آپ کا ذاتی عدد ۷ ہے اور یہ عدد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ دور اندیش ہیں اور فلسفیانہ خیالات کے مالک ہیں۔ آپ دورانِ سفر میں بہت خوش رہتے ہیں۔ لیکن آپ کی فطرت میں "شک" موجود ہے اکثر آپ یہ تصور کرتے ہیں کہ دنیا آپ کو سمجھی ہی نہیں۔ (تفصیلات جاننے کیلئے اکتوبر ۱۹۹۱ء کا طلسماتی دنیا دیکھیں) آپ کیلئے انگریزی ماہ کی ۷، ۱۶ اور ۲۵ تاریخیں اہم ہیں۔ اگر آپ اپنے نئے کاموں کا آغاز ان تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ میں کریں تو انشاء اللہ کامیابی کے امکانات زیادہ ہوں گے۔ بالخصوص اگر آپ ۲۱ جون سے ۲۱ جولائی تک کسی کام کا بیڑہ اٹھائیں تو کامیابی آپکے قدم چومے گی۔ آپ کو سفید اور سبز رنگ راس آسکتا ہے۔ سمندر پار کا سفر آپ کی زندگی میں خوشگوار انقلاب پیدا کرسکتا ہے۔ اگر آپ سفید یا سبز رنگ کا کم قیمت کا نگینہ بھی انگوٹھی میں جڑوا کر پہن لیں گے تو بھی آپکے حالات میں انشاء اللہ تبدیلی پیدا ہوگی آپکے لئے اتوار اور پیر ہمیشہ اہم ثابت ہوں گے۔

اس خواب کی تعبیر کیا ہوگی؟

سوال از: نسیم فاطمہ سہارنپور

آپسے عرض ہے کہ میرے بڑے بھائی محمد اسرار عمر ۳۴ سال کا انتقال ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو ہوا تھا۔ وہ محلے کی چوراہے پر پان کی دکان کیا کرتے تھے۔ ۲۴ ستمبر کی رات کو وہ اپنی دکان بند کر کے قریباً ۱۱ بجے گھر لوٹ رہے تھے کسی نے ان کی دکان کے پاس کچی مٹی کی ہانڈی میں ٹوٹکے کا سامان ڈال کر رکھدیا تھا وہ ان کے پاؤں سے ٹکرا گیا اور میرے بھائی کی صبح ہوتے ہی حالت خراب ہوگئی۔ ان کے پیٹ میں درد ہوکر ان کو متلی ہونے لگی۔ دوا کھائی تو خون کے دست آنے لگے پہلی متلی آتے ہی میرے بھائی کا جسم بے دم ہوگیا اور خاص طور پر ٹانگیں بے جان سی ہوکر رہ گئیں۔ متلی تو ۲۹ تاریخ کی شام کو بند ہوگئی تھی۔ مگر خون کے دست جو کہ کلیجی جیسے ٹکڑوں کی شکل میں آرہے تھے بند نہیں ہوئے ہم نے شہر کے بڑے بڑے ڈاکٹروں کا علاج کرایا مگر کسی کے سمجھ میں مرض نہیں آیا پھر ہم دہلی آل انڈیا میڈیکل ہسپتال لیکر گئے وہ وہاں پندرہ دن رہے مگر کسی بھی ڈاکٹر کے سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا۔ بڑی بڑی مشینوں پر چیک کیا مگر کسی بھی طرح صحیح رپورٹ نہ آسکی۔ ایکسرے کرایا تو بس دھواں دھواں سا آیا۔ البتہ کوئی چیز برابر میرے بھائی کی زبان سے بولتی رہی۔ مثلاً یہ کہ ہم جارہے ہیں۔ اب ہم کبھی نہیں آئیں گے۔ وغیرہ۔ اور اسی طرح میرے بھائی کی موت واقع ہوگئی۔ مرحوم کے تین بچے ہیں۔ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا میرا بھائی پہلے سے بیمار نہیں تھا وہ نہایت شریف اور با اخلاق نوجوان تھے ان کی بیوی عدت کررہی ہے۔ جب سے بھائی کا انتقال ہوا ہے وہ بار بار دوسرے تیسرے دن خواب میں آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں زندہ ہوں۔ مجھے قبر سے نکالو، اور یہ بھی کہتے ہیں اپنی بیوی سے کہ تو عدت کیوں کرتی ہے، کہیں زندہ انسان کی بھی عدت کی جاتی ہے وغیرہ

برائے مہربانی اس خواب کی تعبیر بتائیں اور اس پورے حادثے پر اظہارِ خیال کریں۔ میں آپ کی شکر گزار رہوں گی۔

جواب آج کل جادو ٹونے کا سلسلہ عام ہوکر رہ گیا ہے۔ سفلی اور گندے عملیات نے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کے عقائد برباد کر کے رکھ دیئے بلکہ ان کے دین و دنیا کو بھی زبردست نقصان پہنچ رہا ہے، دنیا بھی برباد ہے اور عقبیٰ کا بھی خدا ہی حافظ ہے۔

آپ کے بھائی کی موت بالیقین سفلی عمل کے ذریعہ ہوئی۔ موت تو برحق ہے اور اس کا وقت بھی معین ہے اور بعض روایات کے مطابق موت جس ذریعہ سے آئے گی وہ بھی پہلے ہی سے طے شدہ ہے تاہم مرنے والا اگر ظلم و ستم کا شکار ہوا ہے تو اس کی مظلومیت مسلم ہے۔ آپ کے بھائی کی وفات چونکہ سفلی سحر کے ذریعہ ہوئی اس لئے ان کی شہادت میں بھی کوئی کلام نہیں۔ قوی امید ہے کہ اللہ نے ان کی بشری غلطیوں کو معاف کردیا ہوگا اور مظلومانہ موت کی بنا پر انہیں اپنی خصوصی رحمتوں سے نوازا ہوگا۔ اب رہی خواب کی تعبیر تو وہ صرف اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی موت طبعی نہیں غیر طبعی ہوئی ہے۔ اور شہید چونکہ معنوی طور پر زندہ ہی ہوتا ہے اور اسے مظلومانہ موت کی وجہ سے حیاتِ ابدی کے تحفۂ بیکراں سے سرفراز کردیا جاتا ہے اس لئے بیشک وہ زندہ ہی ہے۔ لیکن جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہوجاتے ہیں ان کی بیوی کو بھی عدت کرنی پڑتی ہے اور ان پر بھی وہی قانون نافذ ہوتا ہے جو ایک عام انسان کی موت پر ہوتا ہے۔ لہٰذا عدت تو انہیں گزارنی ہی تھی۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ مرنے والے کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور مرحوم کی بیوہ اور بچوں کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

بچے کی روک تھام کا عمل

سوال از: محمد احسان قریشی گلاؤٹھی۔

میرا لڑکا عمر تقریباً سوا دو سال ہے۔ کبھی سکون سے نہیں بیٹھتا۔ کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے اور گھر میں اسکے پیر بہت ہی کم رکتے ہیں۔ ہمیں معلوم بھی نہیں ہوتا کہ کب گھر سے نکل گیا گھر سے نکلنے کے بعد جدھر منہ اٹھتا ہے ادھر کو چل پڑتا ہے اور بازاروں میں گلی کوچوں میں کافی دور نکل جاتا ہے کوئی جاننے والے مل جاتے ہیں تو گھر کو لے آتے ہیں۔ ورنہ تقریباً روزانہ کا تقریباً اسے تلاش کرنے کا ہے۔ میں کافی پریشان ہوں، کوئی عمل یا تعویذ بتائیں جس سے وہ گھر ہی پر کھیلتا رہے۔ ویسے ماشاء اللہ بڑا چالاک اور ہوشیار ہے کام کو فوراً سنتا ہے جو بات کہتے ہیں فوراً کرتا ہے، برائے مہربانی کوئی ایسا عمل بتادیں کہ وہ گھر ہی میں رہے، گھر سے نکل کر ادھر ادھر نہ جائے۔

جواب رات کو جب آپ کا یہ بچہ سوجائے تو "سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ" ۷ مرتبہ پڑھ کر دم کردیا کریں۔ صرف ۱۱ دن لگاتار یہ عمل کرلیں۔ انشاء اللہ آپ کا بچہ پھر گھر سے باہر نہیں نکلے گا۔ اور اگر نکلا تو گھر کے آس پاس ہی رہے گا۔ اور آپ کو آئے دن جو پریشانی اٹھانی پڑتی ہے۔ اس سے آپ انشاء اللہ محفوظ ہوجائیں گے۔

تعلیمی بدذوقی کا علاج

سوال از: عاصم جبین حیدرآباد۔

میرے چھوٹے بھائی صاحب اپنی پڑھائی میں دل نہیں لگاتے ہیں اور ہر وقت گھر کے باہر رہتے ہیں اور جھوٹ بہت بولتے ہیں۔ برائے مہربانی کوئی روحانی علاج تجویز کریں۔

جواب ایک بوتل پانی پر تین سو تیرہ ۳۱۳ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر دم کر کے رکھ لیں اور اپنے اس بھائی کو روزانہ سوتے وقت تین گھونٹ کے بقدر یہ پانی پلا دیا کریں۔ ۲۱ روز تک یہ پانی پلائیں۔ انشاء اللہ تعلیم کا ذوق بھی پیدا ہوگا اور دروغ گوئی کی بری عادت سے بھی نجات ملے گی۔ بسم اللہ کے شروع اور آخیر میں گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھیں۔ درود شریف پڑھنے سے عمل کی قوت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

جسمانی کمزوری کا علاج

سوال از: (ایضاً)

میری صحت تھوڑے تھوڑے عرصے کے بعد بگڑتی رہتی ہے۔ کوئی ایسا روحانی علاج بتائیں جس سے میری جسمانی کمزوری دور ہو سکے۔

جواب کسی بھی دن باوضو سورۂ یٰسین اس طرح پڑھیں کہ ہر مُبین پر ۷ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھیں پھر ایک بوتل پانی پر دم کر لیں پھر اس پانی کو صبح نہار منہ اور رات کو سوتے وقت چمچے دو چمچے پی لیا کریں۔ انشاء اللہ ۲۱ روز لگاتار پینے سے جسمانی بیماری اور کمزوری سے نجات مل جائے گی۔ اگر یہ محسوس کریں کہ ابھی پوری طرح صحت بحال نہیں ہوئی ہے تو ۲۱ روز کے بعد پھر اس عمل کو دہرائیں اور پھر اسی طرح ۲۱ روز تک حسب قاعدہ پانی پئیں۔ انشاء اللہ ۴۲ روز میں صحت کاملہ حاصل ہوگی اور جسمانی سستی، کمزوری اور ضعف سے پوری طرح چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔

دُبلے پن کا علاج

سوال از: (ایضاً)

میرے بڑے بھائی صاحب بہت دُبلے پتلے ہیں اگر کوئی علاج ایسا تجویز کر دیا کہ وہ موٹے ہو جائیں تو آپ کی نوازش ہوگی۔

جواب اپنے بھائی صاحب سے کہہ دیں کہ اپنے نام کے مجموعی اعداد کے برابر روزانہ سوتے وقت "یَا قَوِیُّ" پڑھا کریں۔ انشاء اللہ چند ماہ اس عمل کی پابندی سے بدن کی کمزوری دور ہوگی اور جسم میں چستی اور فربہی پیدا ہو جائے گی۔

مشورہ طلب

سوال از: محمد قمر، چاندنی چوک دہلی۔

میرا دوست جو کہ پیشے سے وید ہے اور وہ ایک قابل وید ہے جو گُن ایک قابل وید میں ہونے چاہئیں وہ اس میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے ہاتھ میں شفا نہیں ہے ایک ہی دوا اگر دوسرا ڈاکٹر دے تو وہ اکثر کارگر ہو جاتی ہے اور اگر وہی دوا میرا دوست کسی مریض کو دیتا ہے تو مریض کو شفا نہیں ہوتی۔ حالانکہ مرض کی تشخیص وہ صحیح کر دیتا ہے اور علاج بھی صحیح تجویز کر دیتا ہے لیکن اس کے علاج سے مریض صحت یاب نہیں ہوتا۔ وہ اس سلسلے میں کافی پریشان ہے، آپ اس کے بارے میں اپنا مشورہ دیکر شکریہ کا موقعہ دیں۔

جواب ایسا بالعموم جب ہوتا ہے جب معالج تکبر یا بدنیتی کا شکار ہو۔ اگر ایسا بھی نہیں ہے تو اپنے دوست سے کہہ دیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ خیرات کریں اور ہر ماہ کم سے کم تین پرندے طوطے، چڑیا جیسے خرید کر آزاد کیا کریں۔ انشاء اللہ چند ماہ کے بعد ان کے ہاتھوں میں شفا پیدا ہوگی اور پھر ان کے علاج کارگر ثابت ہوں گے۔

یہ بھی مشورہ طلب

سوال از: ایضاً۔

میرا دوسرا دوست جو کہ ابھی تک پڑھ رہا ہے اب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ پڑھائی کے دوران ہی اسے خوش قسمتی سے کام بھی مل گیا۔ اس کام کے سلسلے میں اسے اپنے گھر سے کافی دور جانا پڑے گا ویسے کبھی وہ گھر سے زیادہ دور نہیں گیا۔ اکیلے جانے میں وہ کافی گھبرا رہا ہے اگر اس کے ڈر اور خوف کی یہی کیفیت رہی تو شاید وہ ملازمت چھوڑ بیٹھے آپ کوئی ایسا مشورہ دیں کہ اس میں حوصلہ پیدا ہو اور ڈر اور خوف سے نجات ملے۔

جواب حوصلے اور کم ہمتی دونوں فطری چیزیں ہیں۔ یہ چیزیں نہ بازار میں بکتی ہیں اور نہ ہی مشوروں اور نصیحتوں سے پیدا ہو سکتی ہیں۔ میں تو صرف اس بارے میں یہ عرض کر سکتا ہوں کہ کسی بھی شخص کا کسی اچھی ملازمت کو اس لئے چھوڑ دینا کہ ڈیوٹی انجام دینے کیلئے زیادہ دور تک جانا پڑتا ہے۔ مردانگی کے خلاف ہے۔ اور لگے لگائے روزگار کو از خود چھوڑ دینا دانشمندی کے خلاف ہے۔ آگے آپ کے دوست کی مرضی۔

احتلام کا علاج

سوال از: حافظ سعید صدیقی، سہارنپور۔

میری عمر ۱۸ سال ہے میں حافظِ قرآن ہوں۔ مجھے احتلام کی بیماری ہو گئی ہے۔ اکثر رات کو احتلام ہو جاتا ہے۔ کوئی روحانی علاج ایسا بتا دیں کہ مجھے اس بیماری سے چھٹکارا مل جائے۔

جواب **رات کو سوتے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے اپنے پیٹ** پر "عمر فاروق اعظم" لکھ لیا کرو۔ بغیر روشنائی کے، انشاء اللہ جس دن یہ عمل کر کے سوؤ گے، احتلام نہیں ہوگا۔ اور چند ماہ تک یہ عمل کرنے کے بعد پھر اس بیماری سے نجات مستقلاً مل جائے گی ——— یہ عمل بارہا کا آزمودہ ہے۔ آپ بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں

دانت کے درد کو کیلنے کی ترکیب

سوال از: محمد کامل، حیدرآباد۔

میری بیوی کے دانت میں درد اکثر رہتا ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ دانت کے درد کو کیل دینے کی بھی کوئی ترکیب ہے۔ برائے مہربانی اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائیں۔ اور تفصیل کے ساتھ کیل دینے کی ترکیب نوٹ کر کے شکریہ کا موقعہ دیں۔

جواب پاک زمین پر کچھ ریت ڈالدیں اور شہادت کی انگلی سے یا پاک لکڑی سے یہ حرف لکھیں۔ ا ب ج د ہ و ز ح ط ی۔ یہ لکھنے کے بعد سب سے پہلے حرف پر لکڑی رکھ کر اسے دبائیں اور سورۂ فاتحہ ایک بار پڑھیں پھر لکڑی پر زور دیں اور جس کے بھی دانت یا ڈاڑھ میں درد ہو رہا ہو اس سے دریافت کریں کہ درد میں کچھ کمی ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر مریض نے جواب دیا کہ ابھی درد میں کوئی کمی نہیں ہوئی تو پھر لکڑی دوسرے حرف پر رکھیں اور اسی طرح سورۂ فاتحہ پڑھ کر دبائیں۔ یہ بات یاد رہے کہ جسوقت مریض سے عامل دریافت کریگا کہ درد ہے یا نہیں، اس وقت مریض کو اس بات کی تاکید کرے کہ وہ اپنی شہادت کی انگلی اسی دانت پر رکھے جس میں درد ہو۔ اسی ترتیب سے ہر حرف پر لکڑی رکھ کر دباتے رہیں، انشاء اللہ آخری حرف سے پہلے پہلے درد بالکل موقوف ہو جائے گا۔ یہ عمل میرا بارہا کا آزمودہ ہے اور میں نے اسے ہمیشہ مجرب پایا ہے۔

بواسیر کا علاج

سوال از: (ایضاً)

محترم! مجھے خونی بواسیر کا عارضہ ہے۔ کافی علاج کرا چکا ہوں لیکن اس مرض سے بس وقتی طور پر نجات ملتی ہے۔ اس کے بعد پھر مرض عود کر آتا ہے۔ از راہِ کرم اس مرض سے چھٹکارا پانے کیلئے کوئی روحانی علاج تجویز فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

جواب اس مرض سے نجات پانے کیلئے بہت ہی آسان ایک عمل تجویز کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ نے کچھ ماہ تک اس کی پابندی کر لی تو انشاء اللہ آپ کو اس مرض سے نجات حاصل ہو جائے گی

عمل یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد سورۂ اعلیٰ (پارہ نمبر ۳۰) صرف ایک بار پڑھ لیا کریں۔ چند ماہ کے بعد اللہ کی قدرت کا کرشمہ دیکھیں۔

دُکان کی ترقی کے لئے

سوال از: تنویر حسین، دہلی۔

میں کرانے کی دُکان کرتا ہوں۔ پہلے میری دُکان خوب چلتی تھی لیکن ایک سال سے میری دُکان بالکل ٹھپ ہو کر رہ گئی ہے بعض دن تو ایک بھی گراہک نہیں آتا از راہِ کرم دکان چلنے کا کوئی عمل یا طریقہ بتائیں یا کوئی نقش روانہ کریں۔ آپ کا تمام عمر مشکور رہونگا۔

جواب کسی نیک آدمی کے کُرتے کا ایک ٹکڑا اس کی مرضی سے کاٹ لیں اور اس پر قرآن حکیم کی یہ آیت لکھیں۔ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ پھر اس کپڑے کو تعویذ کی شکل میں لپیٹ کر دُکان میں لٹکا دیں، انشاء اللہ دُکان چل پڑے گی۔ اور اس قدر خیر و برکت ہوگی کہ آپ حیران ہو جائیں گے۔

قوتِ حافظہ کیلئے عمل

سوال از: (ایضاً)

قوتِ حافظہ کیلئے کوئی موثر عمل بتائیں۔ عنایت ہوگی۔

جواب جس کا حافظہ کمزور ہو تو اس کو چاہیئے کہ، روز تک مندرجہ ذیل آیات کو روٹی پر لکھ کر کھائے۔ روٹی کے صرف پاؤ ٹکڑے پر یہ آیت کالی روشنائی سے لکھ کر روزانہ نہار منہ کھاتا رہے، انشاء اللہ قوتِ حافظہ بہت بڑھ جائے گی۔ اس عمل کیلئے مندرجہ ذیل تفصیل کو ذہن میں رکھیں۔

ہفتے کے دن ——— فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (پارہ نمبر ۱۶)
اتوار کے دن ——— رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ (پارہ نمبر ۱۶)
پیر کے دن ——— سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى۔ (پارہ نمبر ۳۰)
منگل کے دن ——— اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى۔ (پارہ نمبر ۳۰)
بدھ کے دن ——— لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ (پارہ نمبر ۲۹)
جمعرات کے دن ——— اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ۔ (پارہ نمبر ۲۹)
جمعہ کے دن ——— فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۔ (پارہ نمبر ۲۹)

لگاتار چار ہفتوں تک یہ عمل کریں۔ اور اس کے بعد آیاتِ قرآنی کے اثرات ملاحظہ کریں۔ انشاء اللہ قوتِ حافظہ وسیع سے وسیع تر ہو جائے گی۔ اور یہ عمل کرنیوالا جو کچھ بھی پڑھے گا اسے یاد رہے گا۔

ناف کو درست کرنے کا عمل

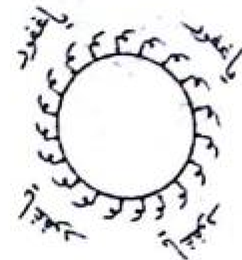
سوال از: (ایضاً)

اکثر میری ناف ٹل جاتی ہے۔ برائے مہربانی کوئی ایسا عمل بتا دیں کہ جس کے ذریعہ مجھے اس مصیبت سے نجات مل جائے۔ اور اس آئے دن کی تکلیف سے میں نجات پاؤں۔

جواب ایک نقش اس طرح بنائیں یعنی ایک گول دائرہ بنائیں پھر اس کے چاروں طرف چار مرتبہ یا غفور اور ۱۹ مرتبہ نو لکھ دیں اور اس نقش کو تعویذ بنا کر ناف پر باندھ لیں۔

انشاء اللہ ناف اگر ٹلی ہوئی بھی ہوگی تو درست ہو جائے گی اور جب تک نقش بندھا رہے گا ہرگز نہیں ٹلے گی۔

نقش اس طرح بنائیں۔



بے وجہ کا خوف

سوال از محبوب جہاں گوری

میرا پہلا سوال یہ ہے کہ میری ایک سہیلی کہتی ہے کہ 'طلسماتی دنیا' جیسی جنوں کی کتابیں پڑھنے سے یا گھر میں رکھنے سے جنات کی پیشی ہو جاتی ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟

جواب یہ سراسر غلط ہے۔ اور یہ ڈر صرف وہم اور بزدلی کے قبیل سے ہے۔ 'طلسماتی دنیا' جیسے رسالے اگر گھر میں ہوں تو جنات کی پیشی کے بجائے روانگی عمل میں آئے گی اور انشاء اللہ وہ اس رسالے کو صرف دیکھ کر ہی دفع ہو جائیں گے۔ کیونکہ اس میں وقتاً فوقتاً ایسے عمل اور روحانی فارمولے پیش کئے جاتے ہیں کہ جن کا توڑ جنات کے پاس نہیں ہے۔ لہٰذا اپنی سہیلی کو سمجھائیں کہ وہ 'طلسماتی دنیا' سے ڈرنے کے بجائے اسے گھر میں رکھیں۔ اور غور کریں کہ اس رسالے کو گھر میں رکھنے اور پڑھنے سے کس درجہ سکون وعافیت اور خیر و برکت گھر میں پیدا ہوتی ہے۔ انشاء اللہ اس رسالے کی برکت سے ہر طرف سے رحمتوں اور نصرتوں کا نزول ہوگا اور اگر گھر میں شیطانی اثرات ہوں گے۔ تو وہ بھی اس رسالے کی موجودگی کی وجہ سے انشاء اللہ زائل ہو جائیں گے۔

کلونجی؟

سوال، (ایضاً)

میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ کلونجی تو روایات کے مطابق ہر بیماری کی دوا ہے مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے کرناٹک میں کلونجی کو کیا کہتے ہیں۔ ازراہ کرم اس پر روشنی ڈالیں۔

جواب یہ سوال تو بھی آپ کو کرنا چاہئے تھا کہ جس کلونجی کے بیشمار فوائد فاز رسولؐ میں بیان کئے گئے ہیں اور جسے عربی میں حبّۃ سودا کہا جاتا ہے اسے آپ کے کرناٹک میں کس نام سے یاد کرتے ہیں۔ جو بات ہمیں آپ سے پوچھنی چاہئے تھی وہ بات آپ ہم سے دریافت کر رہی ہیں۔ کرناٹک آپ کا ہے اور کرناٹک کی بولی آپ کی اپنی بولی ہے۔ لہٰذا ہم سے زیادہ آپ ہی کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ کے کرناٹک کی مادری زبان میں کلونجی کو کیا کہتے ہیں۔ آپ کو یہ تو معلوم ہی ہوگا کہ کلونجی اچار میں بھی پڑتی ہے۔ اگر آپ اچار کے ڈبے میں سے کالے کالے دانے نکال کر اپنے علاقے کے کسی بھی دکاندار کو دکھائیں گی۔ تو وہ ان دانوں کا نام آپ کو ضرور بتا دے گا۔ اور کوئی

خدمت ہمارے لائق ہو تو تحریر کریں۔

جہیز کی شرعی حیثیت

سوال از: عبدالناصر طلسماتی آگرہ مالوہ

جہیز کا لینا دینا سنت ہے یا فرض یا گناہ؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔؟

جواب وہ ساز و سامان جو لڑکی کو بوقت رخصت اس کے ماں باپ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ نہ یہ فرض ہے اور نہ واجب، اور نہ یہ سنت رسولؐ ہے۔ البتہ یہ بات صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رخصت کرتے وقت گھریلو ضروری کچھ چیزیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کی تھیں اس سے بہرحال اتنا تو ثابت ہو جاتا ہے کہ ضروری اشیاء کو بوقت رخصت اپنی لڑکی کو دینا گناہ اور حرام نہیں ہے۔ لیکن مروجہ جہیز میں بے شمار قباحتیں ہیں اس لئے علماء اور صلحاء کی رائے یہ ہے کہ اس سے احتراز کرنے میں فائدہ ہے۔ تاہم اگر غور سے پہلو تہی کرتے ہوئے اپنی لڑکی کو والدین کچھ دیدیں تو اس پر انگلیاں اٹھانا جہالت ہی ہوگا۔

آپ نے اپنے دوسرے سوال میں ان صاحب کا ذکر کیا ہے جو جماعت اسلامی سے منسلک ہیں اور ان کی شادی ہونے والی ہے اور انہوں نے جہیز لینے سے انکار کر دیا ہے نہ صرف انکار کر دیا ہے بلکہ انکار کرنے میں اپنا پورا زور لگا دیا ہے۔ جب کہ لڑکی والوں کا اصرار ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو کچھ نہ کچھ ضرور دیں گے ـــــ اس بارے میں یہ عرض ہے کہ اگر لڑکی کے والدین برضا و رغبت کچھ ساز و سامان اپنی بیٹی کو دینا چاہیں اور ان کا مقصد نمائش اور دکھاوا نہ ہو تو اسے قبول کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب کہ یہ بات بھی مسلّم ہے کہ جہیز کے نام جو بھی سامان آتا ہے وہ لڑکی ہی کی ملکیت ہے وہ دولہا کی ملک نہیں ہو جاتا پھر اس کو قبول نہ کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگانا اسلامی طریقہ نہیں ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام اور دین کے نام پر ہونے والے غیر اسلامی احتیاط سے محفوظ رکھے۔

نوٹ:۔ روحانی ڈاک کے کالم میں فقہی قسم کے سوالات بھیجنے سے احتراز برتیں۔ ورنہ ہمارے لئے مشکل پیدا ہو جائے گی۔ دیرینہ تعلقات کی وجہ سے آپ کے اس سوال کا جواب دے دیا گیا۔ آئندہ اس طرح کے جوابات کیلئے جوابی لفافہ ارسال کریں۔

اشد ضروری

روحانی ڈاک کا کالم محدود ہے ـــــ تمام قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس کالم میں روحانیت ہی سے متعلق سوالات روانہ کریں۔ فقہی حل کے لئے دوسرے دینی رسائل موجود ہیں۔ اس طرح کے سوالات کیلئے دوسرے دینی اور علمی رسالوں سے رابطہ کریں۔ (مدیر)

درسِ عملیات



حسن الہاشمی

جس طرح علمائے جفر نے عمل کے دوران عناصر اور مزاج کو ملحوظ رکھا ہے اور جس طرح علمائے جفر نے چاند کی بعض تاریخوں کو مبارک اور ہر ماہ میں بعض تاریخوں کو غیر مبارک قرار دیا ہے۔ اسی طرح علمائے جفر نے ایام ملانہ اور ایام فارغہ کو عملیات میں بہت اہمیت دی ہے۔ اور تاکید کی ہے کہ عاملین عمل کرتے وقت ان تاریخوں کو پیش نظر رکھیں۔ اعمالِ جمالی ایام ملانہ میں کئے جاتے ہیں۔ اور اعمالِ جلالی ایام فارغہ میں کئے جاتے ہیں۔ علمائے جفر نے ان کی تقسیم باعتبار تاریخ اس طرح کی ہے۔

ایام فارغہ۔

چاند کی ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۵، ۲۶، ۲۷ اور ۲۹۔

علمائے جفر کا کہنا ہے کہ چاند کی ان تاریخوں میں جلالی اعمال کئے جائیں کیونکہ ان تاریخوں میں جلالی اعمال ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ایام ملانہ۔

چاند کی ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۷، ۲۸ اور ۳۰۔

ان تاریخوں میں جمالی اعمال کئے جائیں۔ کیونکہ ان تاریخوں میں جمالی اعمال ہی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جلالی کامیاب نہیں ہو سکتے ـــــ دیکھئے بنیادی طور پر عقیدہ تو یہی رکھیں۔ کہ ہر معاملے میں کرنے والی ذات اللہ کی ہے اور اس کی مرضی کے بغیر اس دنیا میں کچھ بھی ہونے والا نہیں۔ لیکن جس طرح کوئی طبیب اپنے نسخے کو تیار کرتے وقت فارمولے کے تمام اجزاء کو ایک جگہ تحلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کسی بھی جزو کو خواہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو۔ نظر انداز نہیں کرتا۔ حد یہ ہے کہ وہ اجزاء کے اوزان کو بھی نظر انداز نہیں کرتا اور کوئی طبیب موسم سرما میں بننے والی دواؤں کو کبھی موسم گرما میں نہیں تیار کرتا۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ موسم کی تبدیلی کی وجہ سے اثرات میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی۔ اسی طرح صاحب استعداد عامل بھی روحانی فارمولوں کی ترکیب و تعمیل کے وقت عمل کی تعداد، عمل کا وقت، عمل کا دن اور عمل کی تاریخ کو پیش نظر رکھتا ہے۔ حالانکہ اس کا عقیدہ بنیادی طور پر یہی ہوتا ہے کہ تمام تر جدوجہد اور احتیاط کے باوجود ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔

اگر آپ عاملِ کامل بننا چاہتے ہیں تو درسِ عملیات کے تحت دی گئی تمام شرائط کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ تب ہی کامیابی کے امکانات روشن ہوں گے ـــ اور عمل کے اندر تاثیر ہوگی ـــــ اور اگر آپ نے ایسا کیا کہ جو اعمال ایام فارغہ میں کرنے چاہئیں تھے انہیں ایام ملانہ میں کر لیا اور جنہیں ایام ملانہ میں کرنا تھا۔ انہیں ایام فارغہ میں کر بیٹھے تو عمل کی تاثیر الٹ جائے گی۔ اور ممکن ہے کہ اس طرح آپ کو کوئی نقصان بھی پہنچے۔

علم نجوم سے متعلق کچھ باتیں

روحانی عملیات کیلئے جس طرح حروف اور اعداد کا علم حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح کچھ علم نجوم سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ کچھ نادان لوگ علم نجوم کا نام سنتے ہی چراغ پا ہو جاتے ہیں۔ اور بے دھڑک یہ الزام تراشی کرتے ہیں کہ جو عاملین اپنے عمل کے دوران ساعتوں کو ملحوظ رکھتے ہیں اور بروج اور ستاروں کی طے شدہ گردش کے قائل ہیں وہ دراصل گمراہی میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ یہ صرف نادانی اور ناواقفیت کی بنا پر ہوتا ہے۔ اگر علم نجوم سے متعلق لوگوں کو صحیح معلومات ہو تو وہ اس طرح کی الزام تراشی سے یقیناً گریز کریں گے۔

ساری دنیا اس بات سے واقف ہے کہ خالقِ اکبر نے تمام کائنات کے نظام کو ستاروں کی گردش سے وابستہ کیا ہے۔ جو کچھ بھی اس دنیا میں ہو رہا ہے وہ ستاروں کی گردش ہی کا نتیجہ ہے۔ لیل و نہار کا آنا جانا موسموں کا تغیر وغیرہ ستاروں کی گردش ہی کی بنا پر ہے۔ اگر ستاروں کی گردش ختم ہو جائے تو نظامِ عالم منتشر ہو کر رہ جائے۔

بعض حضرات اس بات کے دعویدار ہیں کہ علم نجوم کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ جہاں تک شریعت کا معاملہ ہے تو وہ ہمیں ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے اور اپنے جان و دل سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اگر شریعت نے مطلقاً علم نجوم کو حرام قرار دے دیا ہوتا تو کسی عامل کی یہ مجال نہ ہوتی کہ وہ پھر بھی علم نجوم کو کسی معاملے میں وسیلہ بناتے۔ لیکن چونکہ شریعت نے مطلقاً اسے حرام قرار نہیں دیا اور شریعت کسی بھی علم کی خواہ وہ کیسا بھی ہو نفی کرتی ہے اور نہ ہی مطلقاً کسی علم کو ممنوع اور باطل قرار دیتی ہے۔ شریعت تو علم نجوم

کے اُس حصے کو مردود سمجھتی ہے جس میں سو فی صد دعووں کے ساتھ غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں اور پھر ان پر کامل یقین کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص عقیدہ تو یہ رکھے، ستاروں کی گردش کی وجہ سے یہ اثرات عالم پر مرتب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اللہ کو بہت قدرت حاصل ہے وہ چاہے تو ان اثرات کو پلٹ سکتا ہے۔ تو ایسا سوچنا اور کہنا ہرگز ہرگز بدعقیدگی نہیں ہے۔ بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عامل بنیادی طور پر اللہ ہی کو قادرِ مطلق سمجھتا ہے۔ اور ستاروں کی گردش کو وہ ایک سبب کا درجہ دیتا ہے اور ہر سبب کو بطور سبب کے قبول کرنا اور بھروسہ اللہ ہی پر رکھنا کسی طور ناجائز نہیں ہے۔

اس تمہید کے بعد ہم اُن ضروری ضروری باتوں کو بیان کریں گے جو روحانی عملیات میں بے حد ضروری ہیں۔ اور جگہ جگہ ان کی ضرورت پڑے گی۔ اگر ہم نے انہیں بیان نہیں کیا تو آگے چل کر اس راہ کے سالکوں کو دشواری ہوگی اور بات کو سمجھ نہ پائیں گے۔ سب سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ قادرِ مطلق نے آسمان پر ہزاروں ستارے بنائے ہیں اور ان میں بھی دو قسم کے ستارے بنائے ہیں، نمبر ۱ ثوابت اور نمبر ۲ متحرک ——— ثوابت اُن ستاروں کو کہتے ہیں جو ایک جگہ قائم ہوں اور متحرک اُن ستاروں کو کہتے ہیں جو مسلسل گردش میں ہوں جو ستارے مسلسل گردش میں ہیں وہ کل ۷ ہیں۔ اور یہی ۷ ستارے علم نجوم کا موضوع ہیں۔

ان ۷ ستاروں کے نام یہ ہیں۔

شمس، مشتری، مریخ، عطارد، زہرہ، قمر اور زحل۔

شمس یہ ستارہ سب سے بڑا ستارہ ہے۔ اور یہ ستارہ مبارکِ اکبر بھی ہے۔ دیگر چھ ستارے اسی ستارے کے ماتحت ہیں۔ اور ان کا وجود عالم اسباب میں اسی ستارے کا مرہونِ منت ہے۔ یعنی وہ ستارے اسی سے روشنی پاتے ہیں۔ بذاتِ خود وہ روشن نہیں ہیں۔ یوں سمجھیں کہ اگر بالاتفاق شمس سیاہ پڑ جائے اور کسی وجہ سے اپنا نور کھو بیٹھے تو دیگر ستارے بھی سیاہ پڑ جائیں گے کیونکہ وہ تو سب کے سب اسی سے اکتسابِ فیض کرتے ہیں۔

شمس ستارہ بُرج اسد کا مالک ہے۔ اور چوتھے آسمان سے یہ متعلق ہے۔ یہ ستارہ تمام ستاروں سے پانچ گنا بڑا ہے۔ اور اس زمین سے جس پر ہم رہتے ہیں ۱۳ لاکھ ۸۰ ہزار گنا بڑا ہے۔ سورج کا قطر آٹھ لاکھ ۶۷ ہزار میل ہے اور محیط ۲ کروڑ ۳۵ لاکھ میل ہے۔ کرۂ زمین سے سورج کا فاصلہ ۹ کروڑ پچاس لاکھ میل ہے۔ اس کی رفتار ایک سکنڈ میں ۱۹ میل ہے اور اسکی روشنی کی رفتار فی سکنڈ ایک لاکھ اسی ہزار میل ہے۔ طلوع ہونے سے ۸ منٹ میں زمین تک پہنچ جاتی ہے۔ آفتاب ۱۲ برجوں کا سفر تقریباً ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے میں طے کرلیتا ہے۔ اور تقریباً ہر بُرج کو یہ ۳۰ دن میں طے کرلیتا ہے۔ اس کے مؤکل کا نام صلصائیل ہے۔ یہ اتوار کے دن کا حاکم و مالک ہے۔

قمر یہ ستارہ وجود کے اعتبار سے دوسرے نمبر کا ستارہ ہے۔ یہ بُرج سرطان کا مالک ہے۔ اس کا تعلق پہلے آسمان سے ہے اس کا قطر ۲ ہزار ایک سو ساٹھ میل ہے اور محیط ۶ ہزار آٹھ سو پچھتر میل ہے اس کا فاصلہ ۲ لاکھ ۳۵ ہزار پانچ سو نو میل ہے یہ زمین سے تقریباً ۱۹ حصے چھوٹا ہے اس کی جسامت زمین سے ۴۹ حصے کم ہے۔ یہ زمین کے اردگرد ۲۷ دن، ۷ گھنٹے ۴۴ منٹ اور پانچ سکنڈ میں گھوم جاتا ہے۔ قمر کی رفتار فی گھنٹہ ۲ ہزار دو سو اسی میل ہے۔ یہ ایک بُرج کو تقریباً سوا دو دن میں طے کرلیتا ہے۔ اس کا مؤکل اسمٰعیل ہے یہ پیر کے دن کا حاکم ہے۔

مریخ یہ ستارہ بُرج عقرب کا مالک ہے۔ اس کا تعلق پانچویں آسمان سے ہے۔ اس کی رفتار تقریباً فی گھنٹہ ۵۲۰ میل ہے۔ یہ ستارہ زمین سے کافی چھوٹا ہے۔ سورج سے اس کا فاصلہ ۱۴ کروڑ ۷۰ لاکھ میل دور ہے اس کا قطر ۴ ہزار ایک سو آٹھ میل ہے۔ یہ ستارہ ہر بُرج کو ۴۰ دن میں طے کرتا ہے اس کا مؤکل کاکائیل ہے یہ منگل کے دن کا حاکم ہے۔

عطارد یہ ستارہ دو بُرجوں، جوزا اور سنبلہ کا مالک ہے۔ اس کا تعلق دوسرے آسمان سے ہے۔ اس کا فاصلہ زمین سے تین کروڑ ۸۰ لاکھ ۸۷ ہزار میل دور ہے اسکی رفتار فی گھنٹہ ۱ لاکھ ایک ہزار میل ہے۔ اس کا قطر ایک ہزار ۸ سو میل ہے۔ اس کا قیام ایک بُرج میں ۱۸ دن رہتا ہے اسکا مؤکل شمخائیل ہے یہ بدھ کے دن کا حاکم ہے۔

مشتری یہ ستارہ بھی دو بُرجوں قوس اور حوت کا مالک ہے۔ چھٹے آسمان سے یہ وابستہ ہے۔ یہ سورج سے ۴۸ کروڑ میل کے فاصلے پر ہے اس کی رفتار فی گھنٹہ ۲۸۰ میل ہے۔ زمین سے اس کا فاصلہ ۴۸ کروڑ ۳۸ لاکھ میل ہے اور یہ زمین سے ۵۰۰ گنا بڑا ہے۔ یہ ستارہ ایک بُرج کو ایک سال میں طے کرتا ہے۔ اس کے مؤکل کا نام سمکائیل ہے۔ یہ جمعرات کے دن کا حاکم ہے۔

زہرہ یہ ستارہ بھی دو برجوں ثور اور میزان کا مالک ہے یہ تیسرے آسمان سے متعلق ہے۔ اس کا قطر ۷ ہزار ۸ سو میل ہے۔ یہ تقریباً کرۂ زمین کے برابر ہے یہ زمین سے ۶ کروڑ ۲۰ لاکھ میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ ہر بُرج کو ۲۵ دنوں میں طے کرتا ہے۔ اس کے مؤکل کا نام سہد بائیل ہے۔ یہ جمعہ کے دن کا حاکم ہے۔

زحل یہ ستارہ بھی دو بُرجوں جدی اور دلو کا مالک ہے۔ اس کا تعلق ساتویں آسمان سے ہے۔ یہ زمین سے ۷۴۴ گنا بڑا ہے اس کا قطر ۷۹ ہزار میل ہے یہ سورج سے ۸۰ کروڑ ۲۵ لاکھ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کی رفتار فی سکنڈ ۵۹۶ میل ہے۔ یہ ایک بُرج کو ۳۰ ماہ میں طے کرتا ہے اور ۱۲ بُرجوں کا سفر ۲۹ سال میں طے کرتا ہے۔ اس کے مؤکل کا نام عزرائیل ہے اور یہ ہفتے کے دن کا مالک ہے۔ یہ ستارہ ہمیشہ الٹا چلتا ہے۔

(باقی آئندہ)

قسط ۴

جانوروں کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر

تلخیص و انتخاب
حسن الہاشمی
فاضل دارالعلوم دیوبند

طوطا طوطے کو خواب میں دیکھنے کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اگر کسی نے خواب میں طوطے کو کسی درخت پر بیٹھے دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ کسی دھوکے باز اور چالاک انسان سے سابقہ پیش آنے والا ہے۔

اگر دیکھا کہ طوطا درخت پر بیٹھا تھا پھر اڑ گیا۔ تو تعبیر ہوگی کہ دھوکے باز دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائیگا۔

اگر طوطے کو پنجرے میں دیکھا تو کسی یتیم سے سابقہ پیش آئے گا۔

بعض معبرین نے فرمایا ہے کہ پنجرے میں بند طوطے کو دیکھنا اس بات کی علامت ہے کہ خاندان میں کسی کی موت ہونے والی ہے اور کچھ بچے یتیم ہونیوالے ہیں۔

عقاب اگر کسی صاحب اقتدار نے خواب میں باز دیکھا تو اس کیلئے اچھی علامت نہیں ہے۔

پس اگر دیکھا کہ باز اڑ گیا اور اس کے ہاتھوں میں صرف پنجے باقی رہ گئے تو تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب اقتدار ہاتھ سے چلا جائے گا۔ اور صرف نام اور شہرت باقی رہ جائیگی۔

اور اگر دیکھا کہ باز اڑ گیا اور ہاتھوں میں اس کے کچھ پر باقی رہ گئے تو تعبیر یہ ہوگی کہ اقتدار عنقریب چلا جائے گا اور کچھ مال و زر باقی رہ جائے گا۔

خواب میں باز کا ذبح کرنا کامیابی کی علامت ہے۔

پس اگر کسی عام آدمی نے دیکھا کہ بہت سے باز ذبح کئے جا رہے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ ظلم کرنیوالے بادشاہ عنقریب یا تو مر جائیں گے یا پھر اقتدار سے محروم ہو جائیں گے اور رعایا کو امن و امان نصیب ہوگا۔

اگر کوئی عام آدمی باز کو اڑتے ہوئے دیکھے تو اس بات کی علامت ہے کہ اس پر خدا کا فضل ہونیوالا ہے۔

اگر حاملہ عورت باز خواب میں دیکھے تو یہ نرینہ اولاد کی طرف اشارہ ہے کہ انشاء اللہ اس کے گھر فرزند تولید ہونے والا ہے۔

کوّا اگر خواب میں کسی نے کوّا دیکھا تو کسی مہمان کے آنے کی علامت ہے۔

اگر کسی نے خواب میں سرخ چونچ کا کوّا دیکھا تو تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب کوئی عیش پرست مہمان آنیوالا ہے اور اس کے آنیکے بعد گھر میں عیش پرستی اور لہو و لعب کا بازار گرم ہوگا۔

اگر خواب میں دیکھا کہ کوّا پر کٹا ہوا ہے تو یہ ولد الزنا کی علامت ہے کہ خدا نخواستہ کسی ولد الزنا سے سابقہ پیش آنے والا ہے یا پھر کسی ولد الزنا کی اپنے گھر یا کسی رشتے دار کے گھر پیدائش ہونے والی ہے۔

اگر خواب میں مرا ہوا کوّا دیکھا تو یہ کسی دوست کی موت کی علامت ہے، کہ عنقریب کسی قریبی دوست کے جلد مرنے کی اطلاع ملنے والی ہے۔

کوّے کو اگر کسی جگہ مرا ہوا لٹکا ہوا خواب میں دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ خواب دیکھنے والا عنقریب کسی گناہ کی سزا میں ماخوذ ہوگا۔

فاختہ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اس نے فاختہ خریدی ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب وہ مالدار ہونے والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں فاختہ کو بذریعہ جال پکڑے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مال حرام اس کے پاس آنے والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں فاختہ کو بولتے ہوئے دیکھے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ کسی بے وفا اور بدزبان عورت یا ملازم سے سابقہ پڑنے والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں فاختہ اڑتی ہوئی دیکھے تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اس کی بیوی اس سے بے وفائی کرنے والی ہے۔

کبوتر خواب میں بالعموم کبوتر کو دیکھنا امین، نامۂ سچے دوست اور باوفا محبوب کے ملنے کی علامت ہے۔ بالخصوص اگر خواب میں سفید کبوتر کو دیکھے تو عنقریب کوئی محبت کرنے والا ساتھی نصیب ہونیوالا ہے۔

اگر کبوتر کو بولتے ہوئے دیکھے تو عنقریب کسی نوحے کی محفل میں شرکت کرنے کی نوبت آنے والی ہے۔

اگر خواب میں کوئی کبوتری نظر آئے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب کوئی باوفا اور محبت کرنے والی عورت ملنے والی ہے۔

اگر کبوتر کسی مریض کے سرہانے بیٹھا خواب میں نظر آئے تو یہ مریض کی موت کی دلیل ہے کہ وہ اسی مرض میں وفات پائے گا۔

اگر خواب میں دیکھے کہ کبوتر کسی مریض کے سرہانے بیٹھا ہے اور پھر اڑ گیا تو یہ صحت ہو جانے اور زندگی کے باقی رہنے کی علامت ہے۔

اگر کوئی شخص خواب میں یہ دیکھے کہ وہ کبوتروں کو دانا ڈال رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب وہ قوم کی قیادت کرے گا۔

اگر کوئی خواب میں یہ دیکھے کہ کوئی کبوتر اڑتا ہوا اس کے پاس آیا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ

عنقریب کوئی پیغام آنے والا ہے۔

اگر کوئی دیکھے کہ کبوتری اڑ کر نظروں سے غائب ہوگئی تو عنقریب وہ اپنی بیوی کو طلاق دے گا یا وہ انتقال کر جائے گی۔

اگر کوئی خواب میں کبوتر پکڑ لے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب اس کو دولت ملنے والی ہے۔

اگر کوئی خواب میں ایسی کبوتری دیکھے جس کی ایک آنکھ خراب ہو تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کی بیوی کے اخلاق و کردار میں کچھ کمی ہے۔

اگر کوئی خواب میں ایک ساتھ بہت سارے کبوتر دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ کثیر العیال ہوگا۔

اگر کوئی خواب میں کبوتر کو زخمی دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب اسے کوئی رنج پہنچنے والا ہے۔

کتا اگر خواب میں کتا نظر آئے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب انسان کسی کے ماتحت زندگی گزارنے پر مجبور ہوگا۔

اگر کتے کو خواب میں بھونکتا ہوا دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا عنقریب بڑے گناہوں کا مرتکب ہوگا۔

اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ کتے نے اس کے کاٹ لیا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ عنقریب اسے دشمنوں سے ایذا پہنچے گی۔

اگر کوئی شکاری کتے کو خواب میں دیکھے تو یہ اچھا ہے یہ مال ملنے کی طرف اشارہ ہے۔

اگر کوئی کتیا کو خواب میں دیکھے تو اگر خواب دیکھنے والا کنوارہ ہے تو تعبیر ہوگی کہ اس کی شادی دشمن قوم کی لڑکی سے ہوگی۔ اور اگر وہ شادی شدہ ہے تو تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے تعلقات دشمن قوم کی لڑکی سے ناجائز طور پر قائم ہوں گے۔

اگر کوئی خواب میں کتیا کا پلا دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ راستے میں کوئی ناجائز بچہ پڑا ہوا ملے گا۔

گرگٹ اگر کوئی شخص خواب میں گرگٹ کو دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ موجودہ حاکم بہرحال اقتدار پر بحال رہے گا وہ رنگ بدلتا رہے گا لیکن کرسی نہیں چھوڑے گا۔

گرگٹ خواب میں دیکھنے سے یہ بھی مراد لیا جاتا ہے کہ عنقریب دین میں کوئی رخنہ پیدا ہونے والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں گرگٹ کو مرا ہوا دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ خواب دیکھنے والے کے گھر میں کسی عزیز کی موت ہونے والی ہے۔

اگر کوئی گرگٹ کو بھاگتا ہوا دیکھے تو یہ فساد اور جھگڑے کی نشاندہی ہے۔

گھوڑا اگر کوئی خواب میں گھوڑا دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب اسے مال و زر ملنے والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کو عزت اور فوقیت کا مقام ملنے والا ہے۔

اگر کوئی خواب میں یہ دیکھے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہے اور گھوڑا بھاگ رہا ہے تو تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والے کے دشمن جو بھی سازش کا جال بنیں گے یہ ان سے نکل جائیگا اور دشمنوں کو اپنی چالوں میں ناکامی ہوگی۔

اگر کوئی خواب میں گھوڑا اڑتے ہوئے دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب وہ کسی فتنے میں مبتلا ہونیوالا ہے۔

اگر کوئی خواب میں خود کو گھوڑے پر سوار اس حال میں دیکھے کہ گھوڑا غلط جگہ پر ہو یعنی زمین کے بجائے کسی چھت پر، کسی ٹیلے پر یا کسی پلنگ یا مسہری پر کھڑا ہو تو اس کی تعبیر میں خیر نہیں ہوگی اور عنقریب خواب دیکھنے والے کو کسی تکلیف اور دکھ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اس گھوڑے پر سوار ہے جو ریس میں لگایا جاتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ خواب دیکھنے والا عنقریب مر جائے گا۔

اگر کوئی حاملہ عورت گھوڑے کو خواب میں دیکھے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب اس کے ایسا فرزند ہوگا جو فنکار بنے گا۔ اور دنیا میں مشہور ہوگا۔

اگر کوئی خواب میں چتکبرا گھوڑا دیکھے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ عنقریب خواب دیکھنے والا بہت مالدار ہو جائے گا۔

اگر کسی نے دیکھا کہ وہ زرد رنگ کے گھوڑے پر سوار ہے تو عنقریب وہ بیمار ہو جائے گا۔

اگر سرخ گھوڑے پر سوار خود کو دیکھا تو عنقریب کوئی غم پیش آنے والا ہوگا۔

اگر کسی نے دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر اس کو بھگانے کیلئے ایڑیاں مار رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب وہ نفسانی خواہشات کا شکار ہو جائے گا۔

اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اب اتر رہا ہے تو وہ کسی عہدے سے جلد ہی معزول ہو جائے گا۔

اگر کسی نے لمبی دم کا گھوڑا خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس کے بہت اولاد ہوگی۔

اگر کسی نے دم کٹا گھوڑا خواب میں دیکھا تو اس بات کی نشانی ہے کہ اس کے اولاد نہیں ہوگی اگر ہوگی تو مر جائے گی۔

اگر کسی نے خود کو ایسے گھوڑے پر سوار دیکھا جس کی لگام نہیں ہے تو عنقریب اس کا تعلق کسی ... عورت سے قائم ہوگا۔

اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ گھوڑے کا گوشت کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ عنقریب وہ نیک نام مشہور ہوگا۔

ایک شخص علامہ ابن سیرینؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایسے گھوڑے پر سوار ہوں جس کی ٹانگیں لوہے کی ہیں اس کی تعبیر کیا ہوگی؟ علامہ ابن سیرینؒ نے جواب دیا عنقریب فوت ہو جائے گا چنانچہ ایک ہفتے کے بعد اس کی وفات ہوگئی۔ (باقی آئندہ)

اندیشہ

ایک عورت دوسری عورت سے، جب وہ گھر کو بنانے کی بات کرتے ہیں تو مجھے ایسا لگتا ہے وہ مجھے طلاق دینے کی سوچ رہے ہیں۔ ••

ڈاکٹر غلام جیلانی

جب اللہ تعالیٰ کو منصف مانتے ہو تو پھر یہ بھی مانو

جب اللہ تعالیٰ کا تخت انصاف وصداقت کے ستونوں پر قائم ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا ہر فیصلہ انصاف پر مبنی ہوگا وہ بدکاروں پہ لعنت، تباہی، بھوک، امراض، وبائیں، روسیاہی اور ذلت مسلط کرے گا، اور نیکوکاروں کو فارغ البالی، خوشحالی، امن وسکون اور رحمت وبرکت کی بشارت دیتا ہوگا۔

مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ مسندِ عدل پر متمکن ہے۔ اس کے سامنے معاملاتِ انسان ہر دم پیش ہو رہے ہیں اور وہ مختلف سزائیں نافذ کر رہا ہے۔ دنیوی عدالتوں اور خدائی عدالتوں میں یہ فرق ہے کہ یہاں فیصلے ہم اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور ان کی نقول بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن خدائی فیصلوں کی نقول نہیں مل سکتیں، اور نہ فیصلہ اپنے کانوں سے سن سکتے ہیں۔ خدائی فیصلے کچھ اس طرح کے ہوتے ہوں گے

۱۔ فلاں بدکار کو دق کی سزا دی جاتی ہے۔
۲۔ فلاں کو تنگ دستی میں مبتلا کیا جاتا ہے۔
۳۔ فلاں کے جسم میں کیڑے ڈال دو۔
۴۔ فلاں کو بے اولاد کر دو۔
۵۔ فلاں کو ضعف جگر کی سزا دو۔
۶۔ فلاں کو موٹر کے حادثے میں پیس ڈالو۔
۷۔ فلاں کی لاتیں توڑ دو
۸۔ فلاں سے آنکھیں چھین لو۔
۹۔ اسے جھگڑالو بیوی دو

وغیرہ وغیرہ

اور نکوکار کے لیے اس قسم کے احکام نکلتے ہوں گے۔

۱۔ اس کی روزی فراخ کر دو۔
۲۔ اس کے منصب وعزت میں اضافہ کر دو
۳۔ اسے قابل اولاد دو۔
۴۔ اسے بیماریوں سے بچاؤ۔
۵۔ اسے حسین مطیع اور دانش مند بیوی دو۔
۶۔ بحیثیت ادیب وفلسفی اس کی شہرت میں چار چاند لگا دو۔
۷۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دو۔
۸۔ اسے اتاترک یا قائد اعظم بنا دو۔
۹۔ اس میں علم ومطالعہ کا شوق بھر دو۔

وغیرہ وغیرہ۔

یہ صرف میرا قیاس ہی نہیں، بلکہ مجھے یقین ہے کہ خدائی فیصلوں کی نوعیت یہی ہوتی ہے۔ اس معاملے پر خود اللہ تعالیٰ کی شہادت ملاحظہ فرمائیے:۔

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ
مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ۔

(القلم)

کیا ہم نیکوں اور بروں سے ایک جیسا سلوک کرتے ہیں؟ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

مدیر طلسماتی دنیا کا اس مضمون سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے

جن نے تو خوبصورت لڑکیوں پر عاشق ہو جاتے ہیں کیا جنّہ بھی کسی مرد کی محبت میں مبتلا ہو سکتی ہے؟ ـــــ ایک شخص کی عجیب وغریب پُراسرار روداد جو ایک جنّہ کا محبوب تھا۔

چشمِ طوفان

دانش دیروی

میرا نام شیر محمد ہے۔ بروہی بلوچ ہوں اور کراچی کے قدیم علاقے لیاری میں پیدا ہوا تھا۔ وہیں پلا بڑھا۔ لیکن اب کراچی کے ایک خوش پوش علاقے میں رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سکون کے سوا سب کچھ دے رکھا ہے۔ ممکن ہے، یہ میرا وہم ہو۔ لیکن اگر کسی طرح یہ وہم دور ہو جائے تو میں اپنے آپ کو بڑا خوش نصیب سمجھوں گا۔

میرا باپ کیماڑی کے ڈھکے پر مزدور تھا۔ بحری جہازوں سے مال اتارا کرتا تھا۔ اور یہ خواب دیکھتا رہتا تھا کہ اس کا بیٹا یعنی بڑا ہو کر کسی بحری جہاز کا کپتان بن جاؤں، اسی لئے وہ مجھے تعلیم دلواتا رہا۔ اس دن وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا تھا جب میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ڈیک کیڈٹ بنا تھا۔ یہ اس کے خوابوں کی تعبیر کا پہلا مرحلہ تھا۔ اپنے پہلے بحری سفر پر روانہ ہوتے وقت اس نے مجھ سے کہا تھا ـــــ "ارے سن شیرو! میں بس اس وقت تک ڈھکے پر مزدوری کروں گا جب تک تو تھرڈ افسر نہیں بن جاتا، ورنہ لوگ کہیں گے کہ بیٹا افسر بن گیا ہے مگر باپ اب تلک مزدوری کر رہا ہے۔"

میں نے سینہ پھلاتے ہوئے جواب دیا تھا۔ "پھر تم کو مزدوری کرنے ہی کون دے گا ابا۔؟"

"اچھا سن!" وہ بولا تھا۔ "جہاز پر روز تلاوت کرنا اور آیت الکرسی پڑھنا مت بھولنا۔"

کیوں ابا؟ کیا سمندر میں بھی مسان روڈ والا سرکٹا یا گھوڑا گاڑی والا انگریز بھوت ملیں گے؟ میں نے مزاحیہ انداز میں پوچھا تھا۔

"ارے بابا یہ جن لوگ بھی خدا کا مخلوق ہے اور خدا کا مخلوق کدر نہیں ہوتا۔؟"

اس وقت تو میں نے اپنے باپ کی اس بات کو زیادہ اہمیت نہیں نہیں دی تھی۔ لیکن ذاتی تجربے نے مجھے اس بات کا قائل کر دیا ہے اور یہ ذاتی تجربہ ہی میری الجھن کا باعث بن گیا ہے۔ لیکن اسے بیان کرنے سے پہلے آپ کو مسان روڈ کے سرکٹے اور گھوڑے گاڑی والے بھوت کے بارے میں بتاتا چلوں تو شاید آپ میری سرگزشت کو جھوٹا نہ سمجھیں۔

کراچی کے اس علاقے میں جہاں اب آگرہ تاج کالونی اور بہار کالونی آباد ہے، مسان روڈ کے نام سے ایک سڑک ہوا کرتی تھی۔ اس سڑک پر ہندوؤں کا ایک شمشان ہوا کرتا تھا جہاں وہ اپنے مُردے جلایا کرتے تھے لوگ کہتے تھے کہ اندھیری راتوں میں ایک سرکٹا بھوت اس سڑک پر گھومتا رہتا ہے اور کسی اکیلے راہ گیر کے سامنے اچانک نمودار ہوتا ہے تو وہ دہشت کے مارے مر جاتا ہے یا اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے میری دادی اکثر میرے باپ کو تاکید کرتی تھی کہ وہ رات کو ڈھکے سے واپس آتے وقت مسان روڈ کی بجائے چاکی واڑا والے راستے سے آیا کرے۔

گھوڑے گاڑی والے انگریز بھوت کا قصہ یوں ہے کہ اس زمانے میں ٹیکسیاں یا موٹر رکشے نہیں ہوتے تھے۔ کیماڑی تک صرف ٹرام یا ایک دو بسیں جایا کرتی تھیں۔ البتہ گھوڑا گاڑیاں (وکٹوریہ) عام تھیں۔ جب بھی کوئی جہاز ڈھکے پر لگتا، اس کا عملہ یا مسافر وکٹوریہ میں سوار ہو کر شہر آتے یا سیر کرتے، وکٹوریہ ان کی دلپسند سواری تھی اسی لئے کیماڑی کے ڈھکے پر رات کو بھی گھوڑا گاڑیاں مل جاتی تھیں اور انہیں چلانے والے جہازوں کے عملے یا مسافروں سے منہ مانگا کرایہ وصول کرتے تھے۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا تھا کہ رات کے وقت ایک انگریز کسی وکٹوریہ کو روکتا اور اس پر سوار ہو جاتا۔ وکٹوریہ والا کہتا ـــــ "صاحب! اتنا روپیا لے گا۔" انگریز اس بات میں سر ہلا دیتا اور سنسان سڑکوں پر خوب سیر کرتا۔ جب وکٹوریہ اس مقام پر واپس آتی جہاں سے وہ سوار ہوا تھا

"مگر سارا سامان اور بنگلہ چوکیدار پر کیسے چھوڑ دوں دادی۔؟"

"تو جان اور تیرا کام۔ میں نے کہہ دیا کہ یہاں نہیں رہوں گی، نہیں رہوں گی۔ ہاں، جب تو شادی کرلیں گا تو آجاؤں گی۔ اب جا کوئی رکشہ کمشا لے آ۔"

چوکیدار دو گھنٹے کی چھٹی لیکر اپنے لئے ضروری سامان خریدنے چلا گیا تھا۔ لہٰذا دادی کے اصرار پر مجھے خود ہی رکشا ٹیکسی کی تلاش میں جانا پڑا۔ وہ علاقہ اتنا غیر آباد تھا کہ ایک گھنٹے تک ادھر اُدھر بھٹکنے کے بعد بھی کوئی رکشا ٹیکسی تو دکھائی نہ دی۔ البتہ اپنا چوکیدار آتا دکھائی دے گیا۔ میں نے یہ فرض اسے سونپا اور خود بنگلے میں واپس آگیا۔ دیکھا، دادی کے سامنے مٹھائی کا ڈبہ کچھ پھل اور کوک کی دو بوتلیں رکھی ہیں۔ میں نے دادی سے پوچھا۔ "یہ چیزیں بھی کہاں سے آگئیں دادی۔؟"

"ایک چھوکری آئی تھی وہ دے گئی ہے۔"

"کیوں؟"

"بولی، آپ نئے نئے آئے ہیں۔ ہم آپ کے پڑوسی ہیں۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ آپ کی خاطر تواضع کریں۔"

"مگر یہاں تو ارد گرد کوئی مکان ہے ہی نہیں، پھر وہ پڑوسن کہاں سے آگئی۔؟"

"ارے یہی میں نے بھی اس سے پوچھا تھا۔ وہ بولی ہم پہاڑی کے پاس رہتے ہیں۔"

"پہاڑی تو کم از کم دو فرلانگ دور ہے۔ اسے کیسے پتہ چل گیا کہ تم آگئے؟"

"یہ بھی میں نے پوچھا تھا۔ بولی، ہم نے دور سے آپ کو دیکھ لیا تھا۔"

"دادی! چھوکری کیسی تھی؟" میں نے شرارتاً پوچھا۔

"خوبصورت تھی، مگر تم کیوں پوچھتا پڑا ہے رے؟"

"ارے دادی! ہمارا مطلب یہ تھا کہ اس نے کیسے کپڑے پہن رکھے تھے۔ پہاڑی کے پاس جھگیوں میں تو غریب اور مزدور رہتے ہیں۔"

اس کے کپڑے صاف ستھرے تھے۔ سر پر ریشمی دوپٹہ تھا۔ باتیں بھی اچھی کرتی تھی۔ بولی، آپ کا خدمت کرکے میرے کو بہوت خوشی ہوگی۔"

"بس تو پھر اب واپس جانے کی کیا ضرورت ہے دادی! یہیں رہ جاؤ۔"

"ارے نئیں بابا! تو رکشا لایا۔؟"

"چوکیدار لاتا ہی ہوگا۔" میں نے کہا اور مٹھائی کھانے لگا۔

مٹھائی تازہ اور بہت عمدہ تھی۔ میں نے کہا۔ "ارے واہ! مٹھائی تو بہت اچھی ہے۔ لڑکی کا نام کیا تھا دادی؟"

نام تو میں نے پوچھا ہی نہیں، مگر تو اس کا نام کیوں پوچھتا پڑا ہے رے؟"

"اس کا شکریہ ادا کرنے کیلئے۔"

اتنے میں چوکیدار ٹیکسی لے آیا تو میں دادی کے ساتھ لیاری واپس آگیا۔

میں نے پڑوس کے ایک بڑے میاں کو راضی کر لیا کہ وہ بھی چوکیدار کے ساتھ بنگلے پر رہا کرے۔ بڑے میاں کی بیوی مر چکی تھی اور اپنے بیٹوں سے اس کی نہیں بنی تھی۔ وہ خرچے پانی سے بھی تنگ رہتا تھا۔ اس لئے میری پیشکش پر فوراً راضی ہوگیا۔ جب تک بنگلہ خالی تھا، تو مجھے کوئی فکر نہیں تھی۔ مگر اسے ڈیکوریٹ کرنے کے بعد یہ دھڑکا ستا رہا تھا کہ اگر چوکیدار ہی قیمتی سامان لیکر چمپت ہوگیا تو؟ بس، اسی لئے چوکیدار پر چوکیدار رکھنا پڑا تھا۔

شام کو میں نے دادی سے کہا کہ رات کو میں بنگلے پر رہوں گا اور بڑے میاں کو لیکر بنگلے پر آگیا۔ آگے چل کر مجھے کپتان کا امتحان دینا تھا، اس لئے میں کمرے میں جاکر مطالعہ کرنے لگا۔

رات کو نو بجے خیال آیا کہ کھانے کا تو کوئی بندوبست کیا ہی نہیں تھا اس سوچ میں تھا کہ کیا کروں؟ اتنے میں چوکیدار ایک ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوا جو سرپوش سے ڈھکا ہوا تھا۔ میں نے کہا ———— "ارے واہ! تم نے اچھا کیا جو کھانا پکا لیا۔ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا تھا۔"

کھانا میں نے نہیں پکایا صاحب! یہ تو کوئی پڑوسنی دے گیا ہے۔" اس نے بتایا۔

"پڑوسی یا خوبصورت سی پڑوسن؟"

"نہیں صاحب جی! ایک لڑکا تھا۔" اس نے یہ کہہ کر ٹرے سینٹر ٹیبل پر رکھ دیا۔

میں نے سرپوش اٹھا کر دیکھا۔ چار چکن تکے، کباب اور پراٹھے تھے۔ میں نے دو تکے، کچھ کباب اور ایک پراٹھا رکھ کر باقی چوکیدار کو دے دیا۔ اور کہا۔ "یہ تم لوگ کھالو۔"

ہم نے تو دال روٹی کھالی ہے صاحب، آپ اور لے لو۔"

نہیں نہیں میرے لئے یہی بہت ہے، جاؤ۔"

کھانا کھا کر میں نے بے خیالی میں خود کلامی کی۔ پڑوسی تو بہت اچھے ہیں مگر ان کا شکریہ کیسے ادا کیا جائے؟ خیر کبھی ملاقات ہوگی تو شکریہ ادا کردوں گا۔

اس خود کلامی کے ساتھ ہی یاد آیا کہ مجھے ایک دوست کا بھی شکریہ ادا کرنا تھا جس نے کچھ کتابیں بھجوائی تھیں۔ میں نے اس کا نمبر ڈائل کرنا چاہا تو پتہ چلا کہ فون ابھی تک ڈیڈ پڑا ہے۔ حالانکہ میں نے کل اور آج صبح بھی شکایت درج کرائی تھی۔ میں نے ریسیور رکھ دیا۔ ریسیور رکھتے ہی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے جلدی سے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو! کون؟"

جواب میں ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ السّلام علیکم! پہلے سلام کیا کرتے ہیں۔"

"جی ہاں، السّلام علیکم!"

"وعلیکم السّلام!"

"میرا خیال ہے، آپ کو رانگ نمبر لگ گیا ہے۔"

"جی نہیں۔ میں نے آپ ہی کو فون کیا ہے۔"

"مگر میں تو آپ کو نہیں جانتا۔" میں نے قدرے حیرت سے کہا۔

"لیکن میں تو آپ کو جانتی ہوں۔ آپ شیر محمد ہیں ناں۔؟" ساتھ ہی ہلکی سی ہنسی کی آواز بھی سنائی دی۔

"مگر آپ کون ہیں؟ میری حیرت بڑھ گئی۔

"اللہ کی مخلوق میں سے ایک۔"

"کوئی نام تو ہوگا ناں؟" میں نے کہا۔

"نام! ہاں نام بھی ہے۔ شاید آپ کو اچھا نہ لگے۔"

"آپ بتائیے تو سہی۔"

"حبیبہ، کیسا لگا آپ کو؟" اس نے پوچھا۔

"بہت اچھا! آپ وہی تو نہیں جو آج میری دادی سے ملی تھیں؟

"آپ کا اندازہ درست ہے۔"

"تھوڑی دیر پہلے کھانا بھی آپ نے بھجوایا تھا؟"

"ہاں۔"

"پلیز آئندہ ایسی زحمت نہ کیجئے گا۔ ویسے مٹھائی اور کھانے کا بہت بہت شکریہ!"

"شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ زحمت بھی نہیں تھی۔ آپ نے وہ حدیث سنی ہوگی کہ خود کھانے سے پہلے یہ معلوم کرلو کہ کوئی پڑوسی بھوکا تو نہیں ہے۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں بھوکا ہوں؟" میں نے پوچھا۔

ادھر سے کوئی جواب نہ ملا تو میں نے کہا۔ "بتائیے ناں۔"

"بس میرا اندازہ تھا کہ آپ دو گھنٹے سے پڑھ رہے ہیں تو بھوکے ہونگے۔

میں یہ سن کر حیران رہ گیا۔ میں نے کہا۔ "آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں دو گھنٹے سے مطالعہ کر رہا ہوں۔؟"

وہ ہنسی ———— "اسے میری فطری صلاحیت سمجھ لیجئے۔"

"لیکن..... لیکن..... اچھا یہ بتائیے، آپ پہاڑی کے قریب کچے مکانوں اور جھگیوں کے آس پاس رہتی ہیں ناں۔؟"

"ہاں، میں نے آپ کی دادی کو بتایا تو تھا۔"

"وہاں تو مٹھائی اور چکن تکوں وغیرہ کی دکانیں نہیں ہوسکتیں۔"

"یہ چیزیں کہیں اور سے تو منگوائی جاسکتی ہیں۔"

"اس کی دلیل معقول تھی۔ لیکن میرے لئے حیران کن کہ اس علاقے میں دور دور تک آبادی ہی نہیں تھی۔ مٹھائی اور چکن تکے دور سے منگوائے گئے ہوں گے تو وہ اتنے گرما گرم کیسے تھے؟ اچانک مجھے ایک اور خیال آیا۔ میں نے کہا۔ "آپ کی طرف نہ تو بجلی کی لائن ہے اور نہ ٹیلی فون کی، پھر آپ نے فون کیسے کیا۔؟"

وہ ہنسی۔ "یہ ضروری تو نہیں کہ فون میرے گھر پر ہو۔ میں کہیں اور سے بھی فون کرسکتی ہوں۔"

اس کا یہ جواب بھی معقول تھا۔ میں کچھ پزل سا ہوکر رہ گیا اور کچھ بھی نہ کہہ سکا۔

آپ مجھ سے بات کرتے ہوئے بور ہوگئے ہیں کیا۔؟" اس نے پوچھا۔

"نہ۔ نہیں تو۔"

"ایک بات پوچھوں آپ سے۔؟"

"پوچھیے۔"

"گھر تو آپ نے بنالیا، اسے بسائیں گے کب؟" ———— اس کے لہجے میں شرارت آگئی تھی۔

"میں تو اسے بسانا چاہتا تھا۔ مگر دادی یہاں رہنے پر تیار ہی نہیں۔

اس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ "میرے سوال کا مطلب یہ تھا کہ آپ شادی کب کریں گے۔؟"

"اوہ جب کپتان بن جاؤں گا۔"

"اور کپتان کب بنیں گے۔؟"

"اس میں دو سال بھی لگ سکتے ہیں۔"

معاذ بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس بیٹھا تھا، ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میں نے جنگل میں دو بگولے آپس میں لڑتے دیکھے۔ لڑتے رہے اور کچھ دیر بعد جدا ہوگئے۔ میں دونوں کے لڑنے کی جگہ گیا۔ اس مقام پر دو سانپ مرے ہوئے نظر آئے۔ ایک سانپ میں سے مشک کی سی خوشبو آرہی تھی۔ میں حیران ہوکر ان دونوں سانپوں کو الٹنے پلٹنے لگا۔ ان میں سے ایک سانپ بہت پتلا اور زرد رنگ کا تھا۔ مشک کی سی خوشبو اسی سانپ میں سے آرہی تھی۔ میں نے اس سانپ کو کپڑے میں لپیٹ کر زمین میں دفن کردیا ———— اس کام سے فارغ ہوکر میں چل دیا۔ راستے میں آواز آئی۔ "اے اللہ کے بندے! تو نے بہت اچھا کام کیا۔ یہ دو سانپ ان جنات میں سے تھے جو بنی شیعبان اور بنی قیس میں سے ہیں۔ ان دونوں کی آپس میں لڑائی ہوئی تھی جس سانپ کو تم نے کفن دے کر دفن کیا تھا، وہ شہید تھا اور ان جنات میں سے تھا جنہوں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے وحی سنی تھی۔ (جنات کے پُراسرار حالات)

"ہوں"! اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اچھا اب اجازت دیجئے میں نے آپ کا کافی وقت ضائع کر دیا۔"

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔ کیا آپ کو نیند آرہی ہے؟"

میں لاشعوری طور پر اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں، میری تو نیندیں اڑ چکی ہیں۔"

"کیوں"؟

اس نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے شرارتاً کہا۔ "دادا دی نے بتایا تھا کہ ماشاءاللہ آپ جوان ہیں اور جوانی میں تو بہت گہری نیند آتی ہے۔"

"اور جوانی میں نیند اڑ بھی جایا کرتی ہے۔" اس نے بے ساختہ جواب دیا۔

میں نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "اس صورت میں جب کوئی نیند چرالے۔"

"آپ چرانے کی بات کرتے ہیں، میری پلکوں سے تو نیندیں نوچ لی گئی ہیں۔"

"اوہو! کون ظالم ہے وہ؟" میں نے مزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"آپ" اور اس کے ساتھ ہی فون کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

پہلے تو میں چند لمحوں تک ہونقوں کی طرح بیٹھا رہا، پھر کریڈل پر ہاتھ مارا، ٹیلیفون ڈیڈ ہو گیا تھا۔ دو روز خراب رہنے کے بعد ذرا سی دیر کو ٹھیک ہوا تھا اور پھر خراب ہو گیا تھا۔ مجھے ٹیلیفون کے محکمے پر بڑا غصہ آیا۔ میں نے طے کر لیا کہ کل اس محکمے کے کسی بڑے افسر سے بات کروں گا۔

نہا دھو کر لیاری والے گھر جانا ہی چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے لپک کر ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف حبیبہ تھی۔ میرے "ہیلو" کہنے پر بولی۔ السلام علیکم! آپ نے پھر سلام نہیں کیا۔"

"اوہ سوری۔ السلام علیکم۔ اور وعلیکم السّلام!"

"آپ جا کہاں رہے ہیں؟ ناشتہ تو کر لیجئے۔" اس نے کہا۔

"پلیز اب یہ زحمت نہ کیجئے۔" میرے لہجے میں حیرت تھی کہ اسے میرے جانے کا علم کیسے ہوا۔

"مگر اب تو میں زحمت کر چکی۔"

عین اسی وقت چوکیدار ناشتے کی ٹرے اٹھائے اندر آیا اور بولا۔

"صاب جی! آپ کے دوست حبیب صاحب نے ناشتہ بھیجا ہے۔"

میں نے چوکیدار سے کہا۔ "یہ میز پر رکھ دو۔" پھر ماؤتھ پیس میں بولا۔ "شکریہ حبیب صاحب۔"

دوسری طرف سے قہقہے کی آواز سنائی دی، پھر کہا گیا۔ "مجبوراً حبیبہ سے حبیب بننا پڑا۔ ورنہ آپ کے چوکیدار شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جاتے اور ہاں یہ تو بتائیے کہ ایک چوکیدار کیا کم تھا جو آپ نے دوسرا بھی رکھ لیا۔

"پھر اگھر ہے، اگر چوکیدار ہی سامان لے بھاگتا تو؟ بس اسی لئے دوسرا رکھ لیا۔؟"

"آپ فکر نہ کیجئے۔ آپ کا گھر ہماری نگاہوں میں رہتا ہے۔ کوئی چوری چکاری نہیں کر سکتا۔"

"اس نگہبانی کے لئے بھی آپ کا شکریہ، مگر پہلے اپنا پورا تعارف تو کرا دیجئے۔" میرے لہجے میں اشتیاق شامل تھا۔

"کیا جاننا چاہتے ہیں آپ میرے متعلق؟ کیا اتنا جان لینا کافی نہیں کہ میں ایک لڑکی ہوں اور آپ ...... ارے ہاں، شاید آپ مجھے دیکھنا چاہتے ہوں گے، ہے ناں؟"

"ہاں دیکھنا بھی چاہتا ہوں اور ..... اور ....." اس سے میں کچھ نہ کہہ سکا۔

"آپ کی دادی مجھے دیکھ چکی ہیں، میری شکل و صورت کے بارے میں ان سے پوچھ لیجئے۔"

"شنیدہ کے بود مانند دیدہ! میرا مطلب ہے کہ دیکھنے اور سننے میں فرق ہوتا ہے۔"

"مگر مجھے آپ کے سامنے آتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔" وہ برملا بولی۔

"کیوں۔؟"

"اگر میں آپ کو اچھی نہ لگی تو؟"

"بہت سے خدشے بے بنیاد بھی ہوتے ہیں۔"

"خیر اس موضوع پر پھر بات کریں گے۔ اس وقت ناشتہ کر لیجئے۔ خدا حافظ!" یہ کہہ کر اس نے فون کا سلسلہ منقطع کر دیا اور فون پھر ڈیڈ ہو گیا یہ بھی طرفہ تماشا تھا۔

میں ناشتہ کرنے کے بعد سیدھا ٹیلیفون ایکسچینج گیا اور ڈویژنل انجینئر سے ملا تو اس نے بتایا کہ کیبل فالٹ کی وجہ کل لائن کھودی گئی ہے آج شام تک فون ٹھیک ہو جائے گا۔

"کیا لائن کل سے کھدی ہوئی ہے؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں، آپ کو یقین نہیں آتا تو خود جا کر دیکھ لیجئے اس علاقے کے سارے فون بند پڑے ہیں، صرف آپ ہی کا فون خراب نہیں۔"

میں چپ چاپ وہاں سے چلا آیا۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی تھی کہ اگر اس علاقے کے سارے فون کیبل فالٹ کی وجہ سے خراب ہیں تو پھر حبیبہ نے کل رات اور آج صبح کیسے فون کیا تھا؟ اس وقت فون کیسے ٹھیک ہو گیا تھا؟ میں نے ایک فون سپروائزر سے پوچھا تو اس نے کہا۔ "یہ ناممکن ہے جناب ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔"

اب حبیبہ کی شخصیت مجھے غیر فطری اور پراسرار سی محسوس ہونے لگی آج

صبح فون پر سلام کے بعد اس نے کہا تھا ۔۔۔۔ "آپ جا کہاں رہے ہیں، ناشتہ تو کر لیجئے۔" یہ بات اس نے یوں کہی تھی جیسے وہ خود وہاں موجود ہو یا کہیں سے مجھے دیکھ رہی ہو۔ لیکن کھڑکیوں پر دبیز پردے پڑے ہوئے تھے اور وہ خود بھی وہاں موجود نہیں تھی۔ میری سمجھ میں نہ آسکا کہ آخر یہ ماجرا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کیلئے میری دلچسپی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ میرا جی چاہتا تھا کہ اس سے ڈھیروں باتیں کروں اور اسے دیکھوں بھی کہ وہ کیسی ہے؟

میں لیاری والے گھر پہنچا تو دادی نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔

"ارے شیرو! تم اتنا پریشان کیوں دکھتا ہے؟"

"میں پریشان تو نہیں دادی! بس رات کو دیر تک پڑھتا رہا تھا اس لئے نیند پوری نہیں ہو سکی۔"

"اتنا جیاتی نئیں پڑھا کر بچہ! دماغ پر خشکی چڑھ جائیں گا۔؟"

"اچھا دادی!" اتنا کہہ کر میں اپنا کچھ سامان سمیٹنے لگا۔ کیونکہ اب میں زیادہ تر وقت بنگلے پر گزارنا چاہتا تھا۔

"ارے کیا پھر جہاز پر جانے والا ہے؟" دادی نے سوٹ کیس پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں دادی! اب میں بنگلے پر رہا کروں گا، مگر روزانہ تم سے ملنے ضرور آؤں گا۔"

"ابی تم اتنا بڑا آدمی ہو گیا ہے کہ ادھر تیرے کو رہنا اچھا نہیں لگتا؟"

"یہ بات نہیں دادی! مجھے امتحان کی تیاری کرنا ہے۔ بس یہ آخری امتحان ہے پھر میں کپتان بن جاؤں گا۔" یہ کہتے ہوئے میرے ہاتھ سے ان تصویروں کا لفافہ چھوٹ گیا جو ابھی میں نے البم میں نہیں لگائی تھیں تصویریں لفافے سے نکل کر بکھر گئیں تو میں انہیں جمع کرنے لگا۔

"ارے پتہ نئیں تیرا امتحان کب ختم ہوئیں گا اور کب تیری شادی ہوئیں گا۔ کدر ایسا نئیں ہووے کہ میں بی تیرے بچے کھلانے کی حسرت قبر میں لے جاؤں؟"

"ایسا نہ کہو دادی! بس اب تھوڑا ٹیم باقی رہ گیا ہے۔"

اتنے میں میرے ہاتھ میں چنگ مائی کی اس رقاصہ کی تصویریں آگئیں جو میں نے خاص طور پر اس سے ریکویسٹ کر کے بنائی تھیں۔ میرا جہاز جب کبھی تھائی لینڈ کے ساحل پر لنگر انداز ہوتا۔ میں چنگ مائی ضرور جاتا جو وہاں کا پہاڑی اور صحت افزا مقام ہے۔ وہاں کی لڑکیاں عام تھائی لڑکیوں سے بہت زیادہ خوبصورت ہوتی ہیں اور ان کے خدوخال ہمارے ہاں کی لڑکیوں سے کافی مشابہت رکھتے ہیں۔ اس رقاصہ کی مسکراہٹ "مونا لیزا" کی مسکراہٹ ایسی لگی تھی اس لئے میں نے اس کی دو تصویریں بنائی تھیں۔ میں نے وہی بڑی تصویریں دادی کو دکھاتے ہوئے کہا۔ "میں اس لڑکی سے شادی کر لوں دادی؟"

دادی تصویریں غور سے دیکھتے ہوئے بولی۔ "لڑکی تو خوبصورت ہے مگر ہے کون؟"

"تھائی لینڈ کی ہے۔ مونیکا دیوی نام ہے اس کا۔"

"ارے یہ ہندو ہے؟"

"ہندو ہی سمجھو، ویسے ہے بدھ مذہب کی۔"

"ارے خبردار جو تو نے کسی غیر مذہب والی لڑکی سے شادی کی۔ تیرا باپ بھی ہمیشہ تیرے سے یہی بولتا تھا۔"

"مگر دیکھو تو دادی! یہ کتنی خوبصورت ہے۔"

"ارے ہمارے بلوچوں میں اس سے بھی زیادہ خوبصورت لڑکیاں ہوتی ہیں۔ میں تیرے لئے اس سے بھی زیادہ خوبصورت لڑکی لاؤں گی۔"

"اچھا دادی! یہ تو بتاؤ کہ کل جو لڑکی مٹھائی لائی تھی اس نے اپنے بارے میں کچھ بتایا تھا۔ وہ کون ہے، اس کا باپ کیا کرتا ہے۔؟"

"بولتی تھی کہ اس کے ماں باپ کسی دوسرے ملک میں رہتے ہیں، وہ ادھر اپنی خالہ کے پاس آئی ہوئی ہے مگر تو بار بار اس کی بات کیوں کرتا ہے؟"

"کل رات بھی اس نے کھانا بھجوا دیا تھا اور آج صبح ناشتہ بھی۔ میں اس کے باپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔"

"ابی وہ کچھ بھیجے تو واپس کر دینا۔ مجھے تو بڑی چالاک لگتی ہے وہ کہیں تیرے اوپر ڈورے نہ ڈال دے۔"

میں دادی کو کیا بتاتا کہ وہ تو مجھ پر ڈورے ڈال چکی ہے۔ ابھی تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دیکھنے کے بعد خود ہی لٹو ہو جاؤں۔ مگر اس کے ساتھ ہی مجھے اس کی وہ ساری باتیں بھی یاد آگئیں جنہوں نے مجھے حیرت میں ڈال رکھا تھا۔

سہ پہر کو میں بنگلے پر واپس آیا اور ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ میں یہ سمجھ کر کہ حبیبہ کا فون ہو گا، لپکا اور ریسیور اٹھاتے ہوئے بولا۔ "ہیلو السلام علیکم!"

دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔ "میں ٹیلی فون ایکسچینج سے بول رہا ہوں۔ آپ کا فون ٹھیک ہو گیا ہے؟"

"جی ہاں بڑی مہربانی۔" یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا۔ سوٹ کیس سے البم اور تصویریں نکالیں کہ انہیں لگا دوں مگر اتنے میں پھر فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا کہ اب کے ضرور حبیبہ ہو گی۔ لیکن یہ کال اس دوست کی تھی جس نے کل کتابیں بھجوائی تھیں اور جس کا میں شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا کہ میں فوراً اس کے پاس پہنچ جاؤں۔ وہ اپنی محبوبہ سے میری ملاقات کرانا چاہتا ہے۔

حبیبہ کے اظہار محبت نے کل رات سے میرے دل میں بھی ہلچل سی مچا رکھی تھی اور میں محبت کے میدان میں بالکل اناڑی تھا، لہٰذا دوسروں کی

محبت کا مشاہدہ کرنیکے لئے سب کچھ ویسا ہی چھوڑ کر دوست کے ہاں چلا گیا رات کو جب واپس آیا تو میرا جی چاہ رہا تھا کہ حبیبہ بھی میرے دوست کی محبوبہ کی طرح میرے سامنے بیٹھی کبھی شرمائے کبھی مسکرائے، کبھی میٹھی میٹھی نگاہوں سے دیکھے۔ اور مصنوعی غصے کا اظہار کرے۔

میں نے چوکیدار اور بڑے میاں شنے سے پوچھا۔ "میرے لئے کوئی فون تو نہیں آیا تھا۔؟"

"نہیں صاحب جی!" چوکیدار نے بتایا تو میرا دل بجھ گیا۔

میں ڈرائنگ روم میں آیا اور تصویریں البم میں لگانا چاہیں تو یہ جانکر حیران رہ گیا کہ تھائی رقاصہ کی ایک تصویر غائب ہے۔ وہ فل سائز کی تصویر تھی چھوٹی ہوتی تو اس کے گر پڑنے کا امکان ہوتا، پھر مجھے اچھی طرح یاد تھا کہ سب سے پہلے میں وہی تصویر البم میں لگانا چاہتا تھا۔ میں نے پورے ڈرائنگ روم میں اسے تلاش کیا۔ مگر وہ نہ ملی۔ تھک ہار کر میں نے سوچا کہ دوسرا پرنٹ بنوا لونگا چنانچہ البم کا ایک صفحہ چھوڑ کر دوسرے پر دوسری تصویر لگانا ہی چاہتا تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے غصے سے تصویر رکھدی اور ریسیور اٹھا کر روکھے لہجے میں بولا۔ "ہیلو! شیر اسپیکنگ۔"

دوسری طرف سے حبیبہ کی آواز آئی: "السّلام علیکم شیر صاحب! آج آپ دھاڑ کیوں رہے ہیں۔ کس پر غصہ آرہا ہے شیر کو؟"

"اپنے آپ پر" میں نے لہجے میں ملائمت پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "سلام کرنا بھی بھول گیا تھا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ——— دیگر احوال یہ ہے کہ آج آپ نے فون کیوں نہیں کیا۔؟"

"آپ گھر پر تھے ہی کب؟ عصر سے پہلے آئے تو چند منٹوں بعد چلے گئے۔ اور ابھی چند منٹ پہلے واپس آئے ہیں۔"

"کیا آپ میری جاسوسی کرتی رہتی ہیں۔؟"

"نہیں تو۔"

"پھر آپ کو یہ کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ میں گھر پر نہیں تھا، بھوکا ہوں، باہر جانے والا ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔"

"یہ ساری باتیں وقت آنے پر آپ کو خود بخود معلوم ہو جائیں گی۔"

"یہ وقت کب آئے گا۔؟" میں نے پوچھا۔

"جب آپ کا دل میرے لئے وہی کچھ محسوس کرے گا جو میرا دل آپ کیلئے محسوس کرتا ہے۔"

"آپ کا دل میرے لئے کیا محسوس کرتا ہے؟" میں نے پھر سوال کیا۔

"بتا تو دیا تھا کل رات آپ کو۔" وہ بولی۔

میں اپنے دوست اور اس کی محبوبہ کی دلچسپ باتوں میں الجھا ہوا تھا اس لئے بولا۔ "مجھے تو یاد نہیں کیا بتایا تھا آپنے؟"

پوچھا گیا۔ "یہ تجاہل عارفانہ ہے یا سادگی؟"

میں نے کہا۔ "سادگی۔"

اس پر بے ساختہ یہ مصرع آیا: "اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا!"

میں ہنس پڑا اور بولا ——— "جی تو چاہتا ہے کہ آپ کی بات پر یقین کر لیا جائے لیکن ......"

"لیکن کیا؟"

"میں کوئی گلفام تو نہیں کہ کوئی مجھ سے عشق فرمانے لگے۔"

"کیا کمی ہے آپ میں؟ کھلتا ہوا رنگ، یونانی خدوخال اور قد آور، سفید پینٹ اور سیاہ شرٹ میں تو آپ بڑے ہینڈسم اور اسمارٹ لگتے ہیں۔"

شاید اب تک آپ مجھے لیاری کے ان بلوچوں میں سے ایک سمجھتے رہے ہوں جو مکرانی کہلاتے ہیں۔ میرا دادا اسی کے ایک بروہی قبیلے سے تعلق رکھتا میری دادی لسبیلہ کے ایک بلوچ خاندان کی فرد ہے۔ میری ماں جیکب آباد کے ایک بلوچ خاندان کی فرد تھی۔ میرا باپ خاصا خوش شکل تھا اس لئے میں شکل وصورت سے ہیرو نہیں تو سائڈ ہیرو ضرور لگتا تھا اور حبیبہ نے میری تعریف میں مبالغے سے کام نہیں لیا تھا۔

میں نے کہا۔ "جھوٹی تعریف عورتوں کو ہی نہیں، مردوں کو بھی اچھی لگتی ہے۔ میں آپ کی یہ بات مانے لیتا ہوں کہ ہینڈسم اور اسمارٹ ہوں۔ لیکن آپکی تعریف آپ کو دیکھے بغیر نہیں کروں گا۔"

وہ ہنسی۔ "تو اس بہانے آپ مجھے دیکھنا چاہتے ہیں۔؟"

"اگر آپ کو اعتراض نہ ہو تو۔"

"آپ مرجانے کا حکم بھی دیں تو مجھے اعتراض نہیں ہوگا۔ فرمایئے کب آجاؤں۔؟"

میرا جی تو چاہتا تھا کہدوں ابھی آجایئے۔ لیکن میں نے کہا۔ "جب جی چاہے، مگر پہلے سے بتا دیجئے گا۔"

"تو پھر میں کل اسی وقت آجاؤں گی۔ بنگلے کا عقبی دروازہ کھلا رکھیئے گا لیکن اس پر میرا انتظار نہ کیجئے گا۔"

"کیوں؟ آپ مجھے خیر مقدم کی خوشی سے کیوں محروم کرنا چاہتی ہیں۔؟"

"آپ ہی کی بدنامی کے خوف سے۔ میرا کیا ہے۔ میں سامنے والے گیٹ سے بھی آسکتی ہوں۔ لیکن چوکیدار آپ کے بارے میں غلط سلط باتیں سوچنے لگیں گے۔ میں عقبی گیٹ سے برآمدے میں آکر ڈرائنگ روم کے دروازے پر دستک دوں گی تو دروازہ کھول دیجئے گا۔"

میں یہ تفصیل سن کر حیران رہ گیا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ ڈرائنگ روم کا ایک دروازہ برآمدے میں بھی کھلتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ "میرے گھر کا نقشہ کس نے دکھایا آپ کو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی: "میں نے آپ کا گھر نہ دیکھا ہے، پھر بھی کے راستے میں جو ٹیلا ہے اس پر سے بھی میں سب کچھ دیکھتی رہی ہوں۔ اچھا اب چلی۔

کل رات ملاقات ہوگی۔" یہ کہہ کر اس نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس وقت میرے دل کی عجیب حالت تھی۔ اس کی دھڑکنیں بار بار بے ترتیب ہو جاتی تھیں۔ اس لئے نہیں کہ میں کوئی پارسا نوجوان تھا۔ اور زندگی میں پہلی مرتبہ کسی لڑکی سے ملاقات ہونے والی تھی۔ مغربی ممالک میں جہازیوں کو لڑکیاں سگریٹ کی طرح ہر بندرگاہ پر دستیاب ہو جاتی تھیں۔ پشینہ کلبوں میں بھی اکثر ان سے پالا پڑتا رہا ہے۔ میری یہ کیفیت تو اس لئے تھی کہ حبیبہ نے اظہار محبت کرکے میرے جذبات محبت کو گدگدا دیا تھا اور یہ اس سلسلے میں میرا پہلا تجربہ تھا۔ دوسرے میں نے اسے دیکھا نہیں تھا۔ دادی نے یہ تو بتا دیا تھا کہ وہ خوبصورت ہے مگر میرے اور دادی کے معیار حسن میں فرق بھی ہو سکتا تھا۔ ایک امکان یہ بھی تھا کہ وہ میرے تصور سے زیادہ حسین نکلے! ان ساری باتوں نے میرے اشتیاق دید کو بھڑکا دیا تھا۔

دل کی اس عجیب کیفیت میں البم میں تصویریں چپکانے لگا۔ تھائی رقاصہ مونیکا کی تصویر پھر میری نگاہوں کا مرکز بن گئی۔ اس کی مونالیزا ایسی مسکراہٹ بڑی جان لیوا تھی۔ اس کا اصل نام تو کچھ اور تھا، مگر وہ چونکہ ایک ڈانس گروپ میں شامل تھی اس لئے اس نے اپنا نام مونیکا رکھ لیا تھا۔ درمیانہ قد اور شاداب جسم والی یہ لڑکی شاید میری تصوراتی لڑکی سے مشابہت رکھتی تھی۔ اس لئے وہ مجھے اچھی لگتی تھی اور جب کبھی میں تھائی لینڈ جاتا تو چنگ مائی جا کر اس سے ضرور ملا کرتا تھا۔

مونیکا کی تصویر دیکھتے دیکھتے میں نے سوچا کہ نہ جانے حبیبہ کیسی ہوگی پھر میں نے البم بند کر دیا اور حبیبہ کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس کی آواز مترنم نہیں تو دلکش ضرور تھی۔ باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ خاصی پڑھی لکھی ہے۔ مگر اس کی کچھ باتیں حیران کن بھی تھیں۔ اگرچہ چند باتوں کی وضاحت کرکے اس نے کسی حد تک مجھے مطمئن کر دیا تھا لیکن یہ ایک بات تو اب تک میری سمجھ میں نہیں آسکی تھی کہ جب ٹیلیفون کی لائن ڈیڈ تھی۔ تو اس کا فون کیسے آجاتا تھا؟ یہ بات میں نے پوچھنا اس لئے مناسب نہیں سمجھی تھی کہ وہ فوراً کہہ دیتی۔ فون کی لائن خراب نہیں تھی۔

رات کو بہت دیر تک مجھے نیند نہ آئی۔ حبیبہ نے تو مجھ پر نیندیں چرانے کا الزام لگایا تھا۔ لیکن خود اس نے بھی میری نیند چرالی تھی۔

دوسرا دن میں نے بڑی بے تابی سے گزارا۔ شام ہوئی تو میں نے سفید پینٹ اور سیاہ شرٹ پہن لی۔ مجھے یہ ٹین ایجرز والی حرکت محسوس ہوئی۔ مگر چونکہ حبیبہ نے کہا تھا کہ میں اس لباس میں ہینڈسم اور اسمارٹ لگتا ہوں، اس لئے میں نے یہی لباس منتخب کیا۔ اب مجھے یہ سوچ کر ہنسی آتی ہے کہ بندہ پیار میں کیسی احمقانہ حرکتیں کرتا ہے۔ اس شام میں نے سو بار آئینے میں اپنا عکس دیکھا ہوگا۔

آج میں نے عقبی سمت برآمدے میں کھلنے والی کھڑکی کا آدھا پردہ ہٹا دیا تھا۔ عقبی گیٹ کو بھی مقفل نہیں کیا تھا اور چوکیدار کو ہدایت کر دی تھی کہ جب تک میں خود اسے نہ بلاؤں وہ مجھے ڈسٹرب نہ کرے۔

چاند کی پچھلی تاریخیں تھیں اس لئے رات اندھیری تھی اور سرد بھی برآمدے کا بلب روشن تھا اور اس کی زرد روشنی میں گیٹ دکھائی دے رہا تھا۔ میری نگاہیں گیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ حبیبہ کے آنے کا وقت ہو چکا تھا۔ مگر وہ نہیں آئی تھی۔ میرے دل میں طرح طرح کے وسوسے ابھرنے لگے کہ وہ آئے گی یا نہیں؟ اس اندھیری رات اور سنسان علاقے میں لڑکی کو سو طرح کے خطرے پیش آسکتے ہیں۔ یا پھر کہیں اس نے مجھے بے وقوف تو نہیں بنایا؟ میں نے وہ رسالہ قالین پر پٹخ دیا جس کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ اور اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔

چند ہی لمحوں بعد دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔ مگر میں نے لپک کر اسے کھول دیا۔ میرے سامنے سیاہ چادر لپیٹے حبیبہ کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ دوپٹے کے نقاب سے چھپا ہوا تھا۔ لیکن آنکھیں نقاب سے آزاد تھیں اور اتنی خوبصورت تھیں وہ آنکھیں کہ حبیبہ کو بلا مبالغہ دنیا کی سب سے خوبصورت آنکھوں والی لڑکی کہا جا سکتا تھا۔ اس کی آنکھوں کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ وہ بے حد چمکدار تھیں، لگتا تھا کہ ہیرے کوٹ کر ان میں بھر دیئے گئے ہوں۔ میں مبہوت سا اس کی آنکھوں کو دیکھتا رہ گیا۔

تو وہ بولی: "السّلام علیکم! کیا آپ مہمانوں کا خیر مقدم اسی طرح کیا کرتے ہیں؟"

میں جیسے ہوش میں آگیا: "وعلیکم السّلام! آپ کی آنکھوں نے مجھے مدہوش سا کر دیا تھا۔ آیئے۔" یہ کہہ کر میں دروازے سے ہٹ گیا۔

وہ اندر آئی تو میں نے دروازہ بند کر دیا۔ اور اس سے کہا: "آپ باہر سے آئی ہیں اور باہر بہت سردی ہوگی۔ ادھر ڈائننگ ٹیبل پر آجایئے، پہلے کافی پی لیں پھر باتیں ہوتی رہیں گی۔"

اسے کافی کی دعوت میں نے اس لئے دی تھی کہ اس کے چہرے سے نقاب ہٹ جائے کیونکہ میں اس کا چہرہ دیکھنے کیلئے بیتاب ہو رہا تھا۔

اس نے چادر اتار کر صوفے کی پشت پر رکھدی اور میرے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر آگئی۔ میں نے تھرماس سے دو مگوں میں کافی انڈیلی اور ایک مگ اٹھا کر اس کی طرف پلٹا تو مجھے حیرت کا اتنا شدید جھٹکا لگا کہ مگ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ حبیبہ چہرے سے نقاب ہٹا چکی تھی۔ میں نے بے ساختہ کہا۔ "تم حبیبہ ہو یا مونیکا؟"

اس نے اپنے یاقوتی لبوں پر وہی مونالیزا اسمائیل بکھیرتے ہوئے کہا۔ "میں تو حبیبہ ہوں اور یہ مونیکا کون ہے۔؟"

"اوہ! آپ ..... آپ تو بالکل مونیکا کی ہم شکل ہیں۔ میں آپ کو اس

کی تصویر دکھاتا ہوں۔"

میں نے لپک کر البم اٹھایا اور مونیکا کی تصویر اس کے سامنے کرتے ہوئے بولا۔ دیکھئے۔"

اس نے تصویر دیکھتے اور مسکراتے ہوئے پوچھا "کیا آپ اس لڑکی سے محبت کرتے ہیں۔؟"

"نہیں مجھے اس لڑکی کی مسکراہٹ اچھی لگتی تھی سو اس کی دو تصویریں بنالی تھیں مگر ایک گم ہوگئی ہے۔"

"کیا آپ کسی اور لڑکی کو چاہتے ہیں؟" حبیبہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہاں۔" میں نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا "مجھے ایک لڑکی سے محبت ہوگئی ہے۔؟"

"کون ہے وہ؟" حبیبہ کے لہجے میں بے تابی تھی۔

"آپ اسے دیکھنا چاہتی ہیں؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔"

"آیئے میرے ساتھ۔"

وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ میں اسے اپنے بیڈروم میں لے آیا۔ اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا کر کے اسے اس کا عکس دکھاتے ہوئے بولا "یہ ہے وہ لڑکی۔"

حبیبہ نے بے اختیار قہقہہ لگایا اور بولی "اسے میں نے بخش دیا، اگر کوئی اور ہوتی تو اس کی خیر نہیں تھی۔"

میں نے حبیبہ سے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ مجھے واقعی پہلی نظر میں ہی اس سے محبت ہوگئی تھی۔ وہ میری تصوراتی آئیڈیل لڑکی مونیکا سے کہیں زیادہ خوبصورت تھی۔ اس کے خدوخال مونیکا سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ لیکن حبیبہ کی آنکھیں اپنے اندر ایک عجیب سا سحر رکھتی تھیں۔ جب وہ دیکھتی تھی تو یوں لگتا تھا جیسے اس کی نگاہیں جسم و دل کے آرپار ہوئی جارہی ہیں۔ مونیکا درمیانے قد کی تھی۔ مگر حبیبہ سروقامت۔ مونیکا کی رنگت زردی مائل سفید تھی اور حبیبہ کی گندمی مگر سیاہ دوپٹے کے ہالے نے اس کے چہرے کو بھی ایسا عجیب حسن عطا کر دیا تھا کہ میری نگاہیں اس سے ہٹنے کو تیار نہیں تھیں۔ اس کا پورا سراپا اتنا دلآویز تھا کہ مجھے اپنے مقدر پر فخر محسوس ہونے لگا۔ اس وقت میں اپنے آپ کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھ رہا تھا۔

اس رات میرے اور حبیبہ کے درمیان بڑے عہد و پیمان ہوئے لیکن حبیبہ یہ بھی کہتی جارہی تھی کہ اگر میں نے عہد شکنی کی تو میرے لئے اچھا نہیں ہوگا۔ میں اسے یقین دلاتا رہا کہ اپنے عہد پر استوار رہوں گا۔ آخر مجھے اس جیسی خوبصورت لڑکی سے عہد شکنی کی ضرورت ہی کیا پڑے گی۔ وہ بولی "کتاب تقدیر کے اسرار

"مجھے ایک شخص نے بتایا کہ اس نے پے در پے چار جنی عورتوں سے نکاح کیا ہے۔ ایک اور شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے ایک جنی عورت سے نکاح کیا ہے تو مجھے اس کی بات پر یقین نہ آیا اور میں نے کہا: یہ کیوں کر ممکن ہے کہ جسم لطیف اور جسم کثیف یکجا جمع ہوسکیں پھر عرصے کے بعد وہ شخص مجھے نظر آیا تو اس کے سر پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ لوگوں کے دریافت کرنے پر اس شخص نے بتایا کہ میرا اپنی جنیہ بیوی سے جھگڑا ہوگیا تھا۔ اس نے میرا سر پھاڑ دیا۔"

(حیاۃ الحیوان، از علامہ دمیریؒ)

کوئی نہیں جانتا شیر محمد! کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حالات انسان کو بدعہدی پر مجبور کر دیتے ہیں، بہرکیف اتنا یاد رکھنا کہ اگر تم نے میرا دل توڑا تو سکھ اور سکون سے تم بھی محروم رہو گے۔"

میں نے اسے اور اس نے مجھے اپنا خاندانی پس منظر بھی بتایا۔ بقول حبیبہ اس کا باپ جہازراں تھا۔ جب وہ چھوٹی سی تھی تو اس کی ماں کا انتقال ہوگیا تھا اس لئے اس کی زندگی کا کافی حصہ اپنے باپ کے ساتھ جہاز پر گزرا ہے۔ مجھے پسند کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں جہازراں ہوں۔ حبیبہ نے مجھے یہ بھی بتایا کہ تین سال پہلے ایک پرانے دشمن نے اس کے باپ کو قتل کر دیا۔ تب وہ اپنی خالہ کے ہاں آگئی جو اس کی چچی بھی لگتی ہے۔

وہ رات میری زندگی میں بڑی خوشیاں لائی تھی۔ دنیا کا ہر جوان لڑکا اور لڑکی کسی کو چاہنے اور چاہے جانے کے خواب دیکھتے ہیں، میں نے بھی یہ خواب دیکھے تھے اور اس رات مجھے ان خوابوں کی خوبصورت تعبیر مل گئی تھی۔

اس کے بعد ہم روزانہ ایک دوسرے سے ملنے لگے۔ کئی ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ میں نے بنگلے کے عقبی گیٹ کی ایک چابی اُسے دیدی تھی۔ تاکہ وہ جب چاہے میرے پاس آسکے۔

اس دوران میں حبیبہ اصرار کرتی رہی کہ اب ہماری شادی ہوجانا چاہئے میں بھی یہ چاہتا تھا لیکن جب بھی دبے دبے الفاظ میں دادی سے اپنی پسند کی شادی

کی بات چھیڑتا وہ فوراً بھپر جاتی اور کہتی "ہم بلوچوں کی روایت یہ ہے کہ شادی بزرگوں کی پسند سے کی جاتی ہے۔ تمہارے باپ دادا نے بھی اپنے بزرگوں کی پسند سے شادی کی تھی اور تم بھی میری پسند سے شادی کرو گے، تمہارے باپ نے بھی یہ اختیار مجھے دیا تھا۔"

میرا باپ مرچکا تھا۔ ماں کی موت کے بعد دادی ہی نے مجھے پالا پوسا تھا جب کبھی دادی ابا سے کہتی کہ وہ دوسری شادی کرلے تو ابا کہتا "ارے نہیں اماں! دوسری عورت نہ جانے شیرو اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے؟"

"اور اگر میں مرگئی تو؟" دادی پوچھتی۔

"ارے ایسا نئیں بولو اماں! ابی تیرے کو زندہ رہنا ہے، شیرو کی شادی کرنا ہے، اس کے بچے کھلانے ہیں۔"

"یہ کام تم کرتے رہنا۔" دادی کہتی۔

"ارے میں اس کا واسطے لڑکی کدر سے ڈھونڈیں گا؟ یہ عورت لوگ کا کام ہوتا ہے۔ تم اپنی پسند سے اس کا شادی کرنا۔ ہم یہ اختیار تم کو دیتا ہے اماں۔؟"

یہی وجہ ہے کہ دادی اپنا یہ اختیار نہیں چھوڑنا چاہتی تھی اور میں بغاوت کر کے اس کا مان نہیں توڑنا چاہتا تھا۔ یہ ساری باتیں میں نے حبیبہ کو بتادی تھیں۔ وہ اکثر کہا کرتی "اگر تمہاری دادی نہ مانی تو کیا ہوگا شیر محمد؟"

"میں آہستہ آہستہ اسے منالوں گا حبیبہ!"

"مجھے تو تمہاری دادی بہت ہی ضدی لگتی ہیں۔ وہ نہیں مانیں۔ اور میں بھی اب مزید انتظار نہیں کرسکتی۔"

"تو کیا تم میرے ساتھ بے وفائی کر کے کسی اور کی ہوجاؤ گی۔؟"

"میں تمہیں چھوڑنے کا تو تصور ہی نہیں کرسکتی شیر محمد! مجھے کچھ اور کرنا پڑے گا۔"

"کیا؟"

"ابھی کچھ بتا نہیں سکتی۔"

"کہیں تم میری دادی سے تو نہیں ملنا چاہتیں۔؟"

"ہاں، ملنا چاہتی ہوں۔" وہ بولی۔

"ایسا ہرگز نہ کرنا۔ تمہیں میری قسم!"

"مگر کیوں؟"

"ایک بار میں نے دادی سے کہا تھا کہ اس لڑکی کو دیکھ لو جو مجھے پسند ہے۔ جانتی ہو اس پر اس نے کیا کہا تھا۔؟"

"کیا کہا تھا؟" حبیبہ نے پوچھا۔

"ارے وہ اگر حور پری بھی ہوئیں گی تو اس سے تیری شادی نہیں کروں گی۔" پھر اچانک پوچھا تھا "ارے کیا تو اس تصویر والی لڑکی کی بات تو نہیں کر رہا۔؟"

"نہیں دادی! وہ دوسری لڑکی ہے مگر اس کی شکل تصویر والی سے بہت ملتی ہے۔"

"ہوں۔" دادی نے سوچتے ہوئے کہا "لعنت بھیج اس پر۔ تیری شادی میں اس سے بھی اچھی لڑکی سے کراؤں گی۔"

"چھوڑو حبیبہ! تم دادی کی باتوں کا بُرا نہ مانو۔ میں کپتانی کا امتحان دے چکا ہوں اور ایک شپنگ کمپنی سے دو سال کیلئے میرا معاہدہ بھی ہوگیا ہے۔ اس دوران میں اگر دادی راضی نہ ہوئی تو میں کہہ دوں گا کہ میں نے شادی کرلی ہے رو پیٹ کر دادی کو صبر آہی جائے گا۔ بس اب تو خوش ہو نا۔؟"

"ہاں لیکن میں دو برسوں تک تم سے دور نہیں رہ سکتی۔ میں بھی جہاز پر تمہارے ساتھ جاؤں گی۔"

"یہ ناممکن ہے حبیبہ! میں نے اپنے کاغذات میں خود کو ان میرڈ ظاہر کیا ہے اس لئے تمہیں ساتھ نہیں لے جاسکتا۔ یہ ناممکن ہے۔"

حبیبہ مسکراتے ہوئے بولی "یہ تمہارے لئے ناممکن ہے مگر میرے لئے نہیں۔"

"کیا مطلب؟" میں نے تعجب سے پوچھا۔

"مطلب وہی ہے جو میں نے تم سے کہا ہے۔" حبیبہ نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تم یہ سوچ رہی ہو کہ ایک پسنجر کی طرح میرے جہاز میں سفر کرو گی تو یہ بھی ناممکن ہے کیوں کہ جس جہاز کیلئے میرا معاہدہ ہوا ہے وہ کارگو شپ ہے۔"

"اچھا یہ بحث چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ جا کب رہے ہو؟" اس نے پوچھا۔

"اگلے ہفتے۔"

"تم نے اب تک مجھے کیوں نہ بتایا کہ تمہارا معاہدہ ہوگیا ہے۔؟"

"آج ہی تو معاہدہ ہوا ہے۔"

"جہاز کا نام کیا ہے؟"

"بلیک اسٹار۔" میں نے بتایا "کافی پرانا جہاز ہے۔"

"کہاں سے کس ملک کو جائے گا۔؟"

"یہیں کراچی سے افریقی بندرگاہ جبوتی کو۔"

"ان دنوں مڈغاسکر کے قریب سمندر کی کیفیت طوفانی ہوتی ہے۔" اس نے ایک تجربہ کار جہازراں کی طرح بتایا۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ وہ واقعی اپنے جہازراں باپ کے ساتھ سفر کرتی رہی تھی۔

"مجھے بھی یہ بات معلوم ہے۔" میں نے کہا۔

"تمہیں کبھی کسی شدید طوفان سے سابقہ پڑچکا ہے۔؟" اس نے پوچھا۔

"شدید طوفان سے تو نہیں، چھوٹے موٹے طوفانوں سے تو تقریباً ہر سفر میں سابقہ پڑتا ہی رہتا ہے۔"

"بہرصورت ٹمدغاسکر کے قریب محتاط رہنا۔" جیبہ نے تنبیہ کی اور کچھ دیر بعد چلی گئی۔

جب "بلیک اسٹار" کراچی سے روانہ ہوا تو موسم اچھا تھا۔ لیکن ابھی چوبیس گھنٹے بھی نہیں گزرے تھے کہ سمندر میں بڑی بڑی لہریں اٹھنے لگیں۔ موسم کے تیور بدل گئے تھے۔ مگر وہ اتنا خراب بھی نہیں تھا کہ میں کورس بدل دیتا۔ میرا ہیلم مین (سوخانی)، ایک تجربہ کار ملاح تھا۔ اس نے بھی موسم کی شکایت نہ کی تو میں فرسٹ میٹ کے ساتھ برج سے نیچے اترا اور اسے وہیں چھوڑ کر اپنے کیبن کی طرف جانے لگا۔ تاکہ چند گھنٹے آرام کرلوں۔ مگر جب کیبن کا دروازہ کھولنا چاہا تو پتہ چلا کہ وہ اپنے آپ ہی اندر سے لاک ہوگیا ہے۔ میں غصے سے جھنجلا گیا اور خود ہی انجینئر کو بلانے چل پڑا۔ جو جہاز کے پچھلے (سیکشن) میں بجلی کا ایک تار بدلوا رہا تھا۔ میں نے قدرے برہمی سے کہا۔ "میرے کیبن کا دروازہ ہی نکال دو ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی وقت اس میں بند ہو کر رہ جاؤں۔"

"ہوا کیا سر؟" اس نے پوچھا۔

"وہ خود بخود اندر سے بند ہوگیا ہے۔"

"اچھا میں ابھی دیکھتا ہوں۔"

وہ کام چھوڑ کر میرے ساتھ آیا اور دروازے کے ہینڈل پر ذرا سا دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

"کمال ہے!" میں نے کہا۔ "میں تو زور لگا لگا کر تھک گیا تھا اور دروازہ نہیں کھلا تھا۔"

انجینئر نے کئی بار دروازہ بند کیا اور کھولا۔ وہ بالکل ٹھیک تھا۔ اس نے کہا۔ "دروازے کا لاک تو بالکل ٹھیک ہے سر! کہیں اس وقت کوئی اندر تو نہیں تھا۔؟"

"میرے سوا اور کون جا سکتا ہے اندر؟"

"ہاں، یہ بھی آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ خیر دروازہ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ آرام کیجئے۔" یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

میں نے کیبن میں داخل ہو کر بجلی جلائی تو یہ دیکھ کر بھنا ہی گیا کہ میرا بستر کسی نے استعمال کیا تھا۔ کمبل گڈمڈ تھے اور ایک تکیہ فرش پر گرا ہوا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر تکیہ اٹھایا تو مجھے اس سے جانی پہچانی خوشبو آئی۔ یہ اس پرفیوم کی مہک تھی جو جیبہ استعمال کیا کرتی تھی۔ میں نے بے ساختہ خود کلامی کی "یہ تو جیبہ کی خوشبو ہے مگر وہ تو یہاں نہیں آسکتی۔"

اسی وقت باتھ روم کا دروازہ کھلا، جیبہ مسکراتے ہوئے باہر نکلی۔ اور بولی "کیوں نہیں آسکتی؟ اب تو میں تمہارا ایسا سایہ ہوں جو اندھیرے میں بھی ساتھ نہیں چھوڑے گا۔"

تم جہاز پر سوار کیسے ہوئیں جیبہ؟" میں نے تعجب اور غصے سے پوچھا۔ تم تو مجھے مصیبت میں پھنسا دوگی۔"

"کیوں؟"

"تم پورٹ پر کسی کو رشوت دے کر سوار تو ہوگئی ہو لیکن اب جبوتی پر اترو گی کیسے؟ اور پھر واپس کیسے جاؤ گی؟"

تم میری فکر نہ کرو۔ میں جیسے آئی ہوں ویسے ہی چلی جاؤں گی۔"

"مگر کیسے؟" میں نے جھنجلاتے ہوئے پوچھا۔

"اگر یہ بتا دوں تو غش کھا کر گر پڑو گے، اس لئے یہ نہ پوچھو تو بہتر ہے۔"

"نہیں، تمہیں یہ بتانا ہی پڑے گا جیبہ۔!"

"کیا یہ تمہارا حکم ہے۔؟"

"ہاں ایک کپتان کی حیثیت سے یہ پوچھنا میرا فرض ہے۔ عملے کے سوا اور کوئی اس جہاز پر سفر نہیں کرسکتا۔ چاہے وہ میرا کتنا ہی قریبی عزیز کیوں نہ ہو۔"

"اچھا تو پھر سنو۔ میں انسان نہیں، قوم جنات میں سے ہوں" اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ "اور جنات کو کہیں آنے جانے سے نہیں روکا جاسکتا۔"

"نہیں، تم جھوٹ بولتی ہو۔" میں نے غیر یقینی لہجے میں کہا۔

"میں نے جھوٹ نہیں بولا شیر محمد! اگر تم مجھے حکم نہ دیتے تو میں کبھی تمہیں یہ نہ بتاتی کہ میں جنہ ہوں۔"

میں ایک لمحے کو خوفزدہ ہو گیا پھر بولا۔ "اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم واقعی جنہ ہو؟"

"اچھا! ابھی یہ ثبوت دیتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ پھر باتھ روم میں گھس گئی اور اس نے مجھے پکارتے ہوئے کہا۔ "ذرا یہاں آؤ۔"

میں نے باتھ روم میں جھانکا۔ وہ خالی تھا۔ جیبہ وہاں موجود نہیں تھی حالانکہ ابھی ابھی میری آنکھوں کے سامنے اندر گئی تھی۔

اتنے میں عقب سے اس کی آواز سنائی دی۔ "اب بھی یقین آیا یا نہیں؟"

میں نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ بستر پر بیٹھی مسکرا رہی تھی۔ میں انجانے خوف سے لرز کر رہ گیا۔

میں اپنی سرگزشت تھوڑی دیر کیلئے ملتوی کرتے ہوئے آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو ان باتوں کا یقین آیا؟ اگر آپ کو یقین نہ آیا ہو تو میں حلف لینے کو تیار ہوں کہ میں نے جو کچھ بیان کیا ہے، وہ حرف بحرف سچ ہے اگر آپ جنات کو مانتے ہیں، جن کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے تو آپ کو یقین آگیا ہوگا اب یہ بتائیے کہ اگر آپ کو یہ صورت حال پیش آتی تو آپ کی کیفیت اس وقت کیا ہوتی اور آپ کیا کرتے؟ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں بری طرح خوفزدہ ہوگیا تھا جیبہ میری طرف دیکھتے ہوئے مسکرائے جارہی تھی اور میں سوچ رہا تھا

کہ اب کیا ہوگا؟

میں نے تو یہ سن رکھا تھا کہ جن لڑکیوں پر عاشق ہوجاتے ہیں لیکن یہ کبھی نہیں سنا تھا کہ کوئی جنہ کسی مرد پر عاشق ہوئی ہو۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ جن جس لڑکی پر عاشق ہوتا ہے، اس کا بہت بُرا حال ہوجاتا ہے۔ اسے اور اس کے گھر والوں کو طرح طرح سے ستاتا ہے۔ کبھی گھر کی چیزیں توڑ پھوڑ دیتا ہے۔ کبھی مختلف چیزوں میں آگ لگا دیتا ہے اور کبھی وہ لڑکی اس کے ہاتھوں مر جاتی ہے۔ یہی باتیں مجھے پریشان کررہی تھیں کہ نہ جانے جیبہ میرے ساتھ کیا کرے گی۔ بالآخر میں نے جی کڑا کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے مجھے پہلے ہی دن یہ کیوں نہ بتایا کہ تم جنہ ہو۔؟"

اس نے قہقہہ لگایا اور بولی۔ "اب جبکہ تم میری محبت کے اسیر بن چکے ہو پھر بھی اتنے خوفزدہ ہو تو اس وقت تمہاری کیا حالت ہوتی۔؟ مجھے تو تم سے محبت ہوگئی تھی اس لئے میں ہر صورت میں تمہیں حاصل کرنا چاہتی تھی، اگر مجھے تھائی رقاصہ مونیکا کی تصویر نہ ملتی تو نہ جانے تمہیں اپنی طرف راغب کرنے کیلئے مجھے کیا کیا جتن کرنا پڑتے۔"

"تو وہ تصویر تم نے چرائی تھی۔"

"ہاں۔"

"کیوں۔؟"

"تاکہ اس کی شکل و صورت اپنا سکوں۔ چونکہ اس کی تصویریں دوسری تصویروں سے بڑی تھیں۔ اس لئے مجھے شک گزرا کہ یا تو تم اس لڑکی سے محبت کرتے ہو یا وہ تمہیں کسی وجہ سے پسند ہے۔ چنانچہ میں نے تھوڑے سے فرق کے ساتھ اس کی صورت اپنالی اور تمہارا دل جیتنے میں کامیاب ہوگئی۔"

"تمہاری اپنی شکل کیسی ہے؟" میں نے پوچھا۔

"وہ میں تمہیں نہیں دکھاؤں گی۔ ہم جنات بہت کم اپنی اصلی شکل میں دکھائی دیتے ہیں۔ انسانوں کے سامنے آتے ہوئے ہمیں دوسروں کی شکل اور کبھی کبھی آواز کا بھی سہارا لینا پڑتا ہے۔"

مجھے اس کی باتیں دلچسپ محسوس ہورہی تھیں۔ میں نے کہا۔ "کراچی میں لاکھوں افراد رہتے ہیں۔ آخر تم نے مجھے ہی اپنی نگاہ التفات کا مستحق کیوں ٹھہرایا؟"

اس نے پھر قہقہہ لگایا۔ "اس کا سیدھا سادہ جواب تو یہ ہے کہ دل آنے کے ڈھنگ نرالے ہیں۔ لیکن ہوا یہ کہ جس پلاٹ پر تم نے بنگلہ بنوایا ہے اس پر ہم رہتے تھے۔ جب تم نے بنگلے کی تعمیر شروع کروائی تو میرے گھر والے تمہیں سزا دینا چاہتے تھے لیکن میں دل سے مجبور ہو کر ان کے آڑے آگئی، پھر ہم لوگ پہاڑ پر چلے گئے یہاں سے میں ہر وقت تم پر نگاہ رکھ سکتی تھی۔ اب میں تمہارے ہی گھر میں رہتی ہوں۔ حالانکہ مجھے شادی کے بعد رہنا چاہئے۔ سنو اس سفر کے بعد تمہیں شادی کرنا ہوگی۔ میں مزید مہلت ہرگز نہیں دوں گی۔

"مگر تم جنہ ہو اور میں انسان! ہماری شادی کیسے ہوسکتی ہے جیبہ؟"

"کیوں نہیں ہوسکتی؟" وہ بولی۔ "جنات اور انسانوں میں شادیاں ہوسکتی ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کی بیوی بلقیس کی ماں جنہ تھیں۔ حضرت علیؓ کی ایک بیوی بھی جنہ تھیں۔"

"میں یہ باتیں نہیں جانتا، پھر دادی اپنی پسند سے میری شادی کرنا چاہتی ہیں؟" میں نے شادی سے انکار کیلئے تمہید باندھی۔

"تم نے کہا تھا کہ دادی کو راضی کرلو گے۔" اس نے مجھے یاد دلایا۔

"اگر وہ راضی نہ ہوئیں تو؟"

"اگر وہ راضی نہ ہوئیں تو؟"

"تو میں ان سے نمٹ لوں گی۔" جیبہ کے لہجے میں دھمکی تھی۔

میں اس خوف سے لرز گیا کہ کہیں وہ میری دادی کو راستے سے نہ ہٹادے۔

میں نے کہا۔ "کیا تم میری دادی کو تکلیف پہنچاؤ گی؟"

محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے شیر محمد!"

"اگر تم نے میری دادی کو ذرا بھی تکلیف پہنچائی تو میں تم سے نفرت کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا جیبہ اور خودکشی کرلوں گا۔"

جیبہ چند لمحے مجھے گھورتی رہی پھر ٹھنڈی سانس لیکر بولی۔ "تم بھی اپنی دادی کی طرح ظالم ہو شیر محمد! بہتر یہی ہے کہ انہیں جلد از جلد راضی کرلو۔" یہ کہہ کر وہ کیبن سے باہر جانے لگی۔

"رکو جیبہ! پہلے میں دیکھ لوں کہ باہر کوئی ہے تو نہیں۔ ورنہ کھلبلی سی مچ جائے گی کہ لڑکی کہاں سے آگئی۔"

جیبہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "جنات صرف انہی لوگوں کو دکھائی دیتے ہیں جنہیں وہ دکھائی دینا چاہتے ہوں، اور کسی کو نظر نہیں آتے۔"

یہ کہہ کر جیبہ کیبن سے باہر نکل گئی اور میں سر تھام کر بیٹھ گیا کہ اب کیا ہوگا؟۔

رات کو موسم کے تیور بہت زیادہ خراب ہوگئے۔ بارش کے ساتھ ساتھ تیز ہوائیں بھی چلنے لگیں۔ طوفانی لہروں کے باعث جہاز تنکے کی طرح ڈولنے لگا۔ ہم شدید طوفان میں گھر چکے تھے۔ جہاز کافی پرانا تھا اور اس ٹرپ کے بعد توڑنے کیلئے فروخت کیا جانے والا تھا۔ خطرہ یہ تھا کہ وہ اس زبردست طوفان کا مقابلہ نہیں کر پائے گا اور ڈوب جائے گا۔ میں دن بھر تو جیبہ کی وجہ سے پریشان رہا تھا اور اب طوفان نے رہی سہی کسر پوری کردی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کورس تبدیل کردوں یا اسی راستے پر چلتا رہوں۔ اتنے میں مجھے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا۔ جیبہ میری کرسی کے پاس کھڑی تھی۔ اس کے بال گیلے تھے اور لباس بھی شرابور تھا۔ میں

"مبرج پر۔ جہاز کا کورس فوراً جنوب مشرق کی طرف بدل دو۔"

"کپتان میں ہوں یا تم؟" میں نے قدرے برہمی سے پوچھا۔

"کپتان تو تم ہو مگر جو میں جانتی ہوں، تم نہیں جانتے۔ جہاز' اثام آئی (چشم طوفان) کی طرف بڑھ رہا ہے اگر گرداب میں آگیا تو اس کی لپیٹ سے نہیں نکل سکے گا۔"

"تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے جہاز رانی کرتی رہی ہو۔"

"میں نے تمہیں بتایا تھا کہ جہاز راں کی بیٹی ہوں اور اکثر اپنے باپ کے ساتھ سفر کرتی رہی ہوں۔"

"کیا جنات بھی جہاز چلاتے ہیں؟ انہیں جہاز چلانے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا وہ بحری قزاقوں کی روحوں کا پیچھا کرتے ہیں؟" میں نے مذاق اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"سنو شیر محمد!" وہ بڑے سنجیدہ لہجے میں بولی "مرنے کے بعد انسانوں کی اسفل روحیں زمین سے چمٹی رہتی ہیں جو زندہ لوگوں کو تنگ کرتی ہیں۔ لوگ انہیں بھوت پریت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بھوت شیاطین جن ہوتے ہیں۔ جنات الگ الگ مذہب کے بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑتے بھی ہیں۔ میرا باپ ایک دشمن ۔" ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی کہ جہاز کو ایک جھٹکا سا لگا۔ جیبہ چلائی "جہاز گرداب کی لپیٹ میں آگیا ہے۔ فوراً کورس بدل دو۔"

"نہیں" میں نے درشتی سے کہا۔ "طوفانی لہریں....." وہ میری بات ان سنی کرتے ہوئے فوراً کیبن سے نکل گئی۔ میں چارٹ پر جھک گیا۔ کچھ دیر بعد پھر جہاز کو ایک زبردست جھٹکا لگا تو میں نے ہیلم مین کو پکارا۔ مگر جب اس کا جواب نہ ملا تو میں کیبن سے نکل کر برج پر چلا گیا۔ یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ سوخانی بے ہوش پڑا ہے اور وہیل جیبہ نے سنبھال رکھا ہے میں نے کمپاس دیکھا۔ جہاز مقررہ کورس سے ہٹ کر جنوب مشرق کی طرف جارہا تھا۔

جیبہ نے کہا "جہاز گرداب کے گھیرے سے نکل آیا ہے۔ اب اسے افریقہ کیطرف لیجانے کی بجائے عدن لے چلو۔ جہاز کے پچھلے حصّے کو نقصان پہنچا ہے۔ کہیں اس کا پروپیلر خراب نہ ہو جائے۔"

اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا، فرسٹ میٹ اور انجینیئر برج پر آگئے۔ انہوں نے جیبہ کی بات کی تصدیق کردی۔ میں نے جیبہ کی طرف دیکھا۔ وہ غائب ہو چکی تھی۔ میں نے وہیل سنبھالتے ہوئے ہیلم مین کی طرف اشارہ کیا اور بولا "دیکھو اسے کیا ہو گیا ہے؟"

فرسٹ میٹ نے اسے ہلایا جلایا تو وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"کیا ہوا تھا تمہیں؟" فرسٹ میٹ نے اس سے پوچھا۔

"سر! جہاز کو جھٹکا لگنے کے بعد اچانک مجھے چکر آیا اور میں گر کر بیہوش ہو گیا ـــــ" "کسی دوسرے سوخانی کو بلاؤ" میں نے فرسٹ میٹ سے کہا۔

"نہیں سر! اب میں بالکل ٹھیک ہوں" سوخانی بولا۔ اس نے وہیل سنبھالتے ہوئے میری طرف دیکھا "کیا آپ نے کورس تبدیل کر دیا ہے سر؟"

"ہاں" میں نے جواب دیا اور اپنے کیبن میں چلا آیا۔

جیبہ نے جہاز کو ڈوبنے سے بچا لیا تھا مگر مجھے حیرتوں کے پہاڑ تلے دبا دیا تھا۔ اس کے بعد وہ میرے پاس نہ آئی اور ہم اگلے روز عدن پہنچ گئے۔ جہاں ایک ٹیلی گرام میرا منتظر تھا ــــــ "تمہاری ماں سخت بیمار ہیں۔" جہاز مرمت طلب تھا۔ اس لئے میں نے شپنگ کمپنی کو مطلع کیا۔ اور کراچی چلا گیا۔

جب میں اپنے لیاری والے گھر پہنچا تو دادی کی حالت بہت خراب تھی۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔ "ارے اچھا ہوا تو آگیا۔ میں نے تیرا رشتہ طے کر دیا ہے اور مرنے سے پہلے تیرا سہرا دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"ارے دادی! پہلے تم ٹھیک تو ہو جاؤ۔ شادی مادی بعد میں ہوتی رہے گی۔" میں نے اسے ٹالنا چاہا۔

"نئیں۔ اب میں تیری ایک بھی نہیں سنوں گی" دادی حسب عادت اپنی بات پر اڑ گئی ــــــ میں عجیب مشکل میں پھنس گیا تھا۔ دادی کو جیبہ کے بارے میں بھی نہیں بتا سکتا تھا اور شادی سے بھی انکار نہیں کر سکتا تھا۔ اتنے میں ملازمہ زیتون ماسی ایک بوڑھی عورت کو لے آئی جسے ہم سب مائی جی کے نام سے جانتے تھے۔ وہ تعویذ گنڈے دیا کرتی تھیں اور ان کے بارے میں یہ بھی مشہور تھا کہ "جن ان کے تابع ہیں۔ اگر کسی کی کوئی چیز چوری ہو جاتی تو وہ اپنے مؤکلوں سے پوچھ کر بتا دیتی تھیں کہ کس نے چرائی ہے یا چور کا حلیہ کیسا ہے۔ لوگ تو ان پر بڑا اعتقاد رکھتے تھے۔ مگر مجھے ان باتوں پر کبھی یقین نہیں آیا تھا۔

دادی نے مائی سے کہا۔ "میں نے آپ کو اس لئے زحمت دی ہے کہ چل پھر نہیں سکتی۔ ایسا لگتا ہے جیسے میری ٹانگیں پتھر کی ہو گئی ہوں۔"

مائی جی مسکرائیں اور کچھ پڑھ کر جیسے مراقبے میں چلی گئیں۔ کچھ دیر بعد انہوں نے سر اٹھا کر آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھتے ہوئے بولیں "ارے تیرے کو انسانوں میں رشتہ نئیں مل سکتا تھا، جو تو نے جنّی سے شادی کی ہامی بھر لی" ــــــ میں یہ سن کر ہکا بکا سا رہ گیا۔ میں ان کے بارے میں مشہور باتوں کو ڈھکوسلا سمجھا کرتا تھا مگر انہوں نے اس انکشاف سے مجھے حیرت زدہ کر دیا تھا۔ میں نے کہا۔ "مائی جی! مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ جنّی ہے۔"

اسی نے تیری دادی کی ٹانگیں جکڑ رکھی ہیں۔

"کب سے؟" میں نے دادی سے پوچھا۔

"ارے جب سے تیرا رشتہ طے کیا ہے، تب سے یہ حال ہے پتہ نئیں کیا ہو ئیں گا میرے ساتھ۔"

وہ انگریز ایک دم غائب ہو جاتا اس لئے اسے "گھوڑا گاڑی والا بھوت" کہا جاتا تھا۔ آج بھی لیاری، کھڈا، نیا آباد اور کھارادر میں کچھ ایسے بزرگ زندہ ہونگے جو ان دونوں روایتوں کی تصدیق کردیں گے۔

اب میں اپنی سرگزشت کی طرف آتا ہوں۔

دو سال تک ڈیک کیڈٹ کے طور پر کام کرنے کے بعد میں تھرڈ افسر بن گیا۔ میرا باپ بہت خوش تھا۔ مگر اس نے ٹھیکے پر مزدوری کرنا نہ چھوڑی تو میں نے کہا۔ "ابا! تم نے کہا تھا کہ جب میں افسر بن جاؤں گا تو تم مزدوری چھوڑ دو گے پھر یہ دھندا کیوں نہیں چھوڑتے؟"

"ارے بچے! ابھی میرے ہاتھ پاؤں میں بہت دم ہے اور تیرے کو بہت کچھ کرنا ہے! اس لئے میں یہ دھندا نئیں چھوڑوں گا۔"

"مگر کیوں؟ اب میری تنخواہ بڑھ گئی ہے۔ تم آرام سے گھر بیٹھو، کھاؤ پیو موج کرو۔"

"ارے نئیں شیرو! میں چاہتا ہوں کہ تو کہ کر بنگلے جیسا مکان بنا۔ میرا وعدہ ہے کہ پھر میں مزدوری چھوڑ دوں گا۔ تیری شادی کروں گا اور جب تو جہاز پر جائیں گا، تو تیرے بچوں کے ساتھ کھیلا کروں گا۔ کیوں اماں؟" وہ دادی سے تصدیق چاہتا۔

دادی فوراً کہتی "ارے تو اس کی شادی تو ابی کر دے۔ میں بھی مرنے سے پہلے اس کے بچے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"ارے نئیں اماں! پہلے یہ پکا مکان بنا لیوے۔ میرے کو یہ برداشت نئیں ہوئیں گا کہ اس کے بچے ان گلیوں میں کھیلیں۔ جہاں ہر وقت گٹر ابلتے ہیں اور پینے کو پانی نہیں ملتا۔"

دادی۔ ابا کی دلیل پر لاجواب ہو جاتی۔

وقت گزرتا رہا اور میں سیکنڈ افسر بن گیا۔ جن دنوں میرا جہاز برازیل جارہا تھا، میرا باپ حادثے کا شکار ہو کر مر گیا۔ ہوا یوں تھا کہ ایک جہاز سے کریٹ اتارے جارہے تھے۔ میرا باپ کرین کے نیچے کھڑا تھا۔ کرین اوپر اٹھی تو ایک کریٹ لڑھک کر میرے باپ پر آگرا اور وہ اسی وقت ہلاک ہو گیا جب میں کراچی واپس آیا، تب مجھے پتہ چلا کہ میں باپ کے سائے سے محروم ہو گیا ہوں۔ مجھے اپنے والد کی موت کا بڑا صدمہ ہوا۔ میری والدہ تو میرے بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھی اور میرے والد نے محض میری وجہ سے دوسری شادی نہیں کی تھی۔ دادی نے مجھے پالا پوسا تھا۔ ابا کی موت کا بھی اسے بڑا دکھ تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ میں فوراً شادی کرلوں۔ لیکن میں نے کہا۔

"نہیں دادی! میں وہی کروں گا جو ابا چاہتا تھا۔ پہلے بنگلہ بناؤں گا، پھر شادی کروں گا۔"

"دیکھ شیرو! میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ نہ جانے تیرا بنگلہ کب بنے؟ اور پھر تو جہاز پر چلا جائے گا، اب میں اکیلی نہیں رہ سکتی۔"

دادی کی دلیل درست تھی۔ لیکن میں نے طے کر لیا تھا کہ اپنے باپ کی خواہش کا ہر صورت میں احترام کروں گا۔ لہٰذا میں نے دادی سے کہا "ابھی کچھ عرصے تک میں یہیں ہوں۔ مجھے فرسٹ میٹ کا امتحان دینا ہے۔ اس کے بعد جب جہاز پر جاؤں گا تو ایک چھوڑ، دو نوکرانیاں تمہاری خدمت کے لئے رکھ جاؤں گا۔ مجھے ابا کی روح سے شرمندہ نہ ہونے دے دادی۔!"

"تیرا بنگلہ کب بنے گا، کہاں بنے گا۔؟"

میرے پاس اتنی رقم تو ہے کہ کسی اچھے علاقے میں پلاٹ لے لوں جب فرسٹ میٹ بن جاؤں گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ دو سال میں بنگلہ بھی بن جائیگا۔ بس اتنی مہلت دے دے مجھے۔"

دادی مان گئی۔ میں نے نارتھ ناظم آباد میں پہاڑی کے قریب ایک پلاٹ خرید لیا۔ اس کے ارد گرد ابھی بہت سے پلاٹ خالی پڑے تھے۔ کہیں کہیں اکا دکا پلاٹوں پر بنگلے زیر تعمیر تھے، اسی لئے یہ پلاٹ نسبتاً سستا ملا تھا! لیکن یہ تھا کہ چند برسوں میں تقریباً سارے پلاٹ آباد ہو جائیں گے۔ پلاٹ خریدنے کے بعد میں نے ایک کنسٹرکشن کمپنی سے معاہدہ کر لیا کہ وہ بنگلے کی مرحلہ وار تعمیر شروع کر دے۔ میں اسی حساب سے قسطوں میں ادائیگی کرتا رہوں گا۔

فرسٹ میٹ کا امتحان پاس کرتے ہی مجھے ایک پرانے کارگو کم پسنجر پر جاب مل گئی۔ میں ہر ماہ باقاعدگی سے قسط بھجواتا رہا۔ میری عدم موجودگی میں بنگلے کی تعمیر جاری رہی اور اس میں ٹیلی فون بھی لگ گیا۔ ایک سال بعد جب میں چھٹی پر آیا تو میرا چھوٹا سا بنگلہ تیار تھا۔ مگر یہ دیکھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ارد گرد کے سارے پلاٹ اسی طرح خالی تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے میں نے ویرانے میں مکان بنوا لیا ہو۔ سرِشام ہی ہُو کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ مگر اب بنگلے کو چوکیدار کے رحم و کرم پر بھی نہیں چھوڑا جا سکتا تھا اور کوئی کرائے دار بھی نہیں مل رہا تھا۔ اس لئے میں دادی کو وہاں لے آیا۔

دادی نے بنگلے میں آتے ہی کہا۔ "ارے شیرو! یہ تیرا بنگلہ ہے یا ہسپتال۔؟"

"ارے اتنی صفائی ستھرائی تو ہسپتالوں میں بھی نہیں ہوتی۔"

مجھے دادی کی بات پر ہنسی آگئی۔ وہ لیاری کے ماحول کی اس قدر عادی ہو چکی تھی کہ اسے بنگلے کی صفائی بھی عیب لگ رہی تھی۔ اس نے جب چھت پر چڑھ کر ارد گرد کا جائزہ لیا تو فوراً یہ فیصلہ سنا دیا "میں یہاں نہیں رہ سکتی شیرو! مجھے فوراً اپنے پرانے گھر لے چل۔"

"کیوں دادی؟"

"ارے دیکھتا نہیں ہر طرف ویرانہ ہے۔ یہاں جن بھوت بستے ہونگے میں تو یہاں ایک منٹ بھی نہیں رہوں گی۔" دادی اڑ گئی۔

"ارے کچھ نہیں ہوئیں گا تاج بی بی، تم بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔ اب تم لوگ ذرا درود شریف پڑھو۔" یہ کہہ کر انہوں نے پھر کچھ زیرِ لب پڑھا اور دوبارہ مراقبے میں چلی گئیں۔

کچھ دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں اور بولیں: "میرے مؤکلوں نے اسے سمجھا دیا ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ اب تم لوگ کو تنگ نہیں کریں گا مگر کوئی کوئی جن وعدہ کرنے کے باوجود چھوٹی موٹی شرارت کرتا ہے اور اگر وہ کوئی شرارت کرے تو میرے کو بتانا۔"

اس کے بعد انہوں نے کچھ پڑھ کر دادی پر اور مجھ پر پھونکا۔ سرسوں کے تیل پر دَم کر کے زیتون ماسی کو دیتے ہوئے کہا۔ "تاج بی بی کو اس کا مالش کرو۔ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گا۔"

جب وہ جانے لگیں تو میں نے سو روپے کا نوٹ ان کی نذر کرنا چاہا مگر انہوں نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"ان کے سپارے خرید کر مسجد میں رکھوا دینا۔"

دادی ٹھیک ہو گئیں تو اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ میری شادی کرا دی شادی سادگی سے اور اپنے محلے میں ہوئی۔ کیونکہ بنگلے پر جاتے ہوئے مجھے کچھ خوف سا محسوس ہوتا تھا۔

شادی کی رات حجلۂ عروسی میں داخل ہونے کے بعد جب میں نے گٹھڑی بنی دلہن کا گھونگٹ الٹا تو میرے منہ سے حیرت کی چیخ نکل گئی۔ سیج پر دلہن کے روپ میں حبیبہ بیٹھی تھی۔ میں نے بے ساختہ کہا ـــــــ "تم اپنی ضد سے باز نہیں آئیں نا حبیبہ!"

میری دلہن نے شرم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پوچھا "کون حبیبہ؟ اور کیسی ضد؟"

اب اس نے چہرہ اٹھایا تو مجھے احساس ہوا کہ وہ حبیبہ نہیں بلکہ اس کی شکل حبیبہ اور مونیکا سے بہت ملتی ہے۔ مجھے اپنی دلہن سے بڑی شرمندگی محسوس ہوئی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ازدواجی زندگی کے آغاز سے پہلے ہی میری بیوی کسی غلط فہمی کا شکار ہو جائے، اس لئے میں نے مختصراً ساری داستان سنا دی لیکن عورت تو ہمیشہ کی شکی مزاج ہوتی ہے۔ جب تک اس نے مائی جی سے تصدیق نہ کر لی، اسے میری بات کا یقین نہ آیا۔

آپ سوچیں گے کہ میری بیوی حبیبہ کی ہم شکل کیسے نکلی؟ یہ تو کوئی فلمی جوڑ توڑ لگتا ہے اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے جھوٹ کا پلندہ ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ دادی نے بھی مونیکا کی تصویر دیکھی تھی اور یہ سمجھی تھی کہ مجھے اس سے محبت ہے۔ لہٰذا میرے لئے مونیکا کی شکل والی لڑکی ہی تلاش کی تھی۔

اب صرف ایک سوال آپ کے ذہن میں کلبلا رہا ہوگا کہ وہ کون سی الجھن ہے جس میں اب تک مبتلا ہوں اور جس نے میرا سکون برباد کر رکھا ہے؟

میری وہ الجھن یہ ہے کہ کبھی کبھی میری بیوی حبیبہ بن جاتی ہے اور بڑے شکایت آمیز لہجے میں ماضی کی باتیں یاد دلا کر مجھے شرمندہ کرتی ہے مگر کچھ دیر بعد وہ نارمل ہوتی ہے تو اسے احساس ہی نہیں ہوتا کہ اس پر حبیبہ آئی تھی۔ میں بھی اسے یہ نہیں بتانا چاہتا۔ لیکن اب اس پر حبیبہ جلدی جلدی اور بار بار آنے لگی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے کسی عامل کو بلایا تو وہ میری بیوی کو مار ڈالے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس کی بار بار آمد اور دھمکیاں اس لئے شروع ہو گئی ہیں کہ مائی جی کا انتقال ہو گیا ہے ـــــــ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟ اگر کوئی ایسا عامل بلا لیا جو کامل نہ ہوا تو؟

ہے کوئی جو میری رہنمائی کر سکے۔؟

حیرت کدہ

چند سچے اور قابلِ حیرت واقعات

قرآن مجید ہوا میں اُڑ رہا تھا

ابھی پاکستان قائم نہیں ہوا تھا۔ ہم لوگ جیکب آباد میں رہتے تھے۔ ایک روز میں اپنی گلی میں کھیل رہی تھی کہ اچانک گلی میں "آگ لگ گئی" "آگ لگ گئی" کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ میں بھاگی بھاگی جب اس مکان کے قریب پہنچی تو دیکھا کہ مکان آگ کی لپیٹ میں آچکا ہے اور لوگ پانی سے آگ بجھانے میں معروف تھے۔ لیکن اتنے میں زور کی آواز سنائی دی جیسے کوئی ہوائی جہاز سر کے اوپر سے گزر رہا ہو۔ جب اوپر کی طرف دیکھا تو قرآن مجید اُڑتا ہوا نظر آیا۔ جو قریبی مزار کی طرف جا رہا تھا۔ سب لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور مزار کی طرف بھاگنے لگے میں بھی بھاگتے ہوئے وہاں جا پہنچی۔ تو میں نے اپنی آنکھوں سے اس قرآن مجید کو اس تختے پر پڑا ہوا دیکھا جس پر چند اور قرآن مجید بھی رکھے ہوئے تھے۔ اس قرآن کا غلاف ایک طرف سے معمولی جلا ہوا تھا۔ لوگوں نے واپس جا کر دیکھا تو جس لکڑی کے ڈبے میں قرآن مجید پہلے رکھا ہوا تھا۔ اس کا ڈھکن بھی کھلا ہوا تھا۔ لوگ یہ معجزہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کلام کی اس طرح حفاظت کرتے دیکھ کر سجدے میں گر گئے۔ یہ واقعہ جب بھی مجھے یاد آتا ہے میرا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ (اہلیہ امجد علی)

سیر گندم سات برس ختم نہ ہو سکی

میرا نانا پٹیالہ شہر کے معروف مبلغ اسلام ہیں خضاب سازی ان کا پیشہ تھا۔ اس لئے انہیں مختلف شہروں میں اکثر جانا پڑتا تھا۔ ۱۹۲۶ء میں ان کے دوست نے مشورہ دیا کہ کسی پیر کے مرید بن جائیں۔ ان کی اپنی بھی یہی خواہش تھی کہ کسی ولی کامل کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ چنانچہ دونوں دوست اس دور کے معروف عالم دین اور ولی کامل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلوص دل سے ان کی بیعت کی۔

میرے نانا نے بیعت کے بعد اپنی معاشی پریشانی سے شاہ صاحب کو آگاہ کیا۔ وہ کچھ دیر تک مراقبے میں رہے اس کے بعد میرے نانا سے مخاطب ہو کر بولے۔ محمد دین گندم کے کچھ دانے لاؤ تاکہ سوہنے رب کا یہ غلام اپنی تمہیں کچھ کرامت دکھائے۔ میرے نانا فوراً بازار گئے اور چھ سات سیر گندم لائے۔ سید جماعت علی شاہ صاحب نے گندم پر چند آیات قرآنی پڑھ کر دم کیا اور کہا کہ اس گندم کو گھر جا کر اس پڑولی میں ڈال دو۔ جس میں تم گندم رکھتے ہو۔ اور اس پڑولی کا منہ ہمیشہ کیلئے اوپر سے بند کر دو۔ نیچے ایک سوراخ کر دو اور حسب ضرورت گندم نکالتے رہو۔ مگر یاد رکھو اوپر کا ڈھکنا کبھی مت کھولنا۔ میرے نانا نے ویسے ہی کیا۔ انہوں نے گندم پڑولی میں ڈال کر اسے اوپر سے بند کر دیا اور گھر والوں کو ہدایت کر دی کہ اوپر کا ڈھکنا ہرگز ہرگز نہ کھولا جائے۔ نانا صاحب کا بیان ہے کہ اس پڑولی سے ہم نے تقریباً سات برس تک گندم کھائی۔ لیکن شومئی قسمت کہ ایک دن ایک ہمسائی نے آکر اوپر کا ڈھکن کھول کر دیکھا کہ دیکھوں تو باقی کتنی گندم رہ گئی ہے۔ جب دیکھا تو وہی چھ سات سیر گندم موجود تھی۔ جو ڈالی گئی تھی۔ میرے نانا جی بتاتے ہیں کہ میں نے اس حادثہ کا ذکر پیر صاحب سے کیا۔ انہوں نے فرمایا۔

محمد دین اگر ڈھکن کھول کر نہ دیکھتے تو وہی گندم زندگی بھر تم اور تمہارا خاندان کھاتا رہتا اور اس میں کبھی کمی نہ ہوتی۔ مگر خیر تمہاری قسمت میں اتنی ہی گندم لکھی تھی۔ اب گھبراؤ اور صبر کرو جو ہونا تھا سو ہو گیا۔

(منیر حسین عاصم)

غیبی ہاتھوں نے دہکتے الاؤ سے بچالیا

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں اینٹوں کے بھٹے میں کام کرتا تھا۔ ایک روز میں یہ دیکھنے کیلئے گیا کہ اینٹیں کچی ہیں یا پکی۔ پادے پر کھڑا ہو گیا بھٹی میں آگ جل رہی تھی۔ ابھی میں نے دوسرا قدم پادے پر رکھا ہی تھا کہ پادا دھڑام سے گر گیا۔ میں بجائے دہکتی آگ کے الاؤ میں جانے کے دس بارہ فٹ دور جا گرا۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ کسی نے مجھے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر ایک طرف کھینچ لیا اگر میں بھٹی میں گرتا تو دہکتے الاؤ سے زندہ بچنا ناممکن تھا۔ آج بھی جب میں یہ سوچتا ہوں کہ وہ کون تھا جس نے مجھے آگ کے کنویں میں گرنے سے بچالیا تو میری روح کانپ جاتی ہے اور میں فوراً سجدے میں گر جاتا ہوں۔

(زاہد حسین)

اے غرور اور بدتمیزی کی سزا فوراً ہی مل گئی

گزشتہ برس ہم صدر ریلوے اسٹیشن کراچی کسی کام کیلئے گئے ہم سڑک کے کنارے کنارے چل رہے تھے کہ ہماری بائیں جانب ایک ادھیڑ عمر کا شخص ہاتھ گاڑی پر کچھ سامان لئے آہستہ آہستہ چلا جا رہا تھا۔ گرمی سخت تھی اور اسکا پورا جسم پسینے میں شرابور تھا۔ اچانک سرخ رنگ کی ایک کار پیچھے سے آئی اور ہاتھ گاڑی سے ٹکرا گئی۔ ہاتھ گاڑی کا سامان زمین پر بکھر گیا اور ہاتھ گاڑی کا مالک پانچ فٹ دور جا گرا۔ اس کی جان تو بچ گئی لیکن کافی نقصان ہوا۔ کار سے سفید کوٹ میں ملبوس ایک صاحب برآمد ہوئے اور بجائے اپنی غلطی کی معافی مانگنے کے اس شخص کے منہ پر زوردار تھپڑ رسید کردیا۔ اور غصے سے بولے "گدھے تمہیں چلنے کی تمیز نہیں ہے"۔ ہمیں یہ دیکھ کر بہت غصہ آیا وہ صاحب کار میں بیٹھ کر ٹھاٹ سے چلے گئے۔ وہ غریب شخص کافی دیر تک روتا رہا۔ اس نے بتایا کہ گاڑی میں ڈبے رکھے ہوئے تھے جن میں شیشے کے برتن تھے جو سب کے سب ٹوٹ گئے تھے۔ برتن کے مالک کو اتنی رقم دینا اس کے بس میں نہیں تھا۔ ہم سب نے ملکر اسے کچھ رقم دی جس سے اس کا حوصلہ ہوا۔ ہم دوبارہ چلنے لگے۔ اگلے چوک پر آئے تو دیکھا کہ سرخ کار ایک بس سے ٹکرا گئی تھی۔ کار کا کچومر نکل چکا تھا جب کہ بس کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا تھا ان صاحب کو بھی کافی چوٹیں آئیں۔ انہیں ایک گاڑی میں ڈال کر ہسپتال پہنچایا گیا۔ اور ہم دونوں سڑک کے کنارے کھڑے سوچ رہے تھے۔ غریب کی بد دعا کتنی جلدی قبول ہوتی ہے۔

(خواجہ محمد اسلم)

دادرسی

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۔

(پارہ ۹، سورۃ الاعراف، آیت ۸۹ صـ۲۵۷)

پروردگار، فیصلہ کر ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان انصاف کے ساتھ، تو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔

رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء ۲۱ آیت ۱۱۲ صـ۵۴۵)

پروردگار، فیصلہ کر انصاف سے، ہمارا پروردگار بڑا مہربان ہے جس سے مدد طلب کیجاتی ہے ان باتوں میں جو تم بیان کرتے ہو۔

رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَن مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

(پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء ۲۶ آیت ۱۱۸ تسہیل صـ۵۹۲)

پروردگار! بے شک میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ پس تو فیصلہ کردے میرے اور ان کے درمیان فیصلہ قطعی اور نجات دے۔ مجھے اور ان کو جو صاحبانِ ایمان میرے ہمراہ ہیں۔

پُراسرار و عجیب

یہ واقعہ تقریباً سات سال پرانا ہے۔ اُس وقت میں بارہ سال کی تھی۔ میں اور باجی ایک کمرے میں سوتے تھے۔ باجی تو سو رہی تھیں اور میں نیند نہ آنے کی وجہ سے اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ حالانکہ اندھیرے سے مجھے ڈر لگتا ہے مگر اس دن خلافِ عادت اندھیرے میں آنکھیں کھلی تھیں۔ رات کے تقریباً بارہ بج رہے تھے۔ میرے سامنے والی دیوار پر ۸/ کی جگہ پر ۳ فٹ چوڑا اور لمبا لکڑی کا ٹکڑا تھا۔ اچانک اس ٹکڑے پر ایک آدمی کا سایہ اس کے سینے تک نظر آیا۔ عجیب بات تھی کہ اندھیرے کے باوجود وہ کالا سایہ صاف اور واضح تھا۔ اس آدمی کے گھنگھر والے بال تھے۔ ہاتھ میں تقریباً ایک فٹ کا لکڑی کا ٹکڑا تھا۔ اس پر ایک بڑی سی کیل کو ہتھوڑی سے ٹھونک رہا تھا۔ اس کے اس عمل کی آوازیں میں نے خود ٹھک ٹھک سنی۔ اس کے بعد غیر ارادی طور پر میری زور سے چیخ نکل گئی۔ امی، ابو جاگ گئے پوچھنے لگے کہ کیا ہوا مگر میں صرف زور زور سے رو رہی تھی۔ حالانکہ میں کبھی آواز سے نہیں روئی۔

امی مجھے باہر لے آئیں اور اپنے ساتھ لٹایا۔ اور قرآنی آیت پڑھنے لگیں۔ باہر ایک چھوٹا سا ستون تھا۔ اب یہ ستون زور زور سے ہلنے لگا۔ مجھے نظر صرف ستون آرہا تھا۔ مگر میں منہ سے کہہ رہی تھی کہ امی! چچا جان کو روکئے، وہ دیوار ہلا رہے ہیں۔ یہ الفاظ میں غیر ارادی طور پر کہہ رہی تھی۔ مگر سُن اور سمجھ رہی تھی۔ امی جان میری بات سن کر ستون کو دیکھتیں تو وہ رک جاتا اور جب میری طرف منہ کرتیں تو پھر وہ زور زور سے ہلنے لگتا۔

اس دن کے تین چار دنوں بعد ایسا ہوتا کہ میں دوپہر یا رات کو سو کر اٹھتی تو نظر تو کچھ نہ آتا تھا مگر ایسا محسوس ہوتا کہ ایک چھوٹا سا ہوا کا گیند ہے اور وہ بڑا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میرے اوپر گرنے لگتا ہے۔ اس لمحے میرا جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا، دل بے چین ہوتا کہ یہ میرے اوپر گر جائے گا۔ اس کے بعد میری چیخ نکل جاتی! اور پھر میں زور زور سے روتی جاتی تھی امی آیاتِ قرآنی پڑھ کر پھونکتیں۔ مگر کافی دیر بعد آرام آتا۔ اس رونے کے دوران غیر ارادی طور پر بولتی۔ مثلاً ایک دفعہ میں کہہ رہی تھی "امی! یہاں سے ہٹ جائیں، یہاں پانی ہے"۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ ساری باتیں میں سنتی اور سمجھتی تھی مگر بولنا میرے بس میں نہ تھا۔ ایسا تقریباً پانچ یا چھ دفعہ ہوا، پھر ایک

مولوی صاحب نے دم وغیرہ کیا اور مجھے آرام آگیا۔

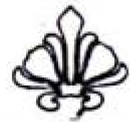
توجیہہ:۔ آدمی ہر آن، ہر سیکنڈ، ہر لمحہ، ہر منٹ اور ہر گھنٹے بدلتا رہتا ہے۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ ایکدن کا بچہ دوسرے دن وہ نہیں رہتا۔ جو پہلے دن تھا۔ اسی طرح پانچ سال کا بچہ وہ نہیں رہتا جو ایک سال کا تھا اور جوانی پورے بچپن کو کھا جاتی ہے اور پھر بڑھاپا جوانی کے اوپر دبیز پردے ڈال دیتا ہے۔

زندگی دراصل لمحات پر موت وارد ہونیکا نام ہے۔ یا وہ لمحہ بہ لمحہ پیدا ہوتی رہتی ہے۔ روحانی نقطۂ نظر سے عمر کو چار حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک حصّہ وہ ہے جس میں آدمی جنّت کی یا عالمِ غیب کی دنیا سے روشناس ہوتا ہے۔ جیسے جیسے عالمِ اسباب یا عالمِ ظاہر کی چھاپ اس پر پڑتی ہے جنّت کی دنیا سے روشناسی پسِ دیوار چلی جاتی ہے۔ عمر کا یہ حصّہ ۱۲ اور ۱۴ سال تک قائم رہتا ہے۔ اس عمر کو پہنچنے کے بعد شعور کی مکمل کارفرمائی کا آغاز ہوتا ہے اور لاشعوری تحریکات کا صرف احساس رہ جاتا ہے۔

ہم سب نے کبھی یہ ضرور دیکھا ہوگا کہ چراغ جب بجھتا ہے تو اس کی لَو تیز ہو جاتی ہے اور بھڑک کر بجھ جاتا ہے۔

آپ کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہے۔ چوں کہ لاشعوری طور پر آپ بہت زیادہ طاقتور ہیں اسلئے جب لاشعور نے اپنی ڈیوٹی قانونِ قدرت کے مطابق، شعور کو سونپی، دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اور دماغ کے وہ خلیئے چارج ہو گئے جو مکان کو زمان کی گرفت سے باہر دیکھتے ہیں۔ یعنی آدمی کے اندر ایسی سینس پیدا ہو جاتی ہے کہ فاصلہ اور مکان کا ٹھوس پن نظروں سے معدوم ہو جاتا ہے۔ کچھ پڑھنے یاد کرنے میں بھی لاشعوری کیفیات کام کرتی ہیں۔ جب اس کیفیت کو لاشعوری طاقت نے دبانا چاہا تو حالات معمول پر آگئے۔ لیکن اگر یہ کیفیت کسی روحانی آدمی کے سامنے آجاتی تو وہ اس کو برقرار رکھنے کی تدبیر کرتا کیوں کہ یہ کیفیت آدمی کو قدم قدم چلا کر، خلاء کے اس پار لے جاتی ہے۔ اس طرح شعور بھی کام کرتا رہتا ہے۔

عابدہ نسرین (کویت)



خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور ڈالیں ــــ منیجر ــــ

قسط ۳

نبیوں کی شریکِ حیات

حسن الہاشمی، فاضل دارالعلوم دیوبند

واہلہ، زوجۂ نوح علیہ السّلام[1]

اگرچہ واہلہ کو نوح علیہ السّلام جیسے جلیل القدر نبی کی بیوی ہونے کا فخر حاصل ہوا، مگر افسوس کہ اس نے اپنی بددینی کی وجہ سے اپنے عظیم الشان شوہر کی ذرا بھی قدر نہ کی اور دنیا کے ساتھ اپنی آخرت بھی بگاڑ لی اور لاکھ کوشش کے باوجود حضرت نوحؑ پر ایمان نہ لائی۔ واہلہ اور اس کی قوم نے جس پر نوح علیہ السّلام نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ نعوذ باللہ آپ کو مجنوں اور دیوانہ قرار دیا اور ان کو مختلف قسم کی اذیتیں دیں اور بالآخر طوفانِ عظیم میں دوسرے منکرین نبوت اور دشمنانِ دین کے ساتھ واصل جہنم ہو گئیں۔

قرآنِ حکیم میں ارشادِ ربانی ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ
کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ
یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَّ قِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰا خِلِیْن

خدا نے کافروں کیلئے نوح اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرمائی ہے یہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں دونوں نے اپنے شوہروں کی نافرمانی کی تو ان کے شوہر خدا کے مقابلہ میں ان کے کام نہیں آئے اور ان سے کہدیا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ۔

[1] حضرت نوح علیہ السّلام کا اصلی نام عبدالجبار تھا۔ لیکن چونکہ آپ اپنی قوم کی خرابیوں پر اکثر نوحہ کیا کرتے تھے اس لئے کثرتِ نوحہ کی وجہ سے آپ کا نام نوح پڑ گیا۔ قرآن حکیم میں یہ بات ارشاد فرمائی گئی ہے کہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس بھیجا اور وہ اپنی قوم کے پاس ساڑھے نو سو سال تک رہا۔ لیکن اتنی طویل مدت میں مسلسل تبلیغ دین کرنیکے باوجود صرف چالیس مرد اور چالیس عورتیں ایمان لاسکیں۔ روایات میں آتا ہے کہ نوح علیہ السّلام ہر روز کسی پہاڑ پر چڑھ کر یہ صدا لگاتے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور ان کی یہ صدا باذن اللہ مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتی تھی مگر ان کی قوم کے لوگ ان کی یہ صدا سنکر اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے تھے، اور بعض لوگ اپنے چہرے کو کپڑے سے چھپا لیتے۔ اور بعض کافر اور بدبخت لوگ حضرت نوحؑ کی آواز سنکر بھاگ جاتے تھے اور بعض ملعون قسم کے لوگ حضرت نوحؑ کو زدوکوب بھی کیا کرتے تھے اور انکے ساتھ طرح طرح کی گستاخیاں کرنے سے بھی باز نہیں آتے تھے بعض اوقات یہ بھی ہوتا کہ ظالم لوگوں کا ظلم برداشت کرتے کرتے آپ بیہوش ہو جاتے تھے لیکن جب بھی آپکو ہوش آتا آپکی زبانِ مبارک پر یہی بات ہوتی کہ اللہ ایک ہے، وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور میں اس کا بندہ ہوں، اسکا رسول ہوں۔ ساڑھے نو سو سال کے بعد مظالم و مصائب سے تنگ آ کر حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کے لئے بددعا کی اور اس کے وہ طوفان آیا جو طوفانِ نوح کے نام سے مشہور ہے۔

جامع التاریخ میں لکھا ہے کہ۔

واہلہ منافق اور بددین عورت تھی اور اس نے اپنے شوہر کا کبھی کہنا نہیں مانا نہ ان کے حقوق کا کچھ خیال کیا۔ آخرکار وہ ہلاک ہوئی۔ اور جب تک دنیا قائم ہے وہ اپنی بددینی کی وجہ سے رسوا اور ذلیل رہے گی۔ واہلہ اپنے شوہر کی جانب کبھی بھی راغب نہیں ہوتی تھی اور نہ اُن کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتی تھی۔ بلکہ انکی ہر خدمت سے پہلوتہی کرتی تھی اور ان سے بددلی کا اظہار کرتی تھی۔ اور سب سے خراب بات یہ تھی کہ اُن کی نبوت کی تکذیب کیا کرتی تھی۔ اس نے اپنی دنیا کے ساتھ اپنی آخرت کو بھی برباد کر لیا۔ اور وہ اپنے کئے کا ہمیشہ بھگتان بھگتے گی، اور دوزخ کے عذاب سے کبھی چھٹکارا نہ پاسکے گی۔ اس کا بیٹا کنعان بھی طوفان میں ہلاک ہوا، کیونکہ ان دونوں نے کشتیٔ نوح میں سوار ہونے سے گریز کیا۔ نوح علیہ السّلام نے بہت نصیحت کی۔ اور فرمایا۔

یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ ؕ (سورۂ ہود)

اے میرے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کا ساتھ نہ دے۔

مگر اس نے نہیں مانا اور یہ جواب دیا۔

سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ (سورۂ ہود)

میں ایک پہاڑی کی جانب پانی سے پناہ لوں گا۔

نوح علیہ السّلام کے بیٹے کا نام بعض مؤرخین نے یام بعض نے رائع اور بعض نے کنعان لکھا ہے[1] لیکن کنعان کا نام معروف ہے۔ بہرکیف ماں بیٹے دونوں غرقِ طوفان ہو کر ہلاک ہو گئے اور دونوں نے اپنے کئے کی سزا پائی۔

علّامہ ابن ابن اثیرؒ نے لکھا ہے کہ نوحؑ نے اپنا نکاح عمرورہ بنت براکیل ابن محویل بن خندق بن قین سے کیا۔ اس سے تین بچے حامؔ، سامؔ اور یافث پیدا ہوئے۔[2] نوح علیہ السّلام اپنی قوم کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ مگر یہ قوم ان پر ہنستی اور ان کا مذاق اڑایا کرتی تھی۔ اور قسم قسم کے مظالم ان پر توڑے جاتے تھے۔ اس سے پہلے بھی قوم کا حال بدتر تھا اور وہ کفر و شرک کی دلدل میں پھنسی ہوئی تھی۔ ان حالات میں نوح علیہ السّلام مبعوث ہوئے اور انہوں نے انسانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ ان کی بیوی ابتداءً اور پردہ کفار سے اتفاق رکھتی تھی اور بظاہر مسلمان بنی رہتی تھی۔ آخر میں

[1] روضۃ الصفاء جلد اول صفحہ ۱۹ [2] تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول۔

کھل کر کفار میں شامل ہو گئی۔ اور اس طرح اس نے نافرمانی کے ساتھ ساتھ نوحؑ سے کھلی بے وفائی کی۔

مورخ ابن جریر طبری کا بیان ہے کہ طوفان کے بعد نوح علیہ السلام کی جو اولاد پیدا ہوئی۔ اس سے دنیا آباد ہوئی۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ؁ اور ہم نے نوحؑ کی اولاد کو دنیا میں باقی رکھا۔ گویا کہ فرمانبردار اولاد باقی رہی اور نافرمان اولاد نذرِ طوفان ہو کر اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ طوفانِ نوح ساری دنیا میں آیا تھا مقامی نہ تھا۔ اور اب جس قدر آدمی دنیا میں ہیں۔ یہ حام، سام اور یافث کی اولاد ہیں۔؂ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام درحقیقت آدمِ ثانی تھے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

عمورہ، زوجۂ نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام دنیا کے وہ پہلے نبی تھے جو توحید خداوندی کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ خدا کے عذاب سے ڈرانے کیلئے مبعوث ہوئے تھے۔ آپ کا شمار اولوالعزم نبیوں میں ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں تقریباً ۴۳ جگہ آپ کا تذکرہ ہوا ہے۔ آپ نے اپنا دوسرا نکاح عمورہ نامی عورت سے کیا جو قابیل کی اولاد میں سے تھیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی عمر جس وقت پانچ سو برس کی ہوئی۔ اس وقت عمورہ کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں سام، حام، یافث، تینوں مسلمان اور نوح کے فرمانبردار تھے۔

تاریخ میں حضرت عمورہ کے بارے میں مزید تفصیلات نظر نہیں آئیں تاہم یہ اشارات ملتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دوسری بیوی صاحب ایمان تھیں۔ وہ واہلہ کی طرح بددین نہیں تھیں۔ اور عمورہ نے زندگی کے آخری ایام تک حضرت نوحؑ اور ان کے مشن سے وفا کی اور عمر کے آخری ایام تک صاحب ایمان رہیں۔

اس دنیا میں بالعموم عورتیں دو ہی قسم کی ہوتی ہیں۔ عورتوں کی ایک قسم کو جنت سے اور دوسری قسم کو دوزخ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ایک شریک حیات اچھی تھی اور ایک بُری تھی ـــــ اچھائی اور برائی ہمیشہ انسان کا تعاقب کرتی ہے۔ ہزاروں برس کے بعد آج دنیا میں نوح علیہ السلام کی بُری بیوی کا ذکر بُرائی کے ساتھ اور اچھی بیوی کا ذکر اچھائی کے ساتھ ہوتا ہے۔ (باقی آئندہ)

؁ روایات میں آتا ہے کہ اہل عرب اور عجم سام کی اولاد میں سے ہیں اور اہل ہند اور اہل حبش حام کی اولاد میں سے ہیں۔ اور اہل ترکستان یافث کی اولاد میں سے ہیں۔

؂ اور یہ بھی مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ایک دن سو رہے تھے۔ ان کا ستر عورت کھل گیا۔ حام کی نظر اس پر پڑی، وہ ہنس کر چپ ہو رہا۔ اور جب سام کی نظر پڑی تو اس نے کپڑا ڈھک دیا۔ جب نوحؑ کو اس کا پتہ چلا تو انہوں نے سام کو دعائیں دیں۔ اور حام کو حضرت نوحؑ نے اس کی بےحیائی کی وجہ سے بددعا دی۔ چنانچہ تمام نیک اور خوبصورت اولاد دعا کی وجہ سے حضرت سام کی نسل میں پیدا ہوئی اور بدصورت بچے بددعا کی وجہ سے حام کی نسل میں پیدا ہوئے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سلسلہ ۶

کرشمۂ اعداد

اپنی خامیاں دور کیجیے

حسن الہاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند

اگر مندرجہ ذیل خاکے میں آپ کو اپنے نام کے حروف بھرنے پر پتہ چلے کہ بعض حروف بعض خانوں میں موجود نہیں ہیں تو سمجھ لیں کہ ان حروف کی غیر موجودگی آپ کیلئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ اپنی کوتاہیوں اور خامیوں کو پہچانیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔

مثال:۔ اگر اقبال۔ احمد۔ صدیقی۔ آپ کا نام ہے تو سب سے پہلے اپنے نام کے اعداد نکال لیں۔ جو بالترتیب یہ ہوں گے۔ (واضح رہے کہ صفر شمار نہیں ہوگا)

اقبال	احمد	صدیقی
۳۱۲۱۱۱	۱۸۴۴	۹۴۱۱۱

اب ان کو اس مثلث میں شامل کر کے حساب دیکھیں۔

۳ ایک بار	۲ ایک بار	۱ ۷ بار
۶ غائب	۵ غائب	۴ ۳ بار
۹ ایک بار	۸ ایک بار	۷ غائب

اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے نام میں سے تین ہندسے بالکل غائب ہیں۔

(۱) ـــ ۵ ـــــ کی غیر موجودگی ثابت کرتی ہے کہ آپ کے اندر شرمیلا پن، جذبہ رشک و حسد اور کم ہمتی پائی جاتی ہے۔

(۲) ـــ ۶ ـــــ کی غیر موجودگی ثابت کرتی ہے کہ آپ میں اپنی خامیوں کو نہ سمجھنے کا مزاج، غلط باتوں پر اڑے رہنے کی عادت، ذمہ داریوں سے جی چرانے کی خصلت، بحث و مباحثہ کا مزاج اور اپنی خامیوں پر نظریں نہ ڈالنے کا مزاج آپ میں موجود ہے۔

(۳) ـــ ۷ ـــــ کی غیر موجودگی ثابت کرتی ہے کہ اپنی بات کو چھپائے رکھنے کا مزاج، الگ تھلگ رہنے کی عادت، سخت دلی اور مصیبت کا آپ شکار ہیں۔

(۴) ـــ ۸ ـــــ کی غیر موجودگی کا مطلب ہوگا کہ غربت کا خوف، کنجوسی، دولت کی حرص آپ میں پائی جاتی ہے۔ اگر کسی کے نام میں مندرجہ ذیل ہندسے غائب ہوں تو یہ درج ذیل نتائج برآمد ہوں گے۔

ایک کی غیر موجودگی کا مطلب ہوگا۔ عزائم کی راہ میں بے پناہ رکاوٹیں۔ طبیعت میں سستی، احساس کمتری اور فیصلوں میں ہچکچاہٹ۔

۲ ـــ کی غیر موجودگی کا مطلب ہوگا۔ بے صبرا پن، باغیانہ ذہنیت، حساس ہونا، سیاسی سوجھ بوجھ کا فقدان۔

۳ ـــ کی غیر موجودگی کا مطلب ہوگا۔ صلاحیت کا فقدان، خود اعتمادی کی کمی، باتونی پن۔

۴ ـــ کی غیر موجودگی کا مطلب ہوگا۔ ہر وقت کی الجھن، کاموں سے بھاگنے کی عادت، مسلسل بیماریاں۔ غیر ذمہ داری۔

۹ ـــ کی غیر موجودگی کا مطلب ہوگا۔ خود غرضی اور دوسروں سے لاتعلقی۔



چار آنکھوں والی بدروح

اس رات تاریکی نے اپنے سبھی سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے تھے۔ سرد ہواؤں نے پورے ماحول کو یخ بستہ بنا کر رکھ دیا تھا اور میں آتش دان کے قریب لال ٹین کی مدھم روشنی میں اپنے بستر پر دراز ایک اہم کتاب کے مطالعے میں مستغرق تھا۔

گاؤں کے جس بوسیدہ اور قدیم ریسٹ ہاؤس میں اس وقت میں مقیم تھا وہ مجھے حکومت کی طرف سے دیا گیا تھا۔ کبھی اس ریسٹ ہاؤس کو ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے افسران کیلئے بنوایا تھا۔ اس اندھیرے اور بوسیدہ ریسٹ ہاؤس کی قدر و قیمت بھی اس مفلس اور غریب گاؤں میں کسی محل سے کم نہیں تھی۔ کچے مکانوں اور جھونپڑوں میں رہنے والے لوگ یقیناً ہی مجھے رشک آلود نظروں سے دیکھتے رہے ہوں گے۔

سب سے نزدیک ترین شہر بھی اس اجڑے ہوئے گاؤں سے سینکڑوں میل کے فاصلے پر تھا۔ گاؤں میں داخل ہونے کیلئے ایک کچے اور اوبڑ کھابڑ راستے کو عبور کرنا پڑتا تھا۔ گاؤں کے اطراف گھنے جنگلات کا ایک وسیع سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور یہی وجوہات تھیں جن کی بنا پر کوئی بھی سرکاری افسر یہاں رہنے کو اپنے لئے ایک قید سمجھتا تھا۔ خود گاؤں کے لوگ بھی زیادہ خوشحال نہیں تھے۔ دن بھر کی محنت و مشقت کے بعد دو وقت کی روٹی بھی ان بے چاروں کو بڑی مشکل سے میسر آتی تھی۔

محکمۂ جنگلات نے جس وقت میرا تبادلہ اس گاؤں میں کیا تب مجھے یہاں کے حالات کا زیادہ علم نہیں تھا لیکن جب میں یہاں آگیا تو مجھے پُر اسرار اور عجیب و غریب حالات سے دوچار ہونا پڑا اور ان حالات کا دماغ پر کچھ اتنا اثر ہوا کہ انہیں ذہن سے مٹانے کیلئے میں نے معلوماتی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا۔

ہاں تو میں اس رات کا ذکر کر رہا تھا جو حد سے زیادہ تاریک تھی۔ اس وقت میں لحاف میں دُبکا ہوا ایسی ہی ایک کتاب کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ رات کا ایک بج چکا تھا۔ عموماً میں ایک بجے کے بعد ہی سونے کا عادی ہوں اور صبح گیارہ بجے سے قبل بیدار نہیں ہوتا۔

میں نے کتاب تکیئے کے سرہانے رکھ دی اور سونے کیلئے لال ٹین کی لو کم ہی کر رہا تھا کہ باہر ایک شخص کی دہشت ناک چیخ سے میرے کان کھڑے ہو گئے۔ اور پھر اس کے زور زور سے رونے کی آواز نے ماحول پر ایک عجیب سی پراسرار کیفیت طاری کر دی۔

میں نے عقبی دروازہ کھولا اور اسے دیکھنے باہر نکل گیا ماچس کی مدھم روشنی میں بار بار تلاش کرنے پر وہ ایک کونے میں سہما سہما ساکھڑا دکھائی دیا۔ جیسے ہی میں اس کے قریب پہنچا وہ التجا آمیز چیخ کے ساتھ میرے قدموں پر گر پڑا اور پھر بے ہوش ہوگیا۔ اس کی چیخ سنکر گاؤں کے دوسرے لوگ بھی باہر آگئے تھے۔ ہم سب نے اسے اٹھایا روشنی میں اس کا چہرہ دیکھا گیا تو ایک شخص نے فوراً اسے شناخت کرلیا۔ وہ گاؤں کا ہی ایک مزدور سومو تھا۔

بے ہوشی کی حالت میں ہم جب اسے اس کے گھر لے گئے تو اس کی بیوی وہاں موجود نہیں تھی اور بچے بلک بلک کر رو رہے تھے۔ رات بھر لوگوں نے انتظار کیا لیکن اس کی بیوی نظر نہ آئی۔ اور نہ ہی وہ خود ہوش میں آیا۔ سومو کی بیوی کو جگہ جگہ تلاش کیا لیکن وہ نہیں ملی۔ اس کا اس طرح پراسرار طور پر غائب ہوجانا سبھی کیلئے ایک عجیب بات تھی۔

صبح سومو کو ہوش آیا تو بہت دیر بعد وہ کچھ بتانے میں کامیاب ہوسکا۔

اس نے مجھے بتایا۔

"حضور! میری بیوی کا دماغ کچھ خراب سا تھا۔ رات کو وہ لالٹین لیکر باہر جھاڑیوں کی طرف گئی تھی۔ جب بہت دیر ہوگئی اور وہ نہ لوٹی تو میں اس کی تلاش میں باہر آیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک چار آنکھوں والا خوفناک آدمی میری بیوی کو دبوچے ہوئے جنگل کی طرف لے جا رہا تھا۔ وہ شخص اتنا ڈراؤنا اور طاقت ور تھا کہ میری ہمت اس کے پیچھے جانے کو نہ ہوئی۔ وہ آدمی نہیں کوئی بدروح معلوم ہوتا تھا۔ میں چیخ چیخ کر رونے لگا۔ وہ بار بار کہہ رہا تھا" حضور اب وہ لوٹ کر نہیں آئے گی میرے بچوں کا کیا ہوگا۔

سومو کی اس بے تکی کہانی پر مجھے یقین نہیں آ رہا تھا لیکن اس سے پہلے بھی گاؤں کے لوگ کسی چار آنکھوں والے ڈراؤنے انسان کا ذکر کر چکے تھے۔ پھر بھی سومو کی بیوی کے تعلق سے یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔

لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ چار آنکھوں والا شخص کچھ دیر کیلئے دکھائی دیتا ہے اور پھر ایک دم غائب ہوجاتا ہے لیکن میری رائے میں یہ کوئی خطرناک آدم خور جانور تھا جسے گاؤں والے کوئی بدروح سمجھ رہے تھے۔

ہم برطانوی لوگ ایسی باتوں پر مطلق یقین نہیں کرتے لیکن حالات اب کچھ ایسے ہوگئے تھے جن کی بنا پر مجھے بھی اس چار آنکھوں والے شخص کے وجود پر کچھ کچھ یقین ہو چلا تھا۔

دو ہفتے بعد ایک شخص نے صبح صبح آکر مجھے بتایا کہ گزشتہ رات کو اس نے چاندنی میں صاف طور پر اس شخص کو دیکھا ہے وہ بالکل ہم انسانوں کی طرح ہے لیکن اس کی آنکھیں چار ہیں اس کا چہرہ اتنا ڈراؤنا ہے کہ نظر اس پر نہیں ٹھہرتی۔ اس نے بتایا کہ اتنے دور ہونے پر بھی اس کے چہرے کی وحشت صاف نظر آ رہی تھی۔ ڈر کے مارے میں اپنی جھونپڑی میں گھس گیا اور دروازہ اچھی طرح بند کرلیا۔

گاؤں والے بری طرح خوفزدہ ہوگئے تھے۔ رات کو اگر انہیں کہیں جانا ہوتا تو ایک ساتھ کئی کئی لوگ ٹولیاں بنا کر چلتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بھی درخواست کی کہ میں بھی رات کے وقت اکیلے باہر نہ نکلوں۔

ایک روز گاؤں کے بڑے بوڑھے جمع ہوکر میرے پاس آئے اور انہوں نے ہاتھ جوڑ کر مجھ سے اس چار آنکھوں والی بلا سے چھٹکارا دلانے کو کہا۔ خود مجھے بھی اس خوفناک بلا کو دیکھنے کا بڑا تجسس تھا لیکن کئی بار کوشش کے باوجود بھی میں اسے دیکھنے میں ناکام رہا۔ چنانچہ میں نے گاؤں والوں سے کہا کہ جب بھی اس کی موجودگی کی اطلاع ملے مجھے فوراً خبر کی جائے۔

اس داستان کو لکھتے وقت گاؤں کی اس پاگل بڑھیا کا ذکر کرنا بھی میں ضروری سمجھوں گا جو اکثر راتوں کو بڑبڑاتی ہوئی جنگل کی طرف جاتی تھی اور پھر چیختی ہوئی گاؤں کی طرف لوٹتی تھی۔ اکثر اس بڑھیا کے آنے کے بعد ہی اس چار آنکھوں والے انسان کو دیکھا جاتا تھا۔ اس لئے میں نے گاؤں والوں سے یہ بھی کہہ رکھا تھا کہ جب بھی یہ پاگل بڑھیا جنگل کی طرف جائے اس وقت مجھے مطلع کیا جانا چاہیئے۔

ایک روز صبح گیارہ بجے جب میں نیند سے بیدار ہوا تو پورے گاؤں میں صف ماتم بچھا ہوا تھا۔ اپنے اردلی سے جب میں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ رات کو گاؤں کے چودھری کی جوان لڑکی اپنے گھر ہی میں سے پراسرار طور پر غائب ہوگئی۔ صبح گھر کا دروازہ کھلا ہوا ملا تھا ـــــ اور لڑکی گھر میں موجود نہیں تھی۔ گاؤں والوں کا یہ خیال تھا کہ یہ چار آنکھوں والی بدروح کا ہی کام ہے۔ ان کی نظر میں اب یہ چار آنکھوں والی بلا صرف عورتوں کی ہی دشمن بن کر رہ گئی تھی۔

میں نے مزید پوچھ تاچھ کی تو معلوم ہوا کہ رات کو پھر پاگل بڑھیا جنگل کی طرف گئی تھی اور کب رات کو واپس لوٹی یہ کسی کو بھی خبر نہ تھی۔ پھر جب اسے تلاش کیا گیا تو وہ اپنی جھونپڑی میں سوتی ہوئی پائی گئی۔

میں نے جب گاؤں والوں سے دریافت کیا کہ بڑھیا کے جنگل میں جانے کی خبر مجھے کیوں نہ کی گئی تو سبھی خاموش ہوگئے۔ ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ رات کو کسی کی ہمت بھی آپ کے گھر کی طرف جانے کو نہیں ہوئی۔

میں نے انہیں بزدل کہہ کر ڈانٹا اور تنبیہ کی اب پھر اگر ایسا ہو تو ٹولی بنا کر ہی آکر مجھے مطلع ضرور کرنا۔

تین روز بعد ایک رات کو گاؤں کا ایک نڈر نوجوان ہانپتا کانپتا ہوا میرے پاس آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ ابھی ابھی بوڑھی عورت بڑبڑاتی ہوئی جنگل کی طرف گئی ہے۔

میں نے ذرا بھی دیر نہ کی اور اس نوجوان کو ساتھ لیکر مع اپنی رائفل کے جنگل کی طرف روانہ ہوگیا۔ تھوڑی دیر میں وہ پاگل عورت چیختی چلاتی دوڑتی ہوئی واپس گاؤں کی طرف آ رہی تھی۔

نوجوان نے مجھے بتایا کہ حضور اب چار آنکھوں والا آدمی بھی ضرور نظر آئے گا۔

اور واقعی تھوڑی دیر بعد میں خود اس پُراسرار شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

اندھیری رات میں ایک گھنے درخت کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا چار آنکھوں والا خوفناک شخص کھڑا مجھے گھور رہا تھا۔ میں اس کی آنکھوں کی تاب نہ لاسکا اور میرے ہاتھ پاؤں شل ہوگئے۔ ایسی عجیب و غریب چیز میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھی تھی۔ تعجب اس بات کا تھا کہ کافی فاصلے پر ہوتے ہوئے بھی وہ شخص اتنا صاف نظر آ رہا تھا کہ جیسے دو قدم کے فاصلے پر ہی کھڑا ہو۔

میں نے مصلحتاً گولی نہیں چلائی اور واپس چلا آیا۔

میں یہ سوچکر لوٹ آیا تھا کہ کہیں اسے مارنے پر حکومت مجھے سزا نہ دیدے۔ چنانچہ اپنے قاصد کے ہاتھ میں نے فوری ایک فائل ریسی ڈینٹ کو روانہ کی جس میں پورے حالات درج تھے اور اس پراسرار شخص کو گولی سے اڑانے کی اجازت مانگی تھی۔

وہاں سے کئی دنوں میں یہ جواب آیا کہ اگر حالات واقعی سنجیدہ ہوں تو کوشش کیجئے کہ اسے زندہ ہی گرفتار کرلیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے گولی بھی ماری جاسکتی ہے

اجازت مل جانے کے بعد میں نے ایک بار پھر گاؤں والوں سے درخواست کی کہ مجھے پاگل بڑھیا کی جنگل کی طرف روانگی کی

فوراً اطلاع دی جائے۔ لیکن اب گاؤں والے مجھے بزدل سمجھ رہے تھے۔

لیکن ایک رات بالآخر مجھے ایک اور موقعہ مل گیا ـــــــــ وہی نوجوان پھر خبر لایا کہ بڑھیا جنگل کی طرف ابھی ابھی گئی ہے۔ میں نے پھر اسے ساتھ لیا اور پہلے کی طرح رائفل لے کر ٹھیک اسی جگہ پہنچ گیا جہاں پہلے میں نے اس چار آنکھوں والی عفریت کو دیکھا تھا۔ لیکن بوڑھی عورت ابھی واپس نہیں لوٹی تھی۔

کافی دیر تک انتظار کرنے پر بھی جب وہ واپس نہ لوٹی تو ہم اور آگے بڑھے۔ ابھی ہم چل ہی رہے تھے کہ میں کسی چیز سے ٹکرایا اور اوندھے منہ گر پڑا۔ ماچس جلا کر دیکھا تو میرے اوسان خطا ہو گئے۔ میں پاگل بڑھیا کی لاش سے ٹکرا کر گرا تھا جس کا سر دھڑ سے جدا تھا۔ ابھی میں بڑھیا کی لاش دیکھ ہی رہا تھا کہ اس نوجوان نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے مجھے سامنے دیکھنے کو کہا۔

ہمارے عین سامنے ہی چار آنکھوں والا وہ شخص کھڑا تھا اور کچھ اس طرح ہمیں گھور رہا تھا جیسے کھا جائے گا۔ اس کی چار آنکھیں کسی جانور کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس کا ڈیل ڈول اور خوفناک شکل دیکھ کر میں نے اسے زندہ گرفتار کرنے کا ارادہ چھوڑ دیا اور نشانہ لیکر گولی داغ دی۔

جیسے ہی اسے گولی لگی ایک ہیبت ناک چیخ فضا میں گونجی جس کیلئے میرا دعویٰ ہے کہ اگر کوئی یکایک اسے سُن لے تو وہ یا تو پاگل ہو جائے یا پھر خوف سے مر جائے گا۔

چار آنکھوں والا شخص ایک گولی میں ہی ڈھیر ہو چکا تھا تھوڑی دیر بعد ہم اس کی لاش کے قریب پہنچ گئے۔ لیکن یہ معمہ شاید میں زندگی بھر نہ سمجھ پاؤں گا کہ اس جگہ ایک انسان کے بجائے ایک بھیڑیئے کی لاش پڑی ہوئی تھی جس کا چہرہ بالکل انسان جیسا تھا اور دھڑ کسی بھیڑیئے کا۔ اچانک جسم کی اس تبدیلی کا راز کیا تھا یہ تو خدا ہی جانے لیکن پھر اس دن کے بعد وہ چار آنکھوں والی بدروح نہ تو کسی کو نظر آئی اور نہ ہی اس کی وجہ سے گاؤں کا اور کوئی شخص ہی پریشان ہوا۔

عجیب و غریب فارمولے

مرگی دور کرنا: ۔ اگر سیاہ کتے کے بال مرگی والے کے باندھ دیں تو مرض دفع ہو۔

چہرے کا چمکدار ہونا اگر بطخ کا گوشت بکثرت استعمال کریں تو قوتِ باہ میں اضافہ ہو اور چہرہ بھی روشن ہو جائے۔ بطخ کے انڈے کھانے سے بھی قوتِ باہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

دشمنی کا ذریعہ: اگر طوطے کا خون خشک کر کے پیس کر جن دو آدمیوں کے درمیان دانستگی میں چھڑک دیں تو ان میں دشمنی پیدا ہو جائے گی۔

دشمنی کیلئے اگر کسی عورت اور مرد میں دشمنی کرانی ہو تو مرد کا پہنا ہوا کپڑا اور عورت کے کنگھی کئے ہوئے بال لیکر ایک ساتھ جلا کر راکھ کر لیں۔ پھر لاعلمی میں دونوں کو یہ راکھ کسی بھی چیز میں ڈال کر کھلا دیں۔ دونوں میں دشمنی پیدا ہو گی۔

ہر دلعزیزی کیلئے اگر ہدہد کو کسی اسمٰعیل نامی شخص کے دروازے پر ذبح کر کے اور اسکے خون کو شکر اور اٹن کے ہمراہ ملا کر منہ پر مَل لے تو ہر دیکھنے والا محبت کرنے پر مجبور ہو گا۔

● ● ●

تنگی اور مفلسی کے اسباب

● نافع الخلائق میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص (۱) کنگھی کھڑے ہوکر کرے قرضدار ہو جائے (۲) اور جو شخص کھانے کو کھانے سے پہلے سونگھے اس کی خیر و برکت جاتی رہے (۳) حضرت سلیمان علیہ السّلام کا ارشاد ہے کہ جس گھر میں خیانت و چوری ہو اس گھر میں برکت نہیں ہوتی۔

● ایک مرتبہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے اپنے خاص احباب کی مجلس میں یہ فرمایا کہ ۹ باتوں سے محتاجی پیدا ہوتی ہے۔
(۱) مکڑی کا جالا گھر میں لگے رہنے سے (۲) جھوٹی قسم کھانے سے (۳) زنا کرنے سے (۴) طمع سے (۵) مغرب و عشاء کے درمیان سونے سے (۶) گانا بجانا سننے سے (۷) سائل کو اکثر محروم واپس کر دینے سے (۸) تقدیر پر یقین نہ رکھنے سے (۹) رشتے داروں سے بُرا سلوک کرنے سے۔

● حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو بد دعا مت دو ـــــ جو شخص اپنی اولاد کو بد دعا دیتا ہے وہ محتاجی اور افلاس میں مبتلا ہو کر رہتا ہے ● حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں محتاجی کا سبب ہیں۔
(۱) مُردے کے قریب کھانا، کھانا (۲) لنگی یا پائجامہ کھڑے ہوکر پہننا (۳) بیٹھ کر پگڑی باندھنا (۴) جوں کو پکڑ کر زندہ چھوڑ دینا (۵) پوشیدہ بالوں کو قینچی سے کاٹنا (۶) ٹوٹے ہوئے برتن میں پانی پینا (۷) جوتے یا چپل کا تلہ جان بوجھ کر دیکھنا (۸) نماز میں سستی کرنا (۹) لوگوں سے بد اخلاقی سے پیش آنا (۱۰) بات بات پر جھوٹ بولنا۔

● ایک حدیث میں یہ فرمایا گیا کہ تین آدمی ہمیشہ روزی کی تنگی میں مبتلا رہتے ہیں۔
(۱) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والی اولاد (۲) شوہر کے ساتھ خیانت کرنے والی عورت (۳) پڑوسیوں کے ساتھ بُرا سلوک کرنے والا، مندرجہ ذیل تمام باتیں محتاجی اور مفلسی کا سبب ہوتی ہیں۔
(۱) روٹی کوڑے میں پھینکنا (۲) روٹی پڑی دیکھنا اور اٹھا کر اسے محفوظ جگہ نہ رکھنا (۳) ہاتھ منہ آستین سے صاف کرنا (۴) ماں باپ کا دل دکھانا (۵) ماں باپ کو کچھ نہ دینا اور ان کی ضروریات پوری نہ کرنا (۶) استاد کی بے ادبی کرنا (۷) صبح کے وقت سونا (۸) کوڑا کرکٹ گھر میں رکھنا (۹) سڑا ہوا کھانا، کھانا (۱۰) ہاتھ منہ دروازے پر بیٹھ کر دھونا (۱۱) بغیر ہاتھ دھوئے کھانا، کھانا (۱۲) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا (۱۳) وضو کے بعد عبادت سے پہلے دنیا کے کسی کام میں مشغول ہو جانا (۱۴) پیشاب کی جگہ پر وضو کرنا۔ (۱۵) بغیر وضو قرآن پڑھنا (۱۶) لہسن، پیاز کے چھلکے آگ میں ڈالنا (۱۷) تکبّر کا مظاہرہ کرنا (۱۸) ماں باپ کا نام لیکر پکارنا (۱۹) بدن پر پہنے ہوئے کپڑے کو سینا یا سلوانا۔ (۲۰) فقیروں سے اناج خریدنا (۲۱) ٹوٹا ہوا کنگھا یا کنگھی بالوں میں کرنا (۲۲) ناخن کو دانت سے کترنا (۲۳) سجدۂ تلاوت میں تاخیر کرنا (۲۴) رات کو بالکل عریاں یا نیم عریاں سونا (۲۵) رات کو گھر میں بالکل اندھیرا رکھنا۔

● حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جس شخص کو غسل کی حاجت ہے اسے چاہیئے کہ کچھ کھانے پینے سے پہلے وضو ضرور کر لے ورنہ اندیشہ ہے کہ محتاج نہ ہو جائے۔

● بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کپڑوں سے خواہ وہ میلے ہوں گرد جھاڑنا یا جھاڑ دینا بُرا ہے اور اس سے فقر و فاقہ پیدا ہوتا ہے، اسی طرح رات کو جھاڑو دینے سے بھی محتاجی آتی ہے ● نامحرم عورتوں اور مردوں سے اختلاط رکھنے سے بھی برکتیں ختم ہو جاتی ہیں اور افلاس جنم لیتا ہے۔ (واللہ اَعلَمُ بالصَّواب)

پہلی قسط



زندگی اور رنگ

انسان نے ابتک رنگ کی تقریباً ساٹھ قسمیں معلوم کی ہیں۔ ان میں بہت تیز نگاہ والے ہی امتیاز کر سکتے ہیں، جس چیز کو اس کی نگاہ محسوس کرتی ہے، اس کو رنگ، روشنی، جواہرات اور آخر میں کم و بیش پانی سے تعبیر کرتا ہے۔

اس بات سے قطع نظر کہ آسمانی رنگ کیا ہے؟ کس طرح بنتا ہے؟ آیا وہ صرف خیالی ہے یا کوئی حقیقت ہے۔ بہرکیف انسان کی نگاہ اسے محسوس کرتی ہے اور اسے جو نام دیتی ہے وہ آسمانی ہے۔

جب فضا گرد و غبار سے بالکل پاک ہوتی ہے تو آسمانی رنگ کی شعاعیں اپنے مقام کے اعتبار سے رنگ بدلتی ہیں۔ مقام سے مراد وہ فضا ہے جس کو انسان بلندی، پستی، وسعت اور زمین سے قربت یا دوری کا نام دیتا ہے۔ یہی حالات آسمانی رنگ کو ہلکا، گہرا اور زیادہ گہرا، زیادہ ہلکا یہاں تک کہ مختلف رنگوں میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

حد نگاہ سے زمین کی طرف آیئے تو آپ کو نیلے رنگ کی لاتعداد رنگین شعاعیں ملیں گی۔ یہاں اس لفظ رنگ کو "قسم" کہا جا سکتا ہے۔ دراصل قسم ہی وہ چیز ہے جو ہماری نگاہوں میں رنگ کہلاتی ہے، یعنی رنگ کی قسمیں، صرف رنگ نہیں بلکہ رنگ کے ساتھ فضا میں اور بہت سی چیزیں ملی ہوئی ہوتی ہیں وہ اس میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہیں۔ اسی چیز کو "قسم" کے نام سے بیان کرنا ہمارا منشاء ہے۔

رنگ کا جو منظر ہمیں نظر آتا ہے اس میں روشنی، آکسیجن گیس، نائٹروجن گیس اور قدرے دیگر گیسیں (GASES) بھی شامل ہوتی ہیں۔ ان گیسوں کے علاوہ کچھ سائے (SHADES) بھی ہوتے ہیں جو ہلکے ہوتے ہیں یا دبیز، کچھ اور بھی اجزاء اسی طرح آسمانی رنگ میں شامل ہو جاتے ہیں، ان ہی اجزاء کو ہم مختلف قسمیں کہتے ہیں یا مختلف رنگوں کا نام دیتے ہیں لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ انہیں ہلکے اور دبیز سایوں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

جس فضا سے ہمیں رنگ کا فرق نظر آتا ہے اس فضا میں نگاہ اور حد نگاہ کے درمیان، باوجود مطلع صاف ہونے کے بہت کچھ موجود ہوتا ہے۔

فوٹان اور الیکٹران

اول ہم ان روشنیوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو خاص طور پر آسمانی رنگ پر اثر انداز ہوتی ہیں یہ روشنیوں کا سرچشمہ کیا ہے۔ اس کا بالکل صحیح علم انسان کو نہیں ہے۔ قوس قزح کا جو فاصلہ بیان کیا جاتا ہے وہ زمین سے تقریباً نو کروڑ میل ہے اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ جو رنگ ہمیں اتنے قریب نظر آتے ہیں وہ نو کروڑ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں ــــــ اب یہ سمجھنا مشکل کام ہے کہ سورج کے اور زمین کے درمیان علاوہ کرنوں کے اور کیا کیا چیزیں موجود ہیں جو فضا میں تحلیل ہوتی رہتی ہیں۔

جو کرنیں سورج سے ہم تک منتقل ہوتی رہتی ہیں ان کا چھوٹے سے چھوٹا جزو فوٹان (PHOTON) کہلاتا ہے اور اس فوٹان کا ایک وصف یہ ہے کہ اس میں اسپیس (SPACE) نہیں ہوتا۔ اسپیس سے مراد ڈائی مینشن (DIMENSION) "ابعاد" ہیں یعنی اس میں لمبائی چوڑائی موٹائی نہیں ہے اس لئے جب یہ کرنوں کی شکل میں پھیلتے ہیں تو نہ ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں، نہ ایک دوسرے کی جگہ لیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ جگہ نہیں روکتے' اس وقت تک جب تک کہ دوسرے رنگ سے نہ ٹکرائیں۔ یہاں دوسرے رنگ کو پھر سمجھیئے۔

فضا میں جس قدر عناصر موجود ہیں ان میں سے کسی عنصر سے فوٹان کا ٹکراؤ ہی اسے اسپیس دیتا ہے۔ دراصل یہ فضا کیا ہے؟ رنگوں کی تقسیم ہے۔ رنگوں کی تقسیم جس طرح ہوتی ہے وہ اکیلے فوٹان کی رُو سے نہیں ہوتی۔ بلکہ ان حلقوں سے ہوتی ہے جو فوٹانوں سے بنتے ہیں جب فوٹانوں کا ان حلقوں سے ٹکراؤ ہوتا ہے تو اسپیس یا رنگ وغیرہ کئی چیزیں بن جاتی ہیں۔

کہکشانی نظام اور دو کھرب سورج

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کرنوں میں یہ حلقے کیسے پڑے؟ ہمیں یہ تو علم ہے کہ ہمارے کہکشانی نظام میں بہت سے اسٹار یعنی سورج ہیں، وہ کہیں نہ کہیں سے روشنی لاتے ہیں، ان کا درمیانی فاصلہ کم سے کم پانچ نوری سال بتایا جاتا ہے۔ جہاں انکی روشنیاں آپس میں ٹکراتی ہیں، وہ روشنیاں چونکہ قسموں پر مشتمل ہیں۔ اس لئے حلقے بنا دیتی ہیں جیسے ہماری زمین یا اور سیارے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سورج سے یا کسی اور اسٹار سے جن کی تعداد ہمارے کہکشانی نظام میں دو کھرب بتائی جاتی ہے، ان کی روشنیاں سنکھوں کی تعداد پر مشتمل ہیں اور جہاں ان کا ٹکراؤ ہوتا ہے وہیں ایک حلقہ بن جاتا ہے جسے سیارہ کہتے ہیں۔

اب نوشان میں اسپیس پیدا ہو جاتا ہے اور اسپیس کے چھوٹے سے چھوٹے ذرّے کو الیکٹران کہتے ہیں جہاں نوشان اور الیکٹران دونوں ٹکراتے ہیں وہیں سے نگاہ رنگ دیکھنا شروع کر دیتی ہے، رنگ کیا ہے؟ کیوں ہے؟ نگاہ کیا ہے؟ کیوں ہے؟ نگاہ کی تیزی کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ اس سے یہاں بحث نہیں۔

دوپیروں اور چارپیروں سے چلنے والے جانور

جانور دو ہیں۔ ایک جانور چار پیروں سے چلنے والا ہے اور دوسرا دو پیروں سے چلنے والا ہے۔ اُڑنے والا جانور اور تیرنے والا جانور بھی چار پیروں سے چلنے والے جانوروں میں شامل ہے اس لئے کہ وہ پَر بھی استعمال کرتا ہے اور پیر بھی۔ نیز اس کے اُڑنے کی صورت بھی وہی ہوتی ہے جو چار پیروں سے چلنے والے جانور کی ہوتی ہے۔ دو پیروں سے چلنے والا جانور آدمی ہے۔

چار پیروں سے چلنے والا جانور، اڑنے والا جانور، تیرنے والا جانور آسمانی رنگ کو تمام جسم میں یکساں قبول کرتے ہیں اسی وجہ سے عام طور پر ان میں جبلّت کام کرتی ہے، فکر کام نہیں کرتی یا زیادہ سے زیادہ انہیں سکھایا جاتا ہے لیکن وہ بھی فکر کے دائرے میں نہیں آتا۔ جن چیزوں کی انہیں اپنی زندگی میں ضرورت پڑتی ہے صرف اُن چیزوں کو قبول کرتے ہیں، ان میں زیادہ غیر ضروری چیزوں سے یہ واسطہ نہیں رکھتے، جن چیزوں کی انہیں ضرورت ہوتی ہے ان کا تعلق زیادہ تر آسمانی رنگ کی لہروں سے ہوتا ہے۔

دو پیروں سے چلنے والا جانور یعنی آدمی سب سے پہلے آسمانی رنگ کا مخلوط یعنی بہت سے ملے ہوئے رنگوں کو اپنے بالوں اور سر میں قبول کرتا ہے اور اس رنگ کا مخلوط پیوست ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جتنے خیالات، کیفیات اور محسوسات وغیرہ اس رنگ کے مخلوط سے اس کے دماغ کو متاثر کرتے ہیں۔ وہ اتنا ہی متاثر ہوتا ہے۔

دماغ میں کھربوں خانے ہوتے ہیں اور ان میں سے برقی رَو گزرتی رہتی ہے۔ اسی برقی رَو کے ذریعہ خیالات، شعور، اور تحت الشعور سے گزرتے رہتے ہیں اور اس سے بہت زیادہ لاشعور میں۔

دماغ کا ایک خانہ وہ ہے جس میں برقی رَو فوٹو لیتی رہتی ہے اور تقسیم کرتی رہتی ہے، یہ فوٹو بہت ہی زیادہ تاریک ہوتا ہے یا بہت ہی زیادہ چمکدار۔

ایک دوسرا خانہ ہے جس میں کچھ اہم باتیں رہتی ہیں لیکن وہ اتنی اہم نہیں ہوتیں کہ سالہا سال گزرنے کے بعد بھی یاد آجائیں، ایک تیسرا خانہ اس سے زیادہ اہم باتوں کو جذب کر لیتا ہے، وہ بشرط موقع کبھی کبھی یاد آجاتی ہیں۔ ایک چوتھا خانہ معمولات (ROUTINE CHORES) کا ہے جس کے ذریعے آدمی عمل کرتا ہے لیکن اس میں ارادہ شامل نہیں ہوتا۔ پانچواں خانہ وہ ہے جس میں گزری ہوئی باتیں اچانک یاد آجاتی ہیں جن کا زندگی کے آپس کے تار و پود سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ منشا یہ ہے کہ ایک بات یاد آئی، دوسری بات ساتھ ہی ایسی یاد آئی جس سے پہلی بات کا کبھی کوئی تعلق نہیں تھا، ایک چھٹا خانہ ایسا ہے جس کی یا تو کوئی بات یاد نہیں آتی اور اگر یاد آتی ہے تو فوراً اس کے ساتھ ہی عمل ہوتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ کسی پرندے کا خیال آیا خیال آتے ہی علاوہ پرندہ سامنے ہے، ساتواں خانہ اور ہے جس کو عام اصطلاح میں حافظہ (MEMORY) کہتے ہیں۔

دماغ میں مخلوط آسمانی رنگ آنے سے اور پیوست ہونے سے خیالات، کیفیات، محسوسات وغیرہ برابر بدلتے رہتے ہیں، اس کی نوعیت یہ ہوتی ہے کہ اس رنگ کے سائے ہلکے بھاری یعنی طرح طرح کے اپنا اثر کم و بیش پیدا کرتے ہیں اور فوراً اپنی جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ تاکہ دوسرے سائے ان کی جگہ لے سکیں، بہت سے سائے جنہوں نے جگہ چھوڑ دی ہے۔ محسوسات بن جاتے ہیں اس لئے کہ وہ گہرے ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے خیالات کی صورتیں منتشر ہو جاتی ہیں۔ رفتہ رفتہ انسان ان خیالات کو ملانا سیکھ لیتا ہے ان میں سے جن خیالات کو بالکل کاٹ دیتا ہے۔ وہ حذف ہو جاتے ہیں اور جو جذب کر لیتا ہے وہ عمل بن جاتے ہیں۔ یہ سائے اسی طرح کام کرتے رہتے ہیں، انہی سایوں کے ذریعہ انسان رنج و راحت حاصل کرتا ہے۔ کبھی وہ رنجیدہ اور بہت رنجیدہ ہو جاتا ہے، کبھی وہ خوش اور بہت خوش ہو جاتا ہے۔ یہ سائے جس قدر جسم سے خارج ہو سکتے ہیں ہو جاتے ہیں لیکن جتنے جسم کے اندر پیوست ہو جاتے ہیں وہ اعصابی نظام بن جاتے ہیں۔

آدمی دو پیر سے چلتا ہے اس لئے سب سے پہلے ان سایوں کا اثر اس کا دماغ قبول کرتا ہے، دماغ کی چند حرکات معین ہیں جن سے وہ اعصابی نظام میں کام لیتا ہے۔ سَر کا پچھلا حصّہ یعنی ام الدماغ اور حرام مغز اس اعصابی نظام میں خاص کام کرتا ہے، رنج و خوشی دونوں سے اعصابی نظام متاثر ہوتا ہے، رنج و خوشی دراصل بجلی کی ایک رَو ہے جو دماغ سے داخل ہو کر تمام اعصاب میں سما جاتی ہے۔ یہ لہریں دو پیروں سے چلنے والے جانور کے دماغ میں داخل ہوتی ہیں۔ ان لہروں کا وزن، تجزیہ، فضا، ہر جگہ بالکل یکساں نہیں ہوتا بلکہ جگہ جگہ تقسیم ہوتا ہے اور اس تقسیم کار میں وہ لہروں کے کچھ سائے زیادہ جذب کرتا ہے اور کچھ سائے کم۔ انسان کے دماغ میں لاشمار خلیے (CELLS) بھی کام کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ان لاشمار خلیوں میں سائے کی لہریں جو فضا سے بنتی ہیں وہ اپنے اثرات کو برقرار رکھیں، کبھی ان کے اثرات بہت کم رہ جاتے ہیں، کبھی ان کے اثرات بالکل نہیں رہتے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ یہ تمام خلیے جو دماغ سے تعلق رکھتے ہیں کسی وقت خالی نہیں رہتے۔ کبھی ان کا رُخ ہوا کی طرف زیادہ ہوتا ہے کبھی پانی کی طرف، کبھی غذا کی طرف اور کبھی تنہا روشنی کی طرف، اسی روشنی سے رنگ اور رنگوں کی ملاوٹی شکلیں بنتی ہیں۔ اور خرچ ہوتی رہتی ہیں۔

چہرہ میں فلم

اگر انسان دماغ سے کام لے تو چہرے پر طرح طرح کے رنگ نظر آتے ہیں۔ ان رنگوں میں سب سے زیادہ نمایاں آنکھوں کا رنگ اور حواس کی رَو ہوتی ہے، اگرچہ آنکھیں بھی حواس میں شامل ہیں لیکن یہ ان چیزوں کا جو باہر سے دیکھتی ہیں زیادہ اثر قبول کرتی ہیں، بہت سے باہر کے عکس آنکھوں

کے ذریعہ اندرونی دماغ کو متاثر کرتے ہیں۔ اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ حواس تازہ ہو جاتے ہیں یا افسردہ ہو جاتے ہیں۔ کمزور ہو جاتے ہیں یا طاقت ور۔ انہی باتوں پر دماغی کام کا انحصار ہے۔ رفتہ رفتہ یہی دماغ کا کام اعصاب میں سرایت کر جاتا ہے، جو صحیح بھی کام کرتا ہے اور غلط بھی۔

دماغی لہروں سے چہرہ پر اتنے زیادہ اثرات آجاتے ہیں کہ ان سب کا پڑھنا مشکل ہے پھر بھی ایک فلم چہرے میں چلتی رہتی ہے جو اعصاب میں منتقل ہونے والے اثرات کا پتہ دیتی ہے۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ رنگوں کی تعداد بہت ہے اور ان کی افادیت بہت زیادہ ہے۔

آسمانی رنگ کیا ہے؟

آسمانی رنگ فی الحقیقت کوئی رنگ نہیں بلکہ وہ ان کرنوں کا مجموعہ ہے جو ستاروں سے آتی ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ کہیں بھی ان ستاروں کا فاصلہ پانچ نوری سالوں سے کم نہیں ہے (ایک کرن ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو سو بیاسی میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ اس طرح نوری سال کا حساب لگایا جا سکتا ہے۔

ہر ستارہ کی روشنی سفر کرتی ہے اور سفر کرنے کے دوران ایک دوسرے سے ٹکراتی ہے، ان میں ایک کرن کا کیا نام رکھا جائے۔ یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے، نہ انسان کرن کے رنگ کو آنکھوں میں جذب کر سکتا ہے یہ کرنیں مل جل کے جو رنگ بناتی ہیں، وہ تاریک ہوتا ہے اور اس تاریکی کو نگاہ آسمانی محسوس کرتی ہے، انسان کے سَر میں اس کی فضا سرایت کر جاتی ہے۔ نتیجے میں وہ لاتعداد خلیے جو انسان کے سَر میں موجود ہیں اس فضا سے معمور ہو جاتے ہیں اور یہاں تک معمور ہوتے ہیں کہ ان خلیوں میں مخصوص کیفیات کے علاوہ کوئی کیفیت سما نہیں سکتی۔ یا تو ہر خلیے کی ایک کیفیت ہوتی ہے۔ یا کئی خلیوں میں مماثلت پائی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے ایک دوسرے کی کیفیات شامل ہو جاتی ہیں لیکن یہ اس طرح کی شمولیت نہیں ہوتی کہ بالکل مدغم ہو جائے بلکہ اپنے اپنے اثرات لیکر خلط ملط ہو جاتی ہے اور اس طرح دماغ کے لاتعداد خلیے ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتے ہیں اور یہاں تک پیوست ہوتے ہیں کہ ہم کسی خلیے کا عمل یا ردِّ عمل ایک دوسرے سے الگ نہیں کر سکتے بلکہ وہ مل جل کر وہم کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، اگر یہ کہا جائے کہ انسان توہماتی جانور ہے تو بے جا نہیں ہوگا، خلیوں کی یہ فضا توہمات کہلا سکتی ہے یا خیالات یا محسوسات، یہ توہماتی فضا دماغی ریشوں میں سرایت کر جاتی ہے ایسے ریشے جو باریک ترین ہیں۔

خون کی گردش رفتار ان میں تیز تر ہوتی ہے، اسی گردش رفتار کا نام انسان ہے، خون کی نوعیت اب تک جو کچھ سمجھی گئی ہے فی الواقع اس سے کافی حد تک مختلف ہے۔

آسمانی فضا سے جو تاثرات دماغ کے اوپر مرتب ہوتے ہیں، وہ ایک بہاؤ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور حقیقت میں ان کو توہمات یا خیالات کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا، جب آسمانی رنگ کی فضا خون کی رَو بن جاتی ہے تو اس کے اندر وہ خلیے کام کرتے ہیں جو دوسرے ستاروں سے آئے ہیں وہ خلیے چھوٹے سے چھوٹے ہوتے ہیں، اس قدر چھوٹے کہ خوردبین بھی انہیں نہیں دیکھ سکتی لیکن ان کے تاثرات عمل کی صورت اختیار کر لیتے ہیں، انسان کے اعصاب میں وہی حرکات بنتے ہیں اور انہی کی زیادتی یا کمی اعصابی نظام میں خلل پیدا کرتی ہے۔

رنگوں کا فرق

رنگوں کا فرق بھی یہیں سے شروع ہوتا ہے، ہلکا آسمانی رنگ بہت ہی کمزور قسم کا وہم پیدا کرتا ہے، یہ وہم دماغی فضا میں تحلیل ہو جاتا ہے اس طرح کہ ایک ایک خلیے میں درجنوں آسمانی رنگ کے پَرتو ہوتے ہیں یہ پَرتو الگ الگ تاثرات رکھتے ہیں۔ وہم کی پہلی رَو خاص کر بہت ہی کمزور ہوتی ہے، جب یہ رَو دو یا دو سے زیادہ چھ تک ہو جاتی ہیں، اس وقت ذہن اپنے اندر وہم کو محسوس کرنے لگتا ہے یہ وہم اتنا طاقت ور ہوتا ہے کہ اگر جنبش نہ کرے اور ایک جگہ مرکوز ہو جائے تو آدمی نہایت تندرست رہتا ہے اسے کوئی اعصابی کمزوری نہیں ہوتی کہ اس کے اعصاب صحیح سمت میں کام کرتے ہیں، اس رَو کا اندازہ بہت ہی شاذ ہوتا ہے، اگر یہ رَو کسی ایک ذرہ پر یا کسی ایک سمت میں یا کسی ایک رُخ پر مرکوز ہو جائے اور تھوڑی دیر بھی مرکوز رہے تو دور دراز تک اپنے اثرات مرتب کرتی ہے۔ انسان کو اس رَو کے ذریعے متاثر کیا جا سکتا ہے۔ ٹیلی پیتھی کا اصل اصول یہی ہے یہ وہم ان چیزوں کو بھی متاثر کرتا ہے جو ذی روح نہیں سمجھی جاتیں۔

سب سے پہلا اثر اس کا دماغی اعصاب پر ہوتا ہے، یہاں تک کہ دماغ کے لاکھوں خلیے اس کی چوٹ سے فنا ہو جاتے ہیں۔ اب دماغی خلیے جو باقی رہتے ہیں وہ ام الدماغ کے ذریعے اسپائنل کورڈ (SPINAL CORD) میں اپنا تصرف لے جاتے ہیں، یہی وہ تصرف ہے جو باریک ترین ریشوں میں تقسیم ہوتا ہے، اس تصرف کے پھیلنے سے حواس بنتے ہیں، ان میں سب سے پہلی حِس نگاہ کی ہے۔ آنکھ کی پتلی پر جب کوئی عکس پڑتا ہے تو وہ اعصاب کے باریک ترین ریشوں میں ایک سنسناہٹ پیدا کر دیتا ہے۔ یہ ایک مستقل برقی رَو ہوتی ہے۔ اگر اس کا رخ صحیح ہے تو آدمی بالکل صحت مند ہے، اگر اس کا رخ صحیح نہیں ہے تو دماغ کی فضا کا رنگ گہرا ہو جاتا ہے اور گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دماغ میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور اعصاب اس رنگ کے پریشر کو برداشت نہیں کر سکتے۔ آخر میں یہ رنگ اتنا گہرا ہو جاتا ہے کہ اس میں تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً آسمانی رنگ سے نیلا رنگ بن جاتا ہے۔ درمیان میں جو مرحلے ہوتے ہیں وہ بے اثر نہیں ہیں۔ سب سے پہلے مرحلے کے زیر اثر آدمی کچھ وہمی ہو جاتا ہے، اسی طرح یکے بعد دیگرے مرحلے رونما ہوتے ہیں، رنگ گہرا ہوتا جاتا ہے اور وہم کی قوتیں بڑھتی جاتی ہیں۔ باریک ترین ریشے بھی اس تصرف کا اثر قبول کرتے ہیں۔ اب کیفیت مختلف اعصاب میں مختلف شکلیں پیدا کر دیتی ہے، باریک اعصاب میں بہت ہلکی اور معمولی اور تنومند اعصاب میں مضبوط اور طاقت ور، اسی طرح یہ مرحلے گہرے نیلے رنگ میں تبدیلیاں شروع کر دیتے ہیں۔

رنگوں کے خواص

اب ہم ہلکے نیلے اور گہرے نیلے رنگ کے خواص بیان کرتے

ہیں سب سے پہلے ہلکے نیلے رنگ کا اثر دماغی خلیوں پر پڑتا ہے۔ اگرچہ دماغی خلیوں کا رنگ ہلکا نیلا الگ الگ ہوتا ہے۔ لیکن ان خلیوں کی دیواریں ہلکی اور موٹی ہوتی ہیں پھر ان میں رنگوں کے چھاننے کے اثرات بھی موجود ہیں۔ ایک خلیہ اپنے ہلکے نیلے رنگ کو جب چھانتا ہے تو اس رنگ میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اس طرح لاکھوں خلیئے ملکر اپنا تصرف کرتے ہیں۔ تصرف کا مطلب یہ ہے کہ ایک فلسفی ان خلیوں کو اور ان خلیوں کے تمام تصرفات کو ایک ہی طرف متوجہ کرلیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمام خلیوں کا تصرف یکجا ہوکر ایک تخیل بن جاتا ہے۔ اب تصرف کا اختلاف قسم قسم کے فلسفے تخلیق کرتا ہے اور ان کی تخلیقات یہاں تک ہوتی ہیں کہ وہ اکثر ایک عملی شکل اختیار کرلیتی ہیں۔ پھر اسی علم کے اندر اختلافات پیدا ہونے لگتے ہیں۔ جس سے بحث کی باریکیاں نکل آتی ہیں۔ منشاء اس کے بیان کرنے کا یہ ہے کہ یہ اختلاف ایک دوسرے فلسفہ کا مخالف فلسفہ بن جاتا ہے پہلے دلائل میں معمولی اختلافات ہوتے ہیں۔ پھر یہی معمولی اختلافات بڑھ کر غیر معمولی ہوجاتے ہیں۔ یہ سب اس تصرف کا کرشمہ ہے جو خلیوں کا رنگ بدلنے سے ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ان خلیوں کا رنگ اتنا تبدیل ہوجاتا ہے کہ نگاہ انہیں بالکل سُرخ، سبز، زرد وغیرہ رنگوں میں دیکھنے لگتی ہے۔ اس لئے کہ باہر سے جو روشنیاں جاتی ہیں ان میں اسپیس (SPACE) نہیں ہوتا۔ بلکہ خلیوں کے تصرف سے اسپیس بنتا ہے خلیوں کا تصرف جب اسپیس بناتا ہے تو آنکھوں کے ذریعہ باہر سے جانے والی کرنوں کو اُلٹ پلٹ کردیتا ہے نتیجہ میں رنگوں کی تبدیلیاں یہاں تک واقع ہوتی ہیں کہ وہ ساٹھ سے زیادہ تک گنے جاسکتے ہیں۔

مثلاً سُرخ رنگ کو لیجئے۔ خلیئے ان پر اتنا تصرف کرتے ہیں کہ ذرّات مل کر آنکھوں کے پردوں پر اپنی تیزی پھینکتے ہیں۔ یہ تیزی ایک دوسرے میں خلط ملط ہونے کے بعد سُرخ رنگ نظر آنے لگتی ہے۔ اسی طرح خلیوں کا اور تصرف ہوتا ہے، مثلاً رنگ تبدیل ہوکر سبز ہوجاتے ہیں۔ زرد ہوجاتے ہیں۔ نارنجی ہوجاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور کتنے ہی رنگ بدل جاتے ہیں۔ ان رنگوں میں عجیب عجیب تاثرات ہیں۔ یہی رنگ مل کر حواس بناتے ہیں۔ مثلاً سننے کے حواس بہت سارے خلیوں کے عمل سے ترتیب پاتے ہیں۔

ہمارے اردگرد بہت سی آوازیں پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کے قطر بہت چھوٹے اور بہت بڑے ہوتے ہیں جن کو انگریزی میں ویولینگتھ (WAVE LENGHT) کہتے ہیں۔

سائنس دانوں نے اندازہ لگایا ہے کہ چار سو قطر سے نیچے کی آوازیں آدمی نہیں سن سکتا۔ ایک ہزار چھ سو قطر سے زیادہ اونچی آوازیں بھی آدمی نہیں سن سکتا چار سو ویولینگتھ (WAVELENGTH) سے نیچے کی آوازیں برقی رو کے ذریعہ سنی جاسکتی ہیں اور ایک ہزار چھ سو ویولینگتھ کی آوازیں بھی بجز برقی رَو کے سُننا ممکن نہیں۔ یہ ایک قسم کی حس کا عمل جو دماغی خلیئے بناتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ سب آسمانی رنگ کے تاثر سے ہوتا ہے۔ یہ رنگ خلیوں میں، خلیوں کی بساط کے مطابق عمل کرتا ہے بتانا یہ مقصود ہے کہ آسمانی رنگ جو فی الواقع ایک بَرقی رَو ہے، دماغی خلیوں میں آنکے بعد اسپیس بن جاتا ہے۔ یہ اسپیس بے شمار رنگوں میں تقسیم ہوجاتی ہے اور یہی رنگ آنکھ کے پردہ پر مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں۔

آنکھ کے پردوں پر جو عمل ہوتا ہے وہ خلیئے کے اندر بہنے والی رَو سے بنتا ہے۔ آنکھ کی حس جس قدر تیز ہوتی ہے۔ اتنا ہی رَو میں امتیاز کرسکتی ہے لیکن پھر بھی خلیوں کی رَو کا آپس کا تعلق برقرار رہتا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے نگاہ کے پردے متاثر ہوتے ہیں اور ان میں ساٹھ سے زیادہ رنگ تک امتیاز ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد بَرقی رَو سے امداد لینا پڑتی ہے بالکل اس طرح جس طرح کان کی ویولینگتھ کو چار سو سے کم یا سولہ سو سے بڑھا کر کی جاتی ہے۔

ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ کوئی شخص ساٹھ رنگ سے زیادہ قبول نہ کرے یا اس سے کم پر اکتفا کرلے۔ لیکن یہ بات یہاں بتانا اس لئے ضروری ہے کہ دماغی خلیوں سے اور ان کی بَرقی رَو سے تمام اعصاب کا تعلق ہے۔ تمام اعصاب پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے تذکرہ کیا ہے کہ کان کی ویولینگتھ، بَرقی رَو کے ذریعہ چار سو سے کم یا سولہ سو سے زیادہ کی جاسکتی ہے۔ اس کے معنیٰ یہ بھی نکلتے ہیں کہ ہم مستقل بَرقی رَو میں گھرے ہوئے ہیں۔ یہ بَرقی رَو کتنے قسم کی ہے۔ کتنی تعداد پر مشتمل ہے۔ اس کا شمار کیا ہے، آدمی کسی ذریعہ سے گن نہیں سکتا، البتہ یہ بَرقی رو دماغی خلیوں کے تصرف سے باہر آتی ہے تو طرح طرح کے رنگوں کا جال آنکھوں کے سامنے لاتی ہے علاوہ، آنکھوں کے، چکھنے کی حس، سونگھنے کی حس، سوچنے کی حس، بولنے کی حس، اور چھونے کی حس وغیرہ اسی سے بنتی ہے۔

وغیرہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ حسیں تعداد میں اتنی ہی ہیں بلکہ یقیناً اور بہت سی حسیں ہیں جو انسان کے علم میں نہیں ہیں۔

گناہ

ایک نیک فطرت اور پاکباز عورت کا خاوند سنار تھا۔ اس کے گھر میں پانی بھرنے کیلئے ایک سقہ مقرر تھا جو تیس برس سے اس کے گھر پانی بھرا کرتا تھا۔ مگر کبھی اُس نے اس باعصمت عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ ایکدن سقہ پانی لے کر گھر آیا تو اس باعفت کو اکیلا پاکر اس کی طرف بڑھا اور اس کی کلائیاں پکڑ کر اُسے اپنی طرف کھینچا۔ عورت نے بھاگ کر دروازہ بند کرلیا۔ سقہ چلا گیا اور اس عورت کا خاوند جب گھر آیا تو عورت نے کہا آج یقیناً آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے۔ شوہر نے کہا۔ اور کوئی گناہ تو مجھ سے سرزد نہیں ہوا البتہ ایک عورت آج مجھ سے کنگن خریدنے آئی تھی۔ میں اس کی نازک اور خوبصورت کلائیاں پکڑ کر بے صبرا ہوگیا تھا اور اُس کی کلائیاں پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ عورت کلائیاں چھڑوا کر وہاں سے بھاگ گئی۔ عورت نے خاوند کی گفتگو سن کر کہا ٹھیک تمہاری زیادتی کا بدلہ تمہاری بیوی سے لے لیا گیا جیسا کہ تم نے اپنے مسلمان بھائی کی بیوی سے ناشائستہ سلوک کیا اسی طرح تیری بیوی کے ساتھ ہوا۔ صبح ہوئی تو وہی سقہ اس عورت سے معافی مانگنے آیا۔ عورت نے کہا۔ اس میں تیرا قصور نہیں۔ میرے ہی خاوند کی نیت بگڑ گئی تھی۔

مرسلہ:- ندیم الحق شمسی گھیر نجو خاں رامپور

پیاز کے فائدے

ہمنت ناتھ کول

یہ قبض کشا ہوتا ہے۔ بھوک لگاتی ہے اور ہاضمہ کو بڑھاتا ہے، تلی کے ورم کو کم کرتا ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتا ہے پیشاب سے سنگ (پتھری) نکالتی ہے۔ قوت باہ کیلئے فائدہ مند ہے۔ پیشاب اور حیض کو جاری کرتا ہے۔

پیاز کیلشیم۔ پوٹاسیم۔ سوڈیم سلفر اور فولاد کی کمی کو پورا کرتا ہے۔

یرقان کو فائدہ دیتا ہے۔

پیاز کی بو اگر ختم نہ ہو تو دھنیا چبانا چاہیئے ہر وقت اپنے پاس رکھنے سے پلیگ کی بیماری نہ ہوگی۔

اس کے استعمال سے تپ دق بیماری کے جراثیم ہلاک ہو جاتے ہیں

اگر کچا کھایا جائے تو منہ کے جراثیم ہلاک اور ختم ہو جاتے ہیں۔

پیاز کا عرق، عرق ادرک اور شہد سے ملا کر چاٹنے سے قوت باہ بڑھتی ہے۔

پیاز کا عرق داد خارش میں نافع ہے۔

سفید پیاز کا عرق اگر ناک میں مرگی کے دورہ کے مریض کو ٹپکائیں گے تو ایسے مریض کو آرام ہوگا۔

پیاز کا مناسب مقدار میں کھانا ہاضم طعام ہے۔

یہ معدہ کو قوت دیتا ہے۔

پیاز کا عرق پلانے سے بچوں کے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں اور بدہضمی دور ہو جاتی ہے۔

اگر پیاز نمک ملا کر کھائیں تو درد پسلی کو آرام ملتا ہے۔ اس کے کھانے سے رنگ صاف ہوتا ہے۔ خون پیدا کرتا ہے۔ مردانہ طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔

سنل پیاز کا سفوف تازہ دہی میں ملا کر کھانے سے تکلیف دہ پیچش دور ہوتی ہے۔

سینے میں جمے ہوئے بلغم کے اخراج کیلئے پیاز باریک کتر کر کسی چینی یا شیشے کی پلیٹ میں رکھ کر اوپر سے شکر چھڑک دیں اور اسے کچھ ترچھا رکھیں اور تھوڑی دیر بعد جو پانی نکلے اس کے پینے سے بلغم دور اور خارج ہوتی ہے۔ سینہ صاف ہو جاتا ہے۔

پیاز کی پوٹلی بنا کر پھوڑوں، چوٹوں اور زخموں پر باندھی جاتی ہے۔ اس کا رس سنگھانے سے بچوں کی بیہوشی درد سر کیلئے آرام دہ ہے۔ اس کے کھانے سے بینائی کی کمی دور ہوتی ہے۔

پیاز کا سفید رس، دو چمچہ شہد اور دو چمچہ کے ساتھ ملا کر صبح چاٹنا چاہیئے تو دمہ کے مریض کیلئے اکسیر دوا ہے۔

اس پر انسانوں کے وکیل نے کہا خواہ مخواہ زبان چلا رہا ہے یا اس پر کوئی دلیل بھی ہے یا صرف بکواس ہی کا نام مناظرہ ہے؟

کلیلہ نے کہا۔ انسانوں میں جو عابد وزاہد اور اللہ کے ولی ہوتے ہیں وہ دنیا اور دنیا والوں سے قطع تعلق کر کے درندوں کی بستی میں یعنی پہاڑوں میں آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ انسانوں سے گھبرا کر آتے ہیں اور بے خوف وخطر جانوروں کی بستی میں مقیم رہتے ہیں اور کوئی درندہ انھیں نہیں پھاڑتا۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ رابعہ بصری رح جو اللہ کی ولی تھیں وہ جنگل کے بادشاہ شیر پر سوار ہو کر بے خطر پھرتی تھیں اور جنگل کا بادشاہ انھیں کچھ نہیں کہتا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اللہ کے نیک بندوں کو کچھ نہیں کہتے۔ ہم اللہ کے نافرمانوں کو پھاڑتے ہیں اور وہ ہوتے ہی اس لائق ہیں کہ انھیں پھاڑ دیا جائے جو اللہ کا نافرمان ہے وہ سب سے بڑا ظالم ہے اور جو ظالم ہو وہ اس قابل ہے کہ اس کی تکا بوٹی کر دی جائے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے نُوَلِّيْ بَعْضَ الظَّالِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ یعنی ظالموں پر ہم نے ظالموں کو مسلط کیا ہے ان کو اپنے گناہوں کی وجہ سے۔

جس وقت کلیلہ اپنے کلام سے فارغ ہوا۔ شاہ جنات نے کہا۔ بے شک تو سچ کہتا ہے جو نیک لوگ ہیں وہ بدوں سے دور بھاگتے ہیں اور نیکوں سے الفت کرتے ہیں۔ اگر انسان شریر اور بدذات نہ ہوتے تو اللہ کے نیک بندے انسانوں کی بستی چھوڑ کر حیوانوں کی بستی میں آکر پناہ نہ لیتے۔ اور اللہ کے رسولؐ نے یہ نہ فرمایا ہوتا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ وہی شخص فتنے سے محفوظ رہے گا جو کسی ویرانے میں جا کر مقیم ہو جائے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ویرانوں میں امن وامان ہے اور انسانوں کی بستیوں میں فتنے اور خرخشے ہیں۔ جنات کی ایک جماعت کی طرف سے اس کی پرزور تائید کی گئی اور سب نے بیک زبان کہا کہ واقعتاً انسان اگر وہ برے ہوں تو وہ درندوں سے زیادہ بدتر اور نقصان پہونچانے والے ہیں۔ اور اللہ کی بنائی ہوئی زمین پر وہ بہت بڑا بوجھ ہیں۔ اور انسانوں کے بدترین طبقے پر قیامت قائم ہوتی ہے اور یہ بات پیغمبر آخرالزماںؐ نے ارشاد فرمائی ہے۔

یہ سن کر انسانوں کی گردنیں جھک گئیں وقت کافی ہو چکا تھا۔ عدالت پھر برخاست ہو گئی اور سب اٹھ کر اپنی اپنی پناہ گاہوں کی طرف چلے گئے۔ (باقی آئندہ)

معذرت

جنات نمبر میں ایک مضمون شائع ہوا ہے "ایک عورت بائیس جن" اس مضمون میں کتابت وتصحیح کی زبردست غلطی ہو جانے کی وجہ سے مضمون کا حلیہ ہی بگڑ گیا ہے ــــ ادارہ اس سلسلے میں معذرت چاہتا ہے۔

(منیجر)

انگلیوں کی علامت اور نوشتہ تقدیر

انگلیوں کے جوڑ

انگلیوں کے جوڑوں میں جو ریکھائیں عرض رو بہ مانند دائرہ جو کے ہوتی ہیں۔ انگوٹھے کو چھوڑ کر باقی انگلیوں کی ان ریکھاؤں کو شمار کریں۔ اگر دست راست میں ایسی بارہ ریکھائیں یعنی فی انگلی ایسی تین ریکھائیں ہوں تو ایسا شخص تمام عمر خوش حال وخوش گزران رہے گا۔ اگر انگلیوں میں ایسی ۱۳ ریکھائیں ہوں تو تمام عمر رنج ومصیبت میں مبتلا رہے گا۔ اگر انگلیوں میں ایسی ۱۴ ریکھائیں ہوں تو ایسا شخص اوسط درجے کی زندگی بسر کرے گا اگر ایسی ۱۵ ریکھائیں ہوں تو بڑا چور رہزن اور قزاق ہو اگر ایسی ۱۶ ریکھا ہوں تو قمار بازی میں عمر ضائع کرے گا اگر ایسی ۱۷ ریکھا ہوں تو ظالم سفاک اور بے انصاف ہو اگر ایسی ۱۸ ریکھا ہوں تو ایماندار اور نیکوکار ہو اگر ایسی ۱۹ ریکھا ہوں تو دھرماتما اور صاحب عزت ہو اگر ایسی ۲۰ ریکھا ہوں تو عقلمند اور صاحب عبادت ہو اور اگر ایسی ریکھا تعداد میں ۲۱ ہوں تو ایسا شخص بدنصیب ومفلس ہو اگر سوائے ہر دو انگوٹھوں کے دست راست وچپ کی آٹھوں انگلیوں میں فی انگل ایسے چار چار نشان ہوں تو ایسا شخص حوائج ضروری سے فارغ البال اور دنیا میں نیک نام ثابت ہو اور اگر کمی بیشی دونوں ہاتھوں کی آٹھوں انگلیوں کے کل ۳۲ نشان ہوں تو ایسا شخص رنج وراحت میں مساوی رہے اور اگر ایسے تعداد میں کل ۳۳ ہوں تو ایسا شخص علم اور دولت حاصل کرے۔

انگوٹھے کی علامت

جاننا چاہئے کہ انسان کے ہاتھوں کی پانچوں میں سے ہر ایک انگلی کے تین جوڑ ہوتے ہیں جو کہ اپنی بڑائی چھوٹائی کے مطابق اپنے جداگانہ خواص رکھتے ہیں کہ انگوٹھے کے ناخن والا حصہ حوصلے سے متعلق ہے اگر یہ حصہ بڑا ہو تو ایسا شخص بلند حوصلہ ضدی وخود غرض ہوتا ہے۔ اگر اس حصہ کے جوڑ کا نشان عرض رویہ ہو تو اس شخص کا جنم چاند نے نکیش کا ہو یعنی بوقت پیدائش اس کے قمر زائد النور ہو اگر یہ جو سالم ہو اور کسی جگہ سے شکستہ نہ ہو تو ایسا شخص دولت مند اور تمام عمر خوش گذران ہو۔ اگر جو ٹوٹا ہوا ہو تو ایام صغر سنی میں رنج ومصیبت اٹھاوے مگر ایام جوانی میں خوب آرام پاوے اور اگر اس حصہ میں ایک ریکھا سیدھی مثل (۱) ہو تو ایسا شخص عابد، مرتاض، پرہیزگار اور فقیر منش کامل ہو (۲) اس سے نیچے کا حصہ عقل سے متعلق ہے اگر یہ حصہ بڑا ہو تو ایسا شخص دانا عالم وفاضل اور لکچرار ہو اگر اس حصہ میں جو کا نشان ہو تو عمدہ لیکن یہ جو اگر ٹوٹا ہوا ہو تو ایسا شخص بچپن میں آرام پاوے مگر جوانی میں اکثر تکلیفوں کا سامنا کرے اور بڑھاپے میں کامل آرام پاوے۔ (۳) اس سے نیچے کا حصہ نفس سے متعلق ہے اگر یہ حصہ بڑا ہو تو عشق بازی میں زیادہ رغبت رکھے اگر اس حصہ میں جو کا نشان شکستہ ہو تو ایسے شخص کا جوانی وبچپن خوب آرام سے گزرے مگر پیری میں تکلیف ہو اور اگر انگوٹھے کے ہر سہ حصوں میں سے کسی مقام پر ریکھا مثل (۱) کے ہو تو ایسا شخص بڑا عالم وفاضل اور مشہور زمانہ ثابت ہو۔